سنہ ۱۳۰۹
فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب
الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران و
آوان سعادت توامان این کارنامہ نادر وقعات عجیبہ یعنی
نوادر عجیبہ
موسوم بہ
سوانح احمدی
مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد از تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی
در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد
جلد ۱۰۰۰
قیمت

# فہرست مضامین کتاب سوانح احمدی

سنہ ۱۳۰۹
فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب
الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران و
آوان سعادت توامان این کارنامہ نادرہ وقعات مکرمی یعنی
تواریخ عجیبہ
موسوم بہ
سوانح احمدی
مولفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعزمائش و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی
در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد
بار اول
جلد ۱۰۰۰
قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تمہید

الحمد للہ الذی قال فی سورۃ البقرۃ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آوینگے پس جو کوئی میرے ہادیون کی اطاعت کریگا نہ اسکو دنیا مین ڈر ہے اور نہ آخرت مین غم ہے والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش ترجمہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے اور وہ سب کے سب قوم قریش سے ہونگے۔ عادت اللہ ہمیشہ سے اسبات پر جاری ہے کہ جب کسی ملک پر رحمت الٰہی جوش مین آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی اور ہدایت خلق اللہ کے اُسی ملک کے لوگون مین سے کسی شخص کو پسند کرکے ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے اور معجزے اور خرقِ عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قایم کر دیتا ہے پس اُسوقت جو سعید ازلی ہوتے ہین اُس ہادی کی اطاعت اختیار کرکے عقوبتِ دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کر لیتے ہین اور جو شقیِ ازلی ہوتے ہین وہ اُس ہادی سے مقابلہ اور اُسکی تعلیمات سے انکار کرکے دنیا مین ذلت اور آخرت مین عذاب کے سزاوار ہو جاتے ہین ایسے ہادیون من اللہ کے آنیکے وقت جو علوم یا فنون متعلقۂ امر معاش یا معاد سب مین اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہین اُنہین علوم اور فنون مسلمہ کی تردید کا آلہ یا کمال اُنہین علوم اور فنون کا اسطرح سے اُنکو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جسمین ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہین چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر مین ساحرونکا بڑا زور تھا اور اسی علم سحر کو کمالِ انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا اسیواسطے حضرت موسیٰ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی اوستاد ظاہری کے اس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت کئے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُسکو دیکھکر بر سر موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہو گئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی

مُردون حق سے نہ پھرے - پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فن حکمت یونانی کا
بڑا زور تھا چنانچہ اُسوقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمین غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا اسی لئے اُس
حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہین علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے رد کرنیکو ایسے معجزے عنایت
کیے تھے کہ آپ مادرزاد اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا رقیہ کے فوراً اچھا کر دیتے تھے اور ان
سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مردون کو زندہ کر دیتے تھے - انکے بعد جب نبی آخرالزمان مبعوث ہوئے تو
اُسوقت ملک عرب مین فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب
ساری دنیا کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب
مین ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچوایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء عرب
عاجز آگئے - اور باوجود جابجا قرآن مین للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے
بنا لاؤ - ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہین بنی - گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی
مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون مین جو کام
نبی کیا کرتے تھے وہ اس اُمت مین حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء امت انجام دیکر
بشارت عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت
ہدایت کو انجام دیا کرینگے) مین داخل ہوتے رہینگے -

## دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا مین عموماً اور ملک ہندوستان مین
خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تمغہ اسلام کا ہے برائے نام رہگئی تھی - گور پرستی تعزیہ داری
اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون مین صدہا رسومات شرک و بدعت
کھلی کھلی ہوا کرتی تھین ہزارون ہندوؤن کی رسمین بیاہ شادی اور تجہیز تکفین وغیرہ مین داخل ہوکر مثل فرض واجب
کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھین کونسی قبر اولیا بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جوالا مکھی
وغیرہ کے نہوکر وہان کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہوتی ہو - بیوؤن کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا
تھا یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبدالعزیز صاحب مین بھی گھس گئی تھی - بیبی کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ
کے گھر مین ہوا کرتی تھی - شغل برزخ یعنی تصور شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہے) مراقبہ مین کرنا خاندان عالی
شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی جاری تھا - اکثر صوفیون مین اتحاد و مسئلہ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا ہر فرد
بشر اپنے کو خدا جانتا تھا - فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا - مسئلہ تقدیر پر پرنے سرے کا

جدال و قتال تھا کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا مثل خدا تعالی کے بزرگونکو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سنیون مین آ گئے تھے۔ اختیار مکارم آبا و اجداد شریف خاندانون مین برہمنون سے بڑھکر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی مسلمانون مین سے ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہو چلی تھین۔ اتباع غنا و مزامیر وا خلا طِ امارد مثل عبادات اور تزکیۂ نفس سے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ سنتین مٹتی چلی جاتی تھین۔ بدعتون کا روز بروز غلبہ تھا منطق اور فلسفہ پڑھے والے مولوی عالم کہلاتے تھے قرآن و حدیث کا چرچا اٹھ چلا تھا مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا اور صادق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال انسانی اور اصل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبرونکی تھی اسکے طریق مفقود ہو گئے تھے اور اسکی قدر و منزلت لوگون سے اٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا پشاور سے لیکر دہلی تک سکھونکا راج تھا جہان باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ مین داخل تھی قاتل گاؤ کو پھانسی کی سزا ہوتی تھی ادھر دکن مین مرہٹونکا زور شور تھا وہ حملہ کرکے آگرہ اور دہلی تک آ پہنچے تھے۔ اگر خدا نخواستہ یہی کیفیت اور ایکدو صدی تک رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا مگر جب یہانتک نوبت گمراہی و ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش مین آئی تو واسطے دور کرنے خرابیون کے تیرھوین صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم ۱۲۰۱ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء قصبہ بانس بریلی ممالک اودھ مین جناب سید احمد صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر و ماحی شرک و بدعت سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپکا سلسلۂ نسب حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اسطرح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ الی عبد اللہ محض الی ابو محمد نفس الزکیہ الی ابو محمد عبد اللہ الاشتر الی محمد الثانی الی حسن الاعور نقیب الجواد الی ابو محمد عبد اللہ الی سید قاسم الی سید جعفر الی سید حسین عرف بابی الحسن الی سید حسن الی سید عیسیٰ الی سید یوسف الی سید رشید الدین احمد المدنی الی سید قطب الدین محمد الکربی الی سید نظام الدین الی سید رکن الدین الی سید صدر الدین الی سید قیام الدین الی سید علی الی سید احمد الی سید زین الدین الی سید صدر الدین الی سید قطب الدین ثانی الی سید علاء الدین الی سید محمود الی سید احمد الی سید محمد معظم الی سید فضیل الی سید محمد علم اللہ الی سید محمد ہدی الی سید محمد نور الی سید محمد عرفان الی سید احمد صاحب ہادی تیرھوین صدی کے یکم محرم ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی محمد علی روایت کرتے ہیں کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھکو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔ **حلیہ شریف** بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش و بروت سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت حسین و جمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اس حدیث کے مصداق ہوتے ہین جو مشکوٰۃ شریف مین اسطرح سے روایت ہے

حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اُسکا نام تمہارے نبی کے نام
پر ہوگا یعنی احمد یا محمد اور وہ تمہارے نبی سے خلق مین مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت
اور انصاف سے بھر دیگا۔ اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہین کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے اگر اس رُت کو مجدد
تیرھوین صدی یا مہدی سد کہا جاوے تو مبالغہ نہوگا بقول شاعر ؎ ہوا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی ۔ ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اسی کے
اندر + مگر احتمال ہے کہ نئی روشنی والونکو ان وقعات سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیرؓ کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو ان مین ہر دو
سوانح سے کم تفاوت پائینگے بلکہ وقت موازنہ جان لینگے کہ شیخ اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے مین نے اس کتاب
کو بہت سے معتبر لوگونکی متعدد تحریرون سے نقل کیا ہے جنہونے ان واقعات کو خود دیکھا ہے مستزاد یہ کہ اس کتاب کی کسی روایت مین دروغگوئی
یا مبالغہ کو کچھ دخل نہین ہے گو بعض مورخون کی بے توجہی سے اکثر واقعات پس و پیش ہو گئے ہین اس سے مجھکو بالترتیب لکھنے مین بہت دشواری
ہوئی کیونکہ جسقدر رسالہ مین نے اس سوانح کے جمع کرنیکے لئے فراہم کئے انمین مورخون نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات اور کرامات
کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جسکا سمجھنا آسان نہین قلمبند کیا ہے اس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ٹھکانے
تھے جنکے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے مین جا بجا جزو کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینی پڑی اگرچہ با اینہمہ
بھی مین جزئیہ دعوی نہین کرتا کہ کل مطالب تاریخوار اپنے اپنے موقع پر قائم ہو گئے مگر اسمین کچھ شبہہ نہین کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات
سابق اور عام فہم اور نہایت صحیح ہو گئی ہے اور اس قابل ہے کہ ناظرین ان قصص سے عبرت پکڑین اور اس ہادی کا تتبع اختیار کرین
لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۔ اب سوانح کو سلیس اُردو عبارت مین لکھنے مین ان سوانح کو پانچ حصون پر منقسم
کیا ہے **حصۂ اول** مین سنہ ۱۲۰۱ھ سے سنہ ۱۲۴۱ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت اور درویشانہ زندگی اور فیوض باطنی اور ترویج ہدایت اور سفر حج
وغیرہ کل ذکر ہے **حصۂ دویم** اسمین آپکی تعلیمات پر اثر کا بیان ہے علاوہ بیان بکثر تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اُردو کرکے بطور رسالہ شامل کر دیا
**حصۂ سویم** اسمین شروع سنہ ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعد سنہ ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کا بیان ہے جسمین کل معرکے اور جنگ جو سکھون
اور دیگر مخالفون سے ہوئے شرح وبسط کیساتھ شامل کئے گئے **حصۂ چہارم** مین آپکے خلفا کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج
کر کے اُسی حصہ کے آخر مین مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولوی شیخ محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی ۔ ان بزرگ
خلیفون کے سوانح بشرح تمام درج کئے گئے **حصۂ پنجم** اسمین سید صاحب کے مکاتیب ہین جو انہون نے رؤسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہین
(یہ مجموعۂ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان وعلیہ التکلان

## (حصۂ اول حالات ایام طفولیت)

حالات ایام طفولیت

صاحب مخزن احمدی
جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمسن اور ہمیشہ آپکے ساتھ رہے ہین لکھتے ہین کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند
کے آپکے والد بزرگوار نے آپکو واسطے تعلیم کے ایک مکتب مین بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھ رغبت نہ تھی اُسکی طرف بالکل توجہ نکرتے تھے
ہر چند آپکا اُستاد اور باپ بھائی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھ اثر آپ پر نہوتا تھا آثار اُمیت مثل نبی اُمی کے جو بطور
میراث آپکی جبلت مین امانت تھی روز بروز ظاہر ہونے لگے تین برس تک آپ مکتب مین رہے مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے

آپکو کچھ بھی یاد نہوا - آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت و خواند کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کر دیوےگا - جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکون سے ایک لشکر اسلام جمع کر کے بطور جہاد بآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائین آپکے لشکر اطفال سے بلند ہوتی تھین - آپ مادر زاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید خاتمۂ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت ایشان (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار این طریق از وجدان حلاوت مناجات لاسیما در نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از تلوث بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات در خرد سالی مبایشان ظاہر و باہر        القصہ آثار طہارت جبلیہ در جذر طبیعت ایشان پیدا بود و انوار سعادت ازلیہ بر جبین مبارک ایشان ہویدا بود" پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور ترحم ضعیفون اور مسکینون اور یتیمون اور بیوہ عورتون اور بچون سے خواہ وہ شریف ہون یا رذیل آپنے کرنا شروع کیا - آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے ہمقوم سیدون کو جو دوسرون سے خدمت کرانے کے عادی تھے سخت حیرانی ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن و ملامت کرکے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ پرواہ نہ تھی - آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینون اور بیوون کے گھرون مین جاکر اُنکا حال پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ مین اُسکے سرانجام کرنے کو دل و جان سے حاضر ہون اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگون کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذلیل آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگون کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہین ہم آپکی خدمت کرنیکو تیار ہین نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کرین آپ اسکے جواب مین ایک دفتر فضائل خدمتگزاری ضعفا و مساکین و محتاجون کا اُنپر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور آپسے اپنی خدمت کراتے - اپنے ہمسایون اور عزیزون کے گھرون مین جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر لادیتے اور جس کسیکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شادان و فرحان جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر پہونچادیتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کراکے تونے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر مین اُسکا ممنون و مشکور رہونگا ؛

## حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُنھین ایام مین ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنمین ایک سید صاحب بھی تھے

رائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوے ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا لیکن جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ منت سماجت کرکے دوسرے کمزور آدمیون کو اپنی باری مین بھی سوار کرا دیتے جب آدمی منزل طے ہوگئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر ایک گٹھڑ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ یہان سے کوئی مزدور لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھدو مگر عند التلاش وہان کوئی مزدور نملا اسواسطے سارے سید بھائیون کو سخت حیرانی تھی اُسوقت سید صاحب نے سب ساتھیون سے نہایت عجز اور انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک عرض ہے اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائین تو مین عرض کرون تب سب نے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرمائینگے سکو بسر وچشم منظور ہوگا بعد پختہ ہو جانے عہد کے آپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل مین باندھکر میرے سر پر رکھدو مین تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا تم سب بھائی فراغت سے چلو چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگون نے سارا اسباب ایک کمبل مین باندھکر آپکے سر مبارک پر رکھدیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شادان و فرحان گٹھڑ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگون نے آج مجھ پر کیا ہے مین تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا۔ اسیطرح سے گٹھڑ اسباب کا اٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ طے کرکے داخل شہر لکھنؤ ہوئے ؛

لکھنؤ مین پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار مین ادھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہان جو کچھ تھوڑا تھوڑا خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہوگیا اب ان بیچارون کو دو مشکل درپیش ہوئین ایک تلاش روزگار دوسرے تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر شخص سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جزو کتاب مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار مین فروخت کرآتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سیکر بیچڈالتے مگر باینہمہ بھی اُنکو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونو وقت کا کھانا مقرر ہوگیا تھا جہان سے دونو وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپکے واسطے آجاتے مگر آپکے ساتھیون کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہوتا تھا مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیون کے دسترخوان پر رکھکر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرمالیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونو وقت ساتھیون کو کھلادیتے بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیون پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ کرکے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیون کو کھلادیتے چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے بعد چار مہینے کے اُس امیر محب سادات کو جنکے یہان سید صاحب کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت ہوئی مگر اس خبر کو سنکر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہوگئے تب اُس امیر نے ہر چند امیدوارون مین سے

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور دو اسامیان رہا تھا سید صاحب کے حوالہ کر دین لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی بندون کو فضل الٰہی کا امیدوار کر کے وہ دونو اسامیان دو سرے دو اجنبی و غریب لوگون کو محض لوجہ اللہ عنایت کر دین۔ اس عرصہ مین والی لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا اور وہ امیر بھی جنکے ہان سید صاحب مہمان تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اس سفر مین شریک تھے تو سید صاحب بھی مع اپنے ساتھیون کے ساتھ ہو لئے لیکن مثل خروج از وطن اس سفر مین بھی آپ سب ساتھیونکا اسباب ایک کمبل مین باندھکر شادان و فرحان ہمیشہ رفیقون کے ساتھ چلا کرتے تھے اُس سخت موسم سرما مین قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اس سفر مین سید صاحب وعظ اور نصیحت واسطے ترک دنیا ناپائدار کے ہر ایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دنیا دلفریب کے تم لوگ دہلی چلکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپنے دیکھا کہ ساتھیون پر کچھ اثر آپکے وعظ اور نصیحت کا نہین ہوتا تو ایکروز چپ چاپ قصبہ محمدی کے جنگل مین سے آپ دہلی کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب شام کو آپ تشریف نلائے تو آپکے ساتھیونکو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی (کہ وہ جنگل ایسے درندون سے بھرا ہوا ہے) آپکو راہ مین سے لیگیا بوجہ ایسے خیالون کے آپکے ساتھیون کو تین روز تک بہت غم و الم دامنگیر رہا چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اُس لشکر مین آیا اسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اسکو راہ مین ملا تھا اور ایک گھڑا اسباب سے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا اُسنے کہا کہ مینے اس حال کو بصورت شرفا دیکھا اُس سپاہی سے اسکا سبب پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب مین اپنے مکان سے یہ اسباب کا گھڑا لیکر روانہ ہونیکو تھا تو اتفاق سے اُسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اس گھڑے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور مین بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع حصول چند آنون کے وہ یہ گھڑا اُٹھا کر میرے ساتھ ہو لیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا راہ مین یہ جوان ہمسے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھ کر اُسکے آنسو بھر آئے اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھ سے کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیون پکڑا ہے تو خدا سے نہین ڈرتا مینے کہا کہ مینے اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہین پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے تب اُس جوان نے مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین دو روز سے بھوکا تھا پیٹ بھرنیکی طمع سے مینے یہ محنت کا کام بخوشی خود اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمین کچھ قصور نہین ہے تب اُس جوان نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر رخصت کر دو ورنہ سخت مواخذہ الٰہی مین گرفتار ہو گے مینے اُسوقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اس جوان کے ہاتھ پر رکھدیے اُسنے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کر کے بصد منت و زاری مجھ سے کہا کہ اس مزدور کو رخصت دے

اور یہ گٹھڑا اسباب کا میرے سر پر رکھدے میں بعوض اس مزدور کے اس گٹھڑے کو تیرے مکان تک پہونچا دونگا
میںنے اسکی شکل شریفوں کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ میں آپکے سر پر یہ بوجھ نرکھونگا مگر اُس جوان نے بہت
ضد اری مجھکو اسبات پر مجبور کردیا کہ میںنے اُس مزدور کو رخصت کیا اور گٹھڑا اُس بزرگ کے سر پر رکھدیا یہ جوان
وہ گٹھڑا اپنے سر پر اُٹھا کر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا فقط اُنکے
ساتھیوں کو اسطرح سے آپکی خیر و عافیت معلوم ہوکر قدرے تسلی ہوگئی۔ جب آپ گٹھڑا اسباب کا پہونچا کر جانب
دہلی روانہ ہوئے تو اُسوقت آپکے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل
تھی آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کا ستوا ور گڑ خرید کیا اور گھولکر پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے
صدا کی کہ میں چار روز سے بھوکھا ہوں سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سنکر میرے نفس نے یہ صلاح
دی کہ جھٹ پٹ سارے ستو کو پیکر سائل کو خشک جواب دیدو مگر اُسیوقت غیب سے یہ بات میرے دل پر الہام
ہوئی کہ میں دو روز کا بھوکھا ہوں اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اُسکا حق مجھ سے زیادہ ہے میںنے
اُسیوقت کل ستو اُسکے حوالہ کردیے اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہوکر فجر کو آگے روانہ
ہوئے دوسری منزل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستوا ور گڑ خریدکر نوش جان فرمائے اُسکے بعد دو تین روز
تک آپنے کچھ نہیں کھایا پانچویں منزل پر آپ ایک مسجد میں جاکر مقیم ہوئے وہاں ایک شخص نے جو آپکے
والد کے مریدوں میں سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لیگیا آپکے پانوں سے خون جاری تھا اُس شخص
نے آپکو غسل دلاکر پانوں میں مہدی اور ببول کے پتوں کا لیپ کردیا بعد چند روز کے جب آپکے آبلے
اچھے ہوگئے اُس شخص نے آپکو سوار کراکے اور خود ہمراہ رکاب ہوکے دہلی پہونچادیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپکو اپنے پہلو میں
بٹھلاکر آپسے دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ رائے بریلی سے پھر مولانا نے پوچھا
کہ آپ کس قوم سے ہیں آپنے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہوں پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید ابو سعید
اور سید ابو النعمان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابو سعید میرے نانا اور سید ابو النعمان میرے حقیقی چچا تھے
یہ بات سنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی
ہے اُسپر آپنے کہا کہ آپکی ذات مقدس کو غنیمت جانکر واسطے طلب باریتعالی جلشانہ کے یہانتک آیا ہوں
تب مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس میں تو منصب ولایت موروثی ہے دو ایک پشت کے بعد ضرور
اُس خاندان میں مادرزاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور ارث اپنے آباد اجداد
کے اپنے مقصد کو پہونچ جاؤ گے۔ اُسکے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبر آبادی مسجد

مین میرے بھائی عبدالقادر کے پاس پہونچا دو اُونکے ہاتھ مین اِنکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اِس مہمانِ عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان خود اُنکی خدمت سے قصور نکرنا اور اِنکا مفصل حال بروقت ملاقات کے مین تمسے خود بیان کرونگا۔ اُس روز سے سید صاحب مسجدِ اکبرآبادی مین بمصاحبت مولوی عبدالقادر صاحب کے رہنے لگے۔ چونکہ اس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری مین اکثر معاملات باطنی جنکو خرقِ عادات یا کرامات کہتے ہین بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جسوقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے صحبت یافتہ لوگ اس دارِ فانی سے کوچ کرگئے اُسوقت سے اِس فرقۂ معتقدین ہند مین کوئی شخص موصوف اُن اوصافِ باطنی کا نہین رہا اور یہ ایک قاعدۂ کلیہ انسانون کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہین پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اِس سبب سے بعض کم علم موحدین فیوضِ باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہو رہے ہین حالانکہ ضرور اُنکے پیشواءِ فرقہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین لکھتے ہین کہ "شریعت کو ظاہر اور باطن دونون چیزین ہین سو دلکا تعلق اور محبت ساتھ باریتعالیٰ کے پیدا ہونا اسکو باطنِ شریعت کہتے ہین اور اِسی تعلق کا نام صوفیون کے نزدیک نسبت ہے اور شریعت کے حکمون پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اِسکا نام ظاہر شریعت ہے اور اِن افعال ظاہری اور اِن تعلقاتِ قلبی کو آپسمین ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے پس جس شخص کا ظاہر اور باطن دونو علاقون پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُسکے افعال سے ملکر شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر متمسک کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت قلبی اُسکے اندر پیدا نہین ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے"۔ اور بذیل ثمرات حب ایمانی کے مولانا شہید لکھتے ہین کہ "اُس فرقہ سے اہلِ خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مدعولہٗ کے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق کے اپنے نورِ جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین"۔ اب مین خاصکر ان لوگون کو اُنکی غلطیون پر متنبہ کرنیکے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے شروع کرتا ہون ۔ آپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک آپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپنے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین عرض کی تو آپ نے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر

آتی ہے یا سب چیزین ایسی ہی معلوم ہوتی ہین تو آپنے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور
سب چیزین برابر جون کی تون دکھائی دیتی ہین تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو رکھدو خداوند تعالی نے
تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑھنا ضرور نہین ہے خداوند تعالی خودبخود بلا تعلیم کسی
ظاہری معلم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلا دیویگا - اردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور
نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسیکہ ہندوستان مین دستور ہے آپنے چھوڑنا
چاہا - اسکے بعد آپنے طریقہ نقشبندیہ مین مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اسوقت مولانا
ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی
احتیاج نہین ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس فقط واسطے
رفع حجت اہل ظاہر کے بیعت لیلیتا ہون سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین کہ اسوقت آپکی عمر بھی پورے بائیس سال
کی تھی یہ بیعت آپکو نصیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفۂ قلب کی
تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچون لطیفے آپ پر کھل گئے تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو
آپ طے کر گئے چوتھے جلسہ مین نفی اور اثبات باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہوگیا چھٹے جلسہ مین طریقہ یادداشت
آپنے سیکھ لیا - اسکے بعد شغل برزخ کہ جسمین تصور شیخ کا مراقبہ کرتے ہین آپکو تعلیم کرنا چاہا اسوقت
سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل مین اور بت پرستی مین کیا
فرق ہے اسمین صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اسمین صورت خیالی جو تیرے دل مین جگہ پکڑتی ہے
تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی سے بمے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم
مے نوشی کا جو گناہ کبیرہ ہے کیجیے تو اسکی تعمیل کو بھی حاضر ہون مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصا غیبت شیخ
مین اور توجہ اور استعانت چاہنا اس تصویر سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہین ہوسکتا
اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع امت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہین ہے -
بعد سننے اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل مین پکڑ کر اور آپکے رخسارہ
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالی نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت
انبیا کی جو افضل ولایتون کی ہے تمکو عطا کی اسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت
انبیا مین فرق کیا ہے - اسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالی اپنے بندون مین
سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کرلیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت ذاتی

حالات بیعت حضرت از مولانا عبدالعزیز صاحب

تعلیم شغل برزخ

تفصیل ولایت انبیا و ولایت اولیا

کی اُس شخص کے تہ قلب مین قائم ہوجاتی ہے اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار
ہوجاتا ہے محبت جاہ و مال و اولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُسکے دل سے محو ہوجاتی ہے اُسکا نفس اور قلب اور
سب اعضا جویائے قربت الٰہی اور متلاشی مرضیات باریتعالی کے ہوکر اُسمین منہمک اور مشغول ہوجاتے
ہین کہ عوام الناس ایسے لوگون کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگجاتے ہین - پس صاحب ولایت ولی قیام اور
صیام اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق کے ذریعہ سے مجاہدہ نفس مین مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو
محبوب اور مرغوب رکھتا ہے اور مجرمین و فاسقین سے کچھ تعرض نہین کرتا اور ایسے اعمال کو اصطلاح
صوفیون مین قرب النوافل کہتے ہین - اور اصحاب ولایت نبی کے قلب مین اسقدر محبت الٰہی قائم ہوتی
ہے کہ ایثار (جیسکا آیۂ کریمہ مین حکم ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط یعنی
دوسرے لوگون کو خدا کی رضامندی کے واسطے فائدہ پہونچانیکو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین
اگرچہ اُنکو ہزار تنگی اور تکلیف کیون نہو) اُنکے ہر قول اور فعل مین داخل ہوجاتا ہے اور بوجہ غلبۂ ایثار تمام
رذائل اور ظلمات و کدورات نفسانی و جسمانی ایسے لوگون سے زائل ہوکر خصائل حمیدہ و سجایائے پسندیدہ
سے وہ متصف ہوجاتے ہین اور اُنکی تمام ہمت ہدایت خلق و نصائح مجرمین و اجرائے اقامت فرائض الٰہی
و احیاء سنن انبیاء و المرسلین مین منہمک اور مصروف ہوجاتے ہین اور جہاد با کفار و تادیب اشرار و تعذیر
گنہگاران اُنکا شعار ہوجاتا ہے اور مسلمانونکی مجلسون مین یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیر خواہی کرنا
اپنا اصل کام سمجھتے ہین اور اسکی کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ او نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے
اِس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاح صوفیون مین قرب الفرائض کہتے ہین ایسے بزرگونکا عمل قرآن و حدیث
و نصوص صریح پر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلیٰ ہے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ - بعد ختم کرنے اِس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لیجا کر
اِن اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجیے اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق
نفی و اثبات اور توجہ قلب و روح بعالم قدس رکھکر مناجات و الحاح و تضرع بجناب الٰہی کثرت سے کرتے
رہیے اور حتی الامکان اُنکو کبھی ناغہ نہ کیجیے اور اپنے کو ہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کرکے اُسکے فضل
اور کرم کے امیدوار ہوجائیے - سید صاحب نے حسب فرمودۂ مولانا کے اشغال اور تسبیح و تہلیل وغیرہ مین
ہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا - اسی اثنا مین اکیسوین شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی اس روز سید
صاحب نے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اس عشرہ کی کونسی رات مین شب بیداری کرکے
جویائے شب قدر کا ہونا چاہیے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پہ کہ تمہارا

مول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اُسی طرح سے اِن راتون مین بھی معمول شب بیداری کا رکھو صرف
ب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہین مگر اِس دولت
سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہین اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے
تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کردیگا سید صاحب بعد سننے
س کلام کے رخصت ہوکر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے
ے مگر ستائیسوین رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہون اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور
راقبہ مین مشغول رہکر صبح کردون لیکن اُس رات کو بعد ادائے عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ
دائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے - جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت
دو آدمیون نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑکر جگا دیا آپنے خواب ہی مین دیکھا کہ آپکے دہنی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اور بائین طرف حضرت ابوبکر صدیق رض بیٹھے ہین اور آپکو فرما رہے ہین کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر
سید صاحب ان دونون بزرگون کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے
گئے اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہورہا تھا مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے
لگے اور اثنا غسل مین حضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت
جلدی سے غسل سے فارغ ہوکر اِن حضرات کے حضور مین حاضر ہوگئے حضرت م نے فرمایا کہ اے فرزند آج
شب قدر ہے تو یادِ الٰہی مین مشغول ہوجا اور دعا اور مناجات کرتا رہ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونون
حضرت تشریف لیگئے - صاحب مخزن لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات میرے
فضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے مین آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیاء
دنیا کی سجدے مین سر رکھے ہوئے تحمید و تہلیل و تسبیح مین مصروف تھے مگر طرفہ یہ کہ اِن ظاہری آنکھون سے
ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشم قلب سے سجدے مین پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی
اُسوقت مین بھی سجدے مین سر رکھکر شکر الٰہی بجالایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا
اُسوقت فنائے کلی اور استغراق کامل مجھکو حاصل ہوا اور اُسی حالت مین صبح تک سجدے مین پڑا رہا یہانتک
کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھکو ہوش آیا اور وضو کرکے جماعت مین شریک ہوگیا اور جب بعد ادائے
اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہوکر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہوکر آپنے فرمایا کہ
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آجکی رات تم اپنی مراد کو پہونچگئے پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار
ترقیات اور علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگین آس معاملۂ عجیبہ کے

بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین چھوارے
اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے موہنہ مین ایک دوسرے کے بعد رکھکر بہت پیار اور محبت سے کھلائے
اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھوارون کی آپکے ظاہر اور باطن ہو یا تھی - اسکے بعد ایکدن حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب مین دیکھا اس رات
کو حضرت علی رضہ نے اپنے دست مبارک سے آپکو نہلایا اور حضرت فاطمہ رضہ نے ایک لباس فاخرہ اپنے ہاتھ سے
آپکو پہنایا بعد ان وقوعات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب وتاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے
اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپکے
ہوگئی اور نہایت عجیب وغریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہانتک کہ ایکدن ایک رویا حقہ مین
اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت
رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے رکھکر فرمایا کہ تجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزین
تجھکو عطا فرماوینگے - اُنہین ایام مین ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر ان
ایام مین سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور
نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کر
بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا - اسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت
کے جناب باری مین اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندون مین سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے
اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور راس دنیا مین جو کوئی کسیکی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ
رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہین ہے پس اُس معاملۂ اخذ بیعت
مین تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھون ہون مین
ہر ایک کو کفایت کرونگا بعد وقوع ان معاملات مذکورۂ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپکو حاصل
ہوگیا - اسکے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی وحضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئین اور قریب ایکماہ تک کسی قدر تنازعہ ان دونون روحون کے درمیان
رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونون روحون مین سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر
بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونون روحونکی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی تب دونون ارواح مقدسہ
نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بہ نفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اُس ایک
[illegible] دونون خاندانون کی آپکو حاصل ہوگئی - اسکے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ

خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اُسوقت روح پُرفتوح خواجہ صاحب
مرحوم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اُس روح نے آپکے اوپر توجہ قوی فرمائی اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی
بھی آپکو حاصل ہو گئی اور اُسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانوں کی خود بخود آپکو
حاصل ہو گئی بعد ان توجہات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہو گیا۔ تکمیل
ان دونوں سلوکوں کے ایکروز عالم مراقبہ مین آپکی ملاقات روح پُرفتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی
رحمہ اللہ علیہ سے ہوئی اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے
سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر وہ چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہین۔ چونکہ
سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ معاملہ معکوس دیکھ کر آپکو بہت شرم
ہوئی اور فورًا مراقبہ سے باہر آکر ترسان ولرزان بخدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت
خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان
وخندان اُسکے جواب مین فرمایا کہ اے فرزند جانے تعجب نہین ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہین
اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے و مشتی نمونہ از خروار و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تمپر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز آپ
سے بڑھ بڑھکر ہزاران ہزار اس قسم کی باتین تمپر ظاہر ہوا کرینگی ٭

انھین ایام مین ایکروز برلب دریائے جمنا ہندوؤنکا کوئی میلہ تھا اُس روز سب مرد عورت اقوام
ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہو کر اُس میلہ مین شامل ہو کر اشنان اور بت پرستی
مین مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے دو تین نوجوان
طلباء مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا اُنھون نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت
مین بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشاء قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کرین آپنے
یہ درخواست دوستون کی سنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے اور پھر
بکمال عجز یارون سے کہا کہ مجھکو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو مین ایسی جگہہ مین ہرگز نہ جاؤنگا
مگر یارون کے سر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی اُنھون نے آپکے عذر کو کچھ نہ سنا اور جبرًا و کرہًا آپکو اپنے کاندھے
پر اُٹھا کر میلہ مین لیگئے آپکا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری
ہو گئی۔ جب اُن اندھون نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو اُنکی آنکھ کھلی فورًا اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے
ہوئے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویون سے اسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ
ایکروز آپ کسی مجلس مین تشریف رکھتے تھے وہان لوگون نے کچھ مزامیر او رغنا شروع کر دیا پھر داستماع اُس آواز

ملاقات ہونا روح حضرت خواجہ صاحب سے

ہندوؤن کے میلہ مین جبرًا سید صاحب کو لیجانا اور وہان آپکا بیہوش ہوجانا

نا شروع کے آپ بیہوش ہو گئے - اسی حفاظت الٰہی کا نام عصمت اور اذعانِ قلبی ہے۔ صاحب مقالات
طریقت لکھتا ہے کہ ان ایام مین شوق درویشی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت مین بھرا ہوا تھا - اکثر اوقات
اُس مقام کے درویشون اور طالب علمون و مسافرون اور نیز مسجد کی خدمت مین دل و جان سے لگے
رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام لیل سے پانو مین ورم ہو کر خون جاری
ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبد القادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار
کمال ظاہر ہوتے ہین اور مادہ اس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے - مولوی سید
جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ اسقدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایکمرتبہ وطن کو تشریف لیگئے اُسوقت آپ
لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن مین پہونچکر اول اپنی مسجد مین مقیم ہوئے لوگون نے شکل
سے آپکو شناخت کیا اسوقت ایک کلاہ بھی آپکے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد مین دھوپ دینے کو رکھی گئی
تھی اُسوقت سید عبد القادر بن حافظ سید امان اللہ نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جا رہا
تھا اُس روز سید عبد القادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچانکر وہ کلاہ آپسے مانگ لی - یہ بھی لکھا ہے
کہ ایک مرقع بھی جسمین ایک پیوند جامۂ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر مین دہلی سے آپکے ساتھ آیا تھا اور
وہ مرقع بطور تبرک مدتون تک والدۂ محمد اسمٰعیل ندجۂ سید صاحب کے پاس رہا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہو گیا -
قریب دو برس تک اس دفعہ آپ بریلی مین رہے اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپکی بڑی لڑکی پیدا ہوئی بعد دو برس
کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے - جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اس دولت بے زوال
کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے آپ پر ہجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست
کی کسی نے کسی حاجت روائی کے واسطے دعا چاہی اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفا راز
منظور تھا اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپکے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی اسواسطے سکونت
دہلی کو ترک کر کے سنہ ۱۲۲۴ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر مین تشریف لیگئے اور وہان کچھ مدت مشق
فن سپاہگری مین بسر کی - تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہو گیا - ان ایام رفاقت
نواب امیر خان مین جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپسے ظاہر ہوئین احاطۂ تحریر مین نہین
آسکتین - مولوی مرتضیٰ خانصاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپکے خادم کے تحریر کرتے ہین کہ ان
ایام مین سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپکے پانون پر ورم ہو جاتا تھا اور دو دو پہر ذکر او
فکر مین آپکو گذر جاتے تھے اور لگاتار دو دو پہر تک مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے اور ایسا مزہ آپکو ہوتا تھا کہ اُٹھنے
کو دل ہی نہین چاہتا تھا - اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لئے ہوئے نواح مالوہ مین

سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤن سے برسر مقابلہ تھے اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیر خان صاحب کو نہ ملی تھی - انہین ایام کے حالات مین سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ ایکروز موسم برسات مین لشکر نواب امیر خانصاحب مرحوم کا صبح سے آدھی رات تک چلکر چالیس کوس مسافت طے کر کے ایک ایسے مقام پر جا اترا کہ جہان کسی اعلی اور ادنی کو کھانا میسر نہین ہوتا تھا ایک سیر غلہ یا دو روٹی ایک اشرفی کو بھی نہین ملتی تھی اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعقب مین تھا اُس رات کو دو تین آدمیون نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ ہم نوالہ تھے بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کرین کہ وہ رزاق مطلق اپنے خزانہ غیب سے ہم لوگون کے واسطے اسوقت کھانا عنایت کرے تب پہلے سید صاحب نے اُنکو سمجھایا اور کہا کہ یارو ایک رات بھر بھوکھ کی سختی اُٹھالو مگر انہون نے نہین مانا اور کہنے لگے کہ مارے بھوکھ کے ہم سے صبر نہین ہوسکتا آپ ضرور دعا کرین تب ناچار سید صاحب نے دعا کرنیکے بعد ایک کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے - اُسیوقت ایک آدمی کہ جسکے سر پر ایک طباق کلان حلوائے گرماگرم سے بھرا ہوا رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آکر آپکو جگانے لگا آپنے موہنہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلوائے گرماگرم حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خداوند تعالی کی نذر ہے آپ اِسکو لیجیے اور تناول فرمائیے سید صاحب نے اُس حلوا بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرماوین میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر مین گئے ہین عنقریب وہ آجاوین گے تب ہم اُس حلوے کو اپنے برتنون مین ڈالکر آپکا طباق خالی کر دیدیونگے اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ مع طباق لیجیے اور مجھکو رخصت دیجیے مین زیادہ توقف نہین کرسکتا یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا اُسکے چلے جانیکے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آگئے تب سید صاحب نے اپنے ساتھیون سے فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہونا چاہیے اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۞ یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے بحساب رزق پہونچا دیتا ہے اور وہ طباق پُراز حلوا یارون کے سامنے رکھدیا اُنہون نے شکر الہی بجا لاکر بشوق تمام اُسکو کھانا شروع کیا اور اُس رزاق مطلق کی رزاقی کو دیکھکر متحیر ہوگئے - انہین ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نوابصاحب ملک دکھن مین تھے تو آپکے ساتھ برکات الہی زائد از حد تھین بیسیون آدمی آپکے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور تھوڑے سے نقد سے بباعث برکات غیبی بہت کام نکلتے تھے ایک کیمیاگر جو اُس سفر مین آپکے ساتھ تھا یہ ورخرچی دیکھکر آپکو بھی کیمیاگر خیال کرتا تھا مگر بعد تفحص اُسکو معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہین اُسوقت وہ کیمیاگر آپکا بہت معتقد ہوا اور آپکے روبرو اپنے فن کیمیاگری سے تانبے کو سونا بناکر وہ فن آپکو سکھلانے لگا آپنے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھکو ایسا فن

طباق حلوا غیب سے آنا

سیکھنا منظور نہین ہے جس سے میرے توکل مین فرق آجائے اور مین اُس فن پر بھروسہ کرکے خداسے غافل ہوجاؤن پھر آپنے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اُسنے کہا کہ اصلی تو نہین ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ ہزارون تاؤ پر بھی بڑے بڑے نقاد اور پرکھنے والون کو اُسکا قلبی ہونا معلوم نہین ہوتا - انہین ایام مین کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب مین رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے اداے عبادت الٰہی کے جنگل مین چلے گئے کہ وہان بفراغت تمام یاد الٰہی مین مشغول رہین وہان جاکر دیکھا کہ جنگل مین ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے آپ وہان تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک مُردہ ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رورہی ہے آپنے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مردہ میرا بیٹا ہے آج یہ مرگیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن مین کیا بلا گھس گئی ہے یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے لگتا ہے اسواسطے مارے ڈر کے مین قریب بمرگ ہورہی ہون اور میرے اقربا یہان سے نزدیک ایک گانون مین رہتے ہین اگر کوئی جوانمرد آجکی رات اِس مُردے کے پاس رہے تو مین اپنی بستی مین جاکر علی الصباح اپنے خویش واقارب کو مع اسباب تجہیز تکفین لیکر آجاؤن اور اُسکو دفن کرادون تب سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش واقارب اور سامان تجہیز تکفین کو لیکر صبح کو آجا آجکی رات مین اُس مُردے کی نگہبانی کرونگا وہ عورت آپکا شکریہ اداکرکے وہانسے چلی گئی اور آپ اُس مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مُصلا بچھاکر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا تو آپ جھڑک دیتے تھے کہ چُپ ہوکر پڑا رہ صبح تک وہ مردہ مع اُس بلا کے جو اُسمین گھسی تھی کروٹین بے لیکر چُپ چاپ پڑا رہا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزون کے وہان آگئی اور اُسکی تجہیز وتکفین کراکے سید صاحب وہانسے رخصت ہوکر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے انہین ایام دوڑ دھوپ مین نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر مین جہان موقع پاتے کسانون اور کاشتکارون کے کھیتون کو اپنے گھوڑون سے چرواکر تباہ کردیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چرواتے ایک روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری مین آپکے ہمراہیون نے اپنے گھوڑون کے ساتھ آپکے گھوڑے کو بھی چرنے کے واسطے کھیتون مین چھوڑدیا مگر شان الٰہی سے آپکے گھوڑے نے اُس کھیت مین اپنا مونہہ ہی نہ ڈالا اور چپ کھڑا رہا لوگ دیکھکر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگارونکا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونو طرف سے توپ اور بندوق چل رہی تھین اُسوقت سید صاحب اپنے خیمہ مین تشریف رکھتے تھے آپنے اپنا گھوڑا تیار کرایا اور اُسپر

اس عورت کے ... حال ... گھوڑے کا ... مونہہ نہ ڈالنا ... گھوڑے کا پرہیز کرنا ... جنگ ...

سوٰ ہنگام شل ہوا کے دونو لشکرونکو چیرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچگئے جہان سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبون کے کھڑا تھا پس
اپنے اُس سپہ سالار کو ساتھ لیکر پھر دونو لشکرونکو چیرتے ہوے اپنے خیمہ تک چلے آئے یہان آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد
سپہ سالار نے عہد کر لیا کہ مین ابھی تم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا اور پھر مقابلہ کو نہ آؤنگا بلکہ جہانتک
ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اسبات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرلے اس توجہ کے بعد پھر سرکار انگریزی ور نواب
امیر خانمین جنگ نہین ہوئی بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل رسائل شروع ہوگئے اور بعد لارڈ
ہیسٹنگ صاحب بہادر وایسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی - ابھی صلح کی بات
چیت طے نہین ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہو کر
دوبارہ ۱۸۱۸ء مین رونق افروز دہلی ہوگئے نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت
نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکاب کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ آئے اپنے چلنے
کے وقت آپنے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایائے وزیری مین اسطرح
سے لکھتے ہین "کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اُسی لشکر مین حاضر تھے اپنے رخصت
ہونیکے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہوجاویگی اور فلان فلان شہر اور فلان فلان علاقہ سرکار انگریزی نواب
صاحب کو دیویگی اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالی مین بھی ایک لشکر مجاہدین کا
ساتھ لیکر نشانون کے پھریرے اُڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک سے گذر کرونگا بعد ذکر کرنے اس
پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ موافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک
آپنے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہمکو دیے اور صلح ہوگئی اور یہ ملک بھی محض برکت قدم
سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا ورنہ اسوقت تک سب مورخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس
پالسی پر طعن کرتے ہین - مولوی جعفر علی نقوی نے آپکی بہت سی کرامات حین قیام بہ لشکر نواب
امیر خان اپنی کتاب مین لکھی ہین جنکو مین عمداً بخوف طوالت ترک کر دیتا ہون - اس سات برس کے
قیام مین سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ ہدایت ہوئی کہ
جسکا اثر اسوقت تک اُس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے -

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی مین پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی مین تشریف
رکھتے ہین اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسول خدا کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول
شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد مین پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول کا حاصل کیا

نواب امیر خان اور سرکار انگریزی کی صلح کی پیشین گوئی

سید صاحب کا دوبارہ رونق افروز دہلی ہونا اور حضرت شاہ عبد العزیز کا خواب دیکھنا

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ لے عبدالعزیز
تو یہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بیٹھ جا اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت
کا حال مجھ سے عرض کر پس جس کسیکو مین اجازت دون اُسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو مین منع کر دون
اُسکو میرے پاس نہ آنے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور
ہر ایک شائق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے پس جس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے بشرف زیارت
سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرما دیتے وہ دخول او حصول زیارت سے روک دیا جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر
شرف زیارت سے مشرف ہوا اس خواب کی صبحکو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اجلۂ خلفائے حضرت
شمس الدین شہید سے تھے تشریف لیگئے اور یہ رؤیا حقہ اُنسے بیان کر کے اُسکی تعبیر پوچھی حضرت غلام علی شاہ صاحب نے
اُسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجیب ماجرا ہے کہ آپ عالم ثانی ہوکر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھو تب مولانا نے فرمایا کہ مین اس خواب
عجیب کی تعبیر آپکی زبان مبارک سے سُننا چاہتا ہون - غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص
مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسن صاحب رسول نما کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے توجہ او
ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلائق اس دنیا سے موقوف ہوگئی تھی اب اس
خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلۂ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس
سے مسدود ہے پھر جاری ہوجاویگا - مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرے خیال ناقص مین بھی اسکی تعبیر
ایسی ہی معلوم ہوتی ہے - ایک ہفتہ اس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہوکر
بدستور سابق مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوے - اِن چھ برس کی محنت اور مشق مین جو آپنے بمعیت
لشکر نواب امیر خانصاحب عالم تنہائی اور جنگلون مین بہ لباس سپاہیانہ رکھی تھی ہر دو سلوک اپنے
کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہوگئے تھے کہ اُنکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑ کر چکا چوند کئے دیتا تھا -
اب تو خلقت نے چارون طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہوگئی ع
سینۂ صاف سے اُسکے ہو خجل آئینہ + نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر + حق مین گمراہون کے تاثیر
جو کچھ ہے اُسکی - جوشش خون مین کرے کام ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ + لاکھ
چلون سے بھی باطن مین نہوا تنا اثر - اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوہ پہ دم + ہون طلا جتنے ہین کہسار کے
سارے پتھر - ناخدا جوئے حقیقت کا ہے یہ کشتیبان بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر + علم کو اُسکے مگر علم لدنی
کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر + مولانا عبد القادر صاحب جو اُسی مسجد مین مقیم تھے اُنہین ایام
مین ایکروز مولوی عبد الحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور اثنائے گفتگو مین اسرار صلوٰۃ وحضور قلبی

ذکر آیا مولانا عبد القادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق مین بخوبی مذکور ہے مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اگر اس جوان نو وارد (یعنی سید السلم) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے تب مولوی عبد الحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور آپکے حضور مین اس مدعا کو پیش کیا تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز کی اسطرح سے جانے کہ اللہ رب العزت نے اسکو تمام مخلوق مین بہتر یعنی خلیفہ کر کے پیدا کیا ہے اور شرع تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی کے ہون بجا لائے جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہاوے اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر اُس دربار مین حاضر ہو۔ اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور اُسکو سامنے اپنے رکھے جاوے اور اُسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے معنی اور مضمون اُس سورت کا خیال کرتا جاوے اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہو اسکو خدا تعالیٰ سے مانگے۔ پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دلمین کر کے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اُس شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چارون طرف سے اپنے رُخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُسکی طرف متوجہ ہو اور جیسے سونہہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف اصل اُسکے کے یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا ہے رجوع کرے پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونو ہاتھون کو کانون تک اُٹھاوے اور دلمین یہ خیال کرے کہ مین اسوقت سوائے تیرے دونو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونو ہاتھ باندھکر نہایت خشوع اور خضوع سے مؤدب ہو کر کھڑا ہو اور دلمین خیال کرے کہ مین اُس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہون اور وہ رب العزت ہمہ جہت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی توجہ سے دیکھتا ہے اور سن رہا ہے۔ اِس خیال باندھنے کے بعد ثنا استفتاح پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہون تجھکو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبونکا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہین ہے۔ اب جسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہین اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ خارج اور دشمن قدیم

مولوی عبد الحی صاحب کا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کر حضوری قلب کی نماز سیکھنا

ہے ہوشیار ہوکر زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (یعنی پناہ مانگتا ہوں مین اللہ کی شیطان مردود سے پھر کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا۔ پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ راہ اُنکی جنپر تو نے فضل کیا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ نہ راہ اُنکی جنپر تیرا غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہونکی اسکے پیچھے آمین کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن کی پڑھکے اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرکے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک جاوے اور رکوع مین جاکر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور موہنہ سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا جب رکوع مین ایک کیفیت حضوری کی پیدا ہوجاوے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی سُن لی اللہ نے اُسکی بات جسنے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہوجاوے اور دلمین خیال جاوے کہ مین تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے مین جاوے اور سجدے مین سر رکھکر موہنہ سے بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمین خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے مینے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤنکا ہے تیرے خاک آستان پر رکھدیا۔ اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سب مضمون ایک ہی بار عرض نہین کرسکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھیر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے سر اٹھاکر جلسہ مین بیٹھ جاتا ہے اور موہنہ سے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ یعنی اے اللہ بخشدے مجھکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند کر مرتبہ میرا اور نقصان میرا دور کر۔ یہ کہکر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا زمین پر سر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال کرکے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند۔ اسکے پیچھے دوسری رکعت مثل اول رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد اسنے اس دربارِ عالی مین قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اسواسطے قعدے مین بیٹھ جاتا ہے مگر ایسے دربارِ عالی مین چپکا بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے اسکو حکم ہوا کہ وہان بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگیان زبان کی اللہ کو ہین اور سب بندگیان بدن کی اور سب بندگیان
مال پاک کی سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی اور خوبیان اُسکی سلام ہمپر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہین سب پر
اور گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ سوائے اللہ کے کسیکی بندگی نہین اور گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ محمد
بندہ اُسکا ہے اور رسول اُسکا ہے - قعدۂ اخیر مین یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد
درود اور دعا معمولی کے اپنے دہنے بائین والے نمازیون اور فرشتون حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہکر دربار سے رخصت ہو جائے انتہی - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے
فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اسکے بعد
سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت علمی حاصل نہین ہو سکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی
چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کر سکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
خود امام ہو کر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نہ کر دیے اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہو کر
دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپکے پیچھے مقتدی ہو کر پڑھی اور اُس
دو رکعت مین تمامی اسرار و حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے
کہ جو کچھ مینے اُن دو رکعتون مین پایا ساری عمر مین اور ساری کتابون مین نہین پایا - ان دو رکعتون سے
فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری
کیفیت نماز اور فیض و برکات سید صاحب کے سُناکر اور اُنکو ساتھ لیکر پھر یہ دونو بزرگ بخدمت بابرکت سید
صاحب کے حاضر ہوے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دو ہی رکعت مین اپنے مطلب اور مقصد
کو پہونچگئے اور لکھا ہے کہ آپکو دوسری رکعت مین صبح نمودار ہوگئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن
دو رکعات مین خانۂ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھون سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سراج علماء
دہلی آپکے عاشق زار ہو گئے اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ مین بشمول طریقۂ محمدیہ کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی
اور اُسوقت سے تا دم اخیر آپکی کفش برداری مین حاضر رہے اور آپکی پالکی کے ساتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا
فخر دارین جانتے تھے - اِس بیعت ہو جانیکے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف
طریقۂ چشتیہ مین آپکے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ مین چارون طریقون یعنی قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور
چشتیہ مین بیعت لینے کا مختار ہون اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپکے یہان تشریف
لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ ہو کر دیوان عام بادشاہی

مولوی عبدالحی صاحب کا باری تعالیٰ کو خواب مین دیکھنا

کو جارہی ہے تب مین نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہان جارہی ہے اُسنے جواب دیا کہ
خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جارہے ہین کیونکہ آج اللہ رب العزت نے
دیوان عام بادشاہی مین اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے مین بھی بمجرد سُننے اِس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا
اور روبروئے دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہان دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہین دیتے اُسوقت مین حیران
اور پریشان ہوکر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا مجھکو وہان کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو
مینے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین رح وہان تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر
تشریف لیجائین اُسوقت مین نے دُور سے بآواز بلند پکارا کہ اے بادشاہ حقیقت اِس معتقد دیرینہ اور خادم کمینہ
کو بھی اپنے ساتھ لیجاکر زیارت دیدار الٰہی سے مشرف کرائیے تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کرکے
مجھکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے مینے اندر جاکر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال با رعب جلال دیوان
عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سوائے اُس تخت نشین کے اور کوئی دوسرا آدمی اس مکان مین نظر نہین آتا
مجھپر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مین مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ مین جاکر
کھڑا ہوگیا بات کرنا تو درکنار مجھ مین آسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نرہی اِس دہشت مین
میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی مین بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی
اسواسطے مینے مناسب جانا کہ بذریعہ اُس طریقہ کے بتوسل آپکے تقرب الٰہی حاصل کرون جب اِن دونو عالمان
سراج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہت سے کور باطن لوگون نے اِن دونو بزرگون پر زبان
طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور غلام
ہوگئے بلکہ اُن اندھون نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپکے
مدارج علیا ظاہر ہوچکے تھے اُن کور باطنون کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال آپنے بیان کرکے سید
صاحب کی طرف رجوع کرنیکی ترغیب دی تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہوکر سید صاحب کے
مُرید ہوگئے اور بہت سے بدبختون کا عناد اور بھی بڑھ گیا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ + اب تو دور دور سے صدہا علما اور فضلا اور مُومنین و مؤمنات آآکر آپکی بیعت سے مشرف
ہونے لگے کُل خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین
معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب معہ جمیع
خویش و اقارب خود آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اِن ایام مین سید صاحب کے سیکڑون مُریدون کو
مشاہدہ ذات باریتعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپکے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی

انہین دنون مین ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے مین کمال مشاقی تھی آپکی بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا جب اُسکے دوستون نے اُسکو بہت سمجھایا تو وہ بولا کہ مین دیوان حافظ مین فال کھولکر دیکھتا ہون اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہین تو نہین خیر ایک مجمع عظیم اپنے رفیقون مین جب اُسنے حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھکر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اول صفحہ کی پہلی سطر مین یہ بیت نکلی بیت کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل ۔ بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید یہ فال نمونۂ حال دیکھکر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی نسبت عتاب الٰہی بہ الفاظ دجال وملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھکر اُسکی آنکھ کھل گئی اور بولا کہ حافظ نے یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال پُر ملال عرض کرکے بیعت سے مشرف ہوگیا۔ اِن ایام مین بھی آپکو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا اپنے حجرے کا دروازہ بند کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے صرف نماز کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھکر پھر حجرے مین چلے جاتے اِن ایام مین شاہ عبد العزیز صاحب ہر ہفتے مین ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہان تشریف لاتے اُسوقت سید صاحب اپنے حجرے سے باہر نکلتے اور دونو بزرگوار مثل آفتاب اور ماہتاب صحن مسجد مین کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور بعد تشریف لیجانے مولانا صاحب کے آپ پھر حجرے مین تشریف لیجاتے۔ آپکا کھانا دونو وقت مولانا صاحب کے گھر سے آتا تھا۔ انہین ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا علم وفضل کسبی انوار بیعت سید صاحب سے جلا پایا تو ایکروز مولانا شہید نے اپنے گھر مین دیکھا کہ عورتون نے بیوی کی صحنک کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتین اُسکے کھانے کو بُلائی گئین آپنے یہ کیفیت دیکھکر اُنکو منع کیا اِس عرصے مین مولوی عبد القادر صاحب آپکے چچا بھی تشریف لے آئے عورتون نے مولوی عبد القادر سے اِسکا مرافعہ کیا تب مولوی صاحب موصوف نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسمٰعیل یہ تو فقط ایصال ثواب ہے اِسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنی اُنہون نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہین اِسکو وہی لوگ کھاوین جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کرین۔ اور فرمایا کہ یہ بیوی کا کونڈا بھی اچھوتا ہے اسپر مرد کا سایہ تک پڑنے نہین دیتے اور اِن عورتون نے اپنے گمان سے اِسکے کھانے کے واسطے اُن عورتون کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہوا ہو۔ مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی سنکر خاموش ہورہے اور باہر تشریف لیگئے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشون اور طالب علمون

مین تقسیم کرادیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحب کے
ایکروز مین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میان اسمٰعیل
جوکچھ نعمائے الٰہی اور اطمینانِ باطنی فیضِ صحبت سید صاحب سے تمکو معلوم ہوا ہے بیان کرو مینے عرض
کیا کہ اے حضرت مین مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کرسکتا ہون + چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک
مگر ہان اسقدر تو مین سمجھتا ہون کہ نظرِ کرم و احسانِ اتم پروردگارِ عالم کی سید صاحب کے اوپر ہے اور اسکا
شکریہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو دو علم عنایت کئے
ہین ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبدالقادر صاحب ہوے دوسرا علم باطنی جسکے حامل
حضرت سید صاحب ہین۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحب عاجزی اور فروتنی
ظاہر فرمانے لگے اور پھر فرمایا کہ میان اسمٰعیل محبِ الٰہی تو بہت ہین مگر محبوبِ الٰہی بہت کم اور نایاب مینے
عرض کیا کہ محبوب الٰہی حضرت صلعم ہین تب آپنے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا مثل مرتبۂ رسالت کے
ختم نہین ہوا پھر مینے عرض کیا کہ محبوبِ سبحانی سید عبدالقادر گیلانی ہین تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت
حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہین ہوا اور محب اور محبوبِ الٰہی مین فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ
بلا اور محنت اور رنج مین مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہین
کرتا بلکہ اُسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسیطرح محبوبانِ بارگاہِ الٰہی دنیا مین بھی لباسِ فاخرہ
اور اطعمۂ لذیذہ اور خدم او حشم سے ممتاز رہتے ہین اور آخرت مین اس سے زیادہ پائینگے۔ بعد ذکر کرنے
اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہرچند شاہ صاحب نے نام سید صاحب کا نہین لیا مگر
اس تذکرۂ محبوبان الٰہی مین مشارٌالیہ سید صاحب ہی تھے۔ اِس عرصہ مین مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ
مقرر ہوے۔ انھین ایام کے حالات مین سے نواب وزیرالدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایاے وزیری
مین لکھتے ہین کہ ایکروز اپنے حجرے مین لیٹے ہوئے سید صاحب کے خیال مبارک مین گذرا کہ نہ معلوم اس
زمانہ کے قطب الاقطابِ جہان کون بزرگ ہین یہ خیال کرکے جناب باریتعالیٰ مین دعا کی کہ اُس بزرگ
کا مجھپر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہوکر اُسی دم اللہ رب العزت نے اپنی
قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپکو آناً فاناً اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہونچادے چنانچہ
آپ بہت سے ممالک اور پہاڑون اور جنگلونکا تماشا دیکھتے ہوے ایکدم مین ملک شام مین پہونچگئے وہان جاکر
آپنے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل ریش خورد نورانی چہرہ حسینی سید

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جو اُنکے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریدون کو ساتھ
لیے ہوئے باہر بیٹھے ہین مگر طرفہ یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب نہوئے تب
زبان قلب اور مکاشفہ سے آپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھکو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی
باریتعالیٰ کے اور کچھ مقصود نہین ہے اور نہ آپکے فیض کا مین طالب ہون خداوند تعالیٰ کا فضل مجھپر
بھی بہت ہے مگر باانہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہوئے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفاتی سے
گونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالیٰ سے
سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطوریکہ کل نظر خلقت سے پنہان
اور آپکے سامنے عیان آپکی خدمت مین تعینات ہوگئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات
رہتے ہین جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے خیر بعد اس انعام تازہ کے جسطرح اللہ رب العزت
آپکو وہان لیگیا تھا اُسیطرح واپس لے آیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت
دوبارہ آپکو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگیا اور اِس دفعہ اُس غوث زمان کو سید صاحب
کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کردی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی
مسند آرائے اُس عہدۂ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے اس سبب سے اِس مرتبہ یہ غوث
زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملے اور آپکے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باریتعالیٰ
جل شانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جسکے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور
بعد اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لیگئے تو اُن پہاڑون اور میدانون
کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہین پہاڑون اور میدانون کے اوپر سے اُس سفر ملک شام مین میرا گذر
ہوا تھا۔ انہین ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرمایا اُسکو دیکھکر بہت
مسرور اور محظوظ ہوئے اُسیوقت عتاب الٰہی آپکی طرف متوجہ ہوکر ندا ہوا ارشاد ہوا کہ اُن نعماء باطنی
کو جو ہمنے تجھ پر مبذول فرمائی ہین فراموش کر کے کسواسطے اس ادنیٰ نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے
تو اسقدر خوش ہوا۔ بمجرد دریافت اِس خطاب پر عتاب کے آپکو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے
ہوگئی اور فوراً بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کردیا اور بہت ندامت آپکے قلب صافی مین جائے گیر ہوکر
بعد استغفار آپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن نفرمائینگے اِنہین ایام کا ذکر ہے کہ مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ
علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت مین روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل ہلکے سے مینہ کے ہوتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوندین ہوتی ہین اور سید
صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہارون کے پھکنی کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے اور
اُسی توجہ مین دونو قلبون کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے مضامین
سُنا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مدت آپکو دہلی مین گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے
فیض اُٹھا لیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبون اور شہرون سے صدہا آدمی معہ خطوط آپکے بلانے
کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی مین آکر آپسے فیضیاب ہو سکتے ہین مگر ہمارے ہزارہا
خویش واقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اُس فیض عام مین شریک نہین
ہو سکتے تب آپنے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پیش کر کے اجازت سفر
بیرونجات کی چاہی اُسوقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان و فرحان ایک دستار سیاہ اور
ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب
کو پہنا کر رخصت سفر کی دی۔ آپ دہلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے قصبۂ پھلت مین کہ جہان خویش
واقارب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اُس خاندان کے
سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام آپکی بیعت سے مشرف ہوے اور ہر قسم کی شرک و
بدعات سے توبہ کر کے موحد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر اور لُہاری و سہارنپور وگڈھ مکتیسر و
رام پور و بریلی و شاہجہان پور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میان دوآب مین دورہ کر کے خلائق کثیر
کو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اِسی سفر مین جب آپ بمقام کویل رونق افروز
تھے ایک طالب علم اکبر علیخان نام شاگرد مفتی شرف الدین رامپوری نے سید صاحب کے قتل کا
ارادہ کر کے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوے آپکے پاس اندر آنا چاہا ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب
اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اِسوقت
ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہوے اور اُسکو اندر آنے
دو خیر تھوڑی ہی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپکے روبرو بیٹھ گیا اور بعد مزاج پُرسی اُسنے عرض کیا
کہ آپسے میرے کچھ سوال ہین آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن
مین رعشہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپنے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اس فرمانے سے اور تھرتھراہٹ
بڑھ گئی اور زبان مین لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اُسنے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھدی اور ہاتھ
پھیلا کر آپسے بیعت کی اور بعد بیعت کر نیکے عرض کیا کہ مین بارادۂ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

سید صاحب کا باجازت شاہ صاحب ممدوح بیرونجات میں تشریف لیجانا

بمقام کویل اکبر علیخان کا بارادۂ قتل سید صاحب سے بیعت ہونا

### طرق سلوک اور طریقۂ محمدیہ میں بیعت لینے کی وجہ

کے روبرو جیسے کہ میرا ارادہ بدلگیا اب مین آپکا بے دام غلام ہو کر کفش برداری مین حاضر ہون بعد بیعت کے یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف مین حاضر رہا اور ملک خراسان مین آپکے ساتھ ہی گیا اور وہان پہلی ہی جنگ مین جو بدھ سنگہ سکھ کے جرنیل سے مابین پشاور اور نجار کے ہوا تھا بہم بہت سے دشمنون کو فی النار کرکے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا - مولوی مرتضی خانصاحب کہتے ہین کہ جس ایام مین آپ رام پور مین تشریف رکھتے تھے وہان بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی آپکا دستور تھا کہ آپ باواز بلند طریقہ چشتیہ اور قادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ مین اول بیعت لیکر طریقہ محمدیہ مین بیعت لیتے تھے - ایکروز حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والی رامپور نے سید صاحب سے پوچھا کہ آپ اول چارون طرق سلوک مین بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ مین بیعت لیتے ہین اسمین بھید کیا ہے اگر یہ سب طرق سلوک طریقہ محمدیہ مین ہین تو پھر دوبارہ طریقہ محمدیہ مین بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اسمین بھید یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح بتایا کرتے ہین کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یون لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال یہ سکھاتے ہین کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے وعلی ہذا القیاس اور ان طریقون کی نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقہ محمدیہ کو ہم اسطرح پر سکھلاتے ہین کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق وفجور سے محفوظ رہونگا اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگونکو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی وتجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے روزی حلال کماکر جورو بچونکا نفقہ ادا کرونگا مین خود روزی حلال کھاؤنگا حرامخوری سے بچونگا اس نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہوجاتا ہے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ سویرے اسواسطے سوتا ہون کہ راتکو اُٹھکر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھنکے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن مین طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقات واجب ادا کرونگا اور علم اس نیت سے پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کرکے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگون کو سکھلاؤنگا پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلی ہذا القیاس اور نسبت اس طریقہ محمدیہ کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے - سبمین تفاوت رہ

از کجا است تا بکجا - یہ جواب باصواب سُنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب مین سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ
سہی ہے اور آپکا طریقہ محمدیہ مین بیعت کرنا بجا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طرق طریقت
مین آپکا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپکی اصل
تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقہ محمدیہ کے تھی جسکی سب سے اخیر مین آپ بیعت لیتے تھے - وہی مورخ
لکھتے ہین کہ کوئی بازخان نام ایک شخص ساکن رامپور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہو کر رات
دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اُسکو کچھ افاقہ نہوتا تھا ایک دن اُسکے ورثا اُسکو چارپائی پر
باندھکر سید صاحب کے حضور مین لے آئے چارپائی پر بندھا ہوا بھی اُچھلتا کودتا اور گالیان دیتا
تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تھوڑا پانی منگوایا اور اُسمین سے کچھ پیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو
پلوادیا جسوقت وہ پانی اُسکے حلق کے نیچے اُترا اُسیوقت اُسکے ہوش وحواس قائم ہوگئے تب اُسکی
مشکین کھولدی گئین اور وہ اپنے پانو سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا - وہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا
ہے کہ مین سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس مین کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل
مین خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور
اب جو مین نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو میری بات بھی نہین پوچھتے مگر اللہ رب العزت نے
اُسیوقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کردیا آپنے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ
جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلان سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت
تعظیم تکریم کیا کریگا - پس اُس تاریخ سے حسب فرمودۂ سید صاحب کے جب مین وہ سورت پڑھکر نواب
صاحب کے پاس جاتا ہون تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہین بلکہ مجھکو اپنے سے علیحدہ
ہونے نہین دیتے - پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رامپور
مین بڑا اژدہام خلائق ہوا بعد نماز جمعہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ مین
صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگون پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم
صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے
اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہین مولوی عبدالحی صاحب نے
جواب دیا کہ جو باتین متعلق شناخت احکام اسلام اور امور وحی کے تھین اُنمین حضرتؐ کو سہو ہرگز نہوتا
تھا مگر بعض افعال عبادت مین کبھی کبھی آپکو سہو ہوا ہے بعد سُننے اِس جواب کے مخالفون نے کچھ اُسکی
تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کردیا پھر اُنہون نے کچھ اور دلیل پیش کی

اُسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کر دیا اِس عرصہ مین شیرِ خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید
بھی وہان تشریف لے آئے اُسوقت اُن مخالفون نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی
صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث مین آیا ہے وہ ہم
تمکو بتلا چکے اب تمکو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفون سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو مین تمکو سمجھائے دیتا ہون اُن اندھون نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہین
اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھاوینگے اس عرصے مین نمازِ عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چُپ
چاپ چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینون طالب علم غضبِ الٰہی مین مبتلا ہوکر تھوڑے
عرصے مین تباہ اور برباد ہوگئے تب مین نے جانا کہ بوجہ مقابلۂ حق اور بے ادبی مُرشدِ برحق کے اُنپر عذابِ
الٰہی نازل ہوا - وہی مؤلف لکھتے ہین کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علماءِ رام پور سے تھے
سید صاحب سے بیعت کرکے ہرطرح کے فیض سے فیضیاب ہوے اور رام پور کی خلافت بھی سید
صاحب نے اُنہین کو دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہون نے
آثارِ رحمتِ الٰہی کے دیکھکر مجمعِ عام مین فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اِسوقت میرے کام
آگیا اور مین اپنی مراد کو پہونچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا
وہی مؤلف لکھتے ہین کہ جن ایام مین سید صاحب رامپور مین رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان
رام پور مین آئے اور اُنہون نے ایک بڑا درد انگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اسطرح پر بیان
کیا کہ ہم اپنے اثنائے راہ ملک پنجاب مین ایک کنوے پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیان
یعنی سکھون کی عورتین اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہین ہم لوگ دیسی زبان نہین جانتے تھے ہمنے اپنے
مونہون پر ہاتھ رکھکر اُنکو اشارون سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلاؤ تب اُن عورتون نے اِدھر
اُدھر دیکھکر پشتو زبان مین ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلانے ملک اور بستی کے رہنے والے
ہین یہ سکھ لوگ ہمکو زبردستی پکڑ لائے اور سکھنیان بنا کر اپنی جوروین کر لیا ہے - یہ سنکر ہمکو بہت رنج ہوا
کہ مسلمان عورتین جبرًا اسطرح سے کافر بنائی جاوین اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو
کہ انکو انکے اِس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین عنقریب سکھون سے
جہاد کرونگا - پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور مین سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا مینے
اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کردو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو مین آپکا شجرہ ضرور
نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے مین آپکا شجرہ نظم

نہین کرسکتا مینے سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کرکے شجرہ کے نظم کرنیکی اجازت چاہی تب سید صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو اسقدر کافی ہے کہ یہ جان لیوے کہ مین فلان شخص کا مرید ہون اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہین ہے جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کرلیا کرو - وہی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رامپور میں تپ لرزہ مین سخت بیمار ہوا بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزون کو میری طرف سے مایوسی ہوگئی تھی اُس حالتِ مایوسی مین مینے ایکدن سید صاحب کو خواب مین دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاءاللہ تعالیٰ اب تجھکو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سید صاحب کے مین اُسی دن اچھا ہوگیا اپنی صحت یابی کے بعد جب مین سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپکو خبر ہوگئی تھی آپنے بہ آوازِ بلند اُسکے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جب کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بناکر خواب مین بلکہ بعض وقت بیداری مین بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوا دیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار مین ہے - رامپور سے رخصت ہوکر آپ ممالکِ میان دوآب مین ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت لوگون کے رگ و ریشہ مین بیٹھا ہوا تھا آپکے مخالف ہوکر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ اہی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک رسالدار کو سید صاحب سے عداوت قلبی ہوگئی تھی وہ ہمیشہ سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر مین رہتا تھا بمقام فتحپور ہنسوا رسالدار مذکور مسلح ہوکر بہ ارادہ قتل سید صاحب مدظلہ آپکے مکان پر آیا اور ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا تاکہ فوراً آپکا کام تمام کرے سید صاحب کے ہمراہی لوگون کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا - سید قاسم نصیر آبادی جو آپکے قرابت دارون مین سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح اُس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ رسالدار یہان آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو مین اُسکو یہین قتل کردونگا - اپنے ساتھ والون کے ارادہ کی خبر سید صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھرک کر فرمایا کہ اُس سے کوئی مزاحمت نکرو بلا تکلف اندر آنے دو اُنہون نے بہ تعمیل حکم اُس جوش خروش مین اُسکو اندر جانے دیا غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب نے اول اُسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مُدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھکر بہت شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا معانقہ کرنیکے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

ہوا جب اُسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتیار رکھو لکر پھینکدیئے اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ فاسد تھا مگر اب اُسس ارادہ سے توبہ کرکے آپکے غلاموں مین داخل ہوتا ہون ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپکے جان نثارون مین داخل ہوگیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا عامی جسکے نصیب مین روز ازل سے سعادت لکھی تھی اگر آپکی بیعت سے انکار کرتا یا اہانت یا مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالیٰ آپکے فضائل سے اسکو ملہم کردیتا چنانچہ بعضے بعضے بستیون مین (مثلاً مظفر نگر و میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ مین) اللہ تعالیٰ نے خواب مین آپکے فضائل سے مطلع کرکے آپکی بیعت مین داخل ہونے کی راہ آسان کردی تھی چنانچہ اس قسم کے بیسیون واقعہ مورخون نے لکھے ہین جنکو مین نے بخوف طوالت ترک کردیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

یہان یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان مین ساٹھا یعنی سمبت ۱۸۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا دکھن مین مرہٹون اور انگریزون مین جنگ ہو رہی تھی پنجاب مین رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب بر سر زور تھا ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا مارے بھوکھ کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک ہزار آدمیون سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیون کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈون مین اُسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جاے اُسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھوکر یہ دعا مسنونہ اَللّٰهُمَّ زِدْ فِيْهِ وَبَارِكْ فِيْهِ پڑھتے تب بحصۂ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہو جاتا یا بڑے بڑے چوڑے برتنون پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکھٹے ایک ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر اُسمین ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہوکر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہو جاتا تھا ؛

آپ اسی دورۂ میان دواب مین تھے کہ آپکے مکان رائے بریلی سے آپکے بھائی سید اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپکو پہونچی اب سید صاحب کو واسطے عزا و عذر خواہی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہان سے بجانب وطن آپنے مراجعت کی۔

صاحب مخزن احمدیہ لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ وطن مین تشریف لائے اُسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط سمبت ۱۸۶۰ بکرم موجود تھا وطن مین آپکے ساتھ قریب ستر اسی آدمی سکے تھے اور پندرہ ۱۵ سولہ ۱۶ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک سو آدمیونکا نان و نفقہ اسوقت آپکے ذمہ

ساٹھے کے قحط مین سید صاحب کے واقعہ برکت طعام کا نازل ہونا

سید اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر رائے بریلی جانا

واقعۂ حضرت اور یاران کی بھوک سے دعا کا قبول ہونا اور غیب سے خرچ پہنچ جانا

تھا وطن مین پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی تھی اور آپکے گھر مین کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے
اِس انبوہ کثیر شتو نفر روزانہ کا اہتمام ہو سکے اِس سبب سے اِن ایام مین بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی آپکے
وطن مین پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہوکر مینہ کا تار بندھ گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ
ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھولدئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد مین چراغ
بھی نہ جلتا تھا۔ مولوی سید محمد لکھتے ہین کہ انہین ایام عسرت مین مجھ سے صبر نہ ہو سکا قریبا ایک پہر رات
کے بسبب شدت بھوک کے مین اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد مین آیا اُسوقت سید صاحب مع چند مردان
خاص کے مسجد مین رونق افروز تھے مینے اُسی حالت تاریکی مین مسجد والون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ
یارو کیا حال ہے مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے میرے نزدیک آکر فرمایا کہ یہان تو تجلی بے رنگی نے اپنی روشنی
کھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اُس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرماکر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلا لیا مین نے دیکھا
دیکھا کہ ابواب سرور و شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہین اور غم و اندوہ زمانہ سے بالکل بے خبر مگر
مجھ مین مادہ حصول اُس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا مینے تو مثل اندھون کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت
سید صاحب کا دامن پکڑ کر رونا شروع کیا آپنے سبب اس گریہ وزاری کا پوچھا مینے عرض کیا کہ میرے
بچے خورد سال اور میری عورت اور خود مین سب بھوک سے مرے جاتے ہین آپ صابر شاکر اور متوکل
ہو آپ پر اِس عسرت کا کچھ صدمہ نہین ہے مگر ہم دنیا دارون سے تحمل اس تکلیف کا نہین ہو سکتا
آپ برائے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہو جائے تو راستے کھل جاوین اور کھانے پینے
کا سامان میسر آئے اُسوقت سید صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یارون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اس خود رفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دعا کرو غرض بموجب ارشاد سید
صاحب کے سب یارون نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع و انکساری دعا کرنے لگے اور یا
آمین کہتے جاتے تھے ایکساعت آپکے ہاتھ اُٹھانے کو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُڑ گیا اور چاند اور
ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یارون کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپنے سجدے
سے سر نہین اُٹھایا تھا کہ دو مسافرون نے دریائے سئی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا
شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لائیو اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سنکر صحن مسجد مین تشریف لے آئے اور کنارے
مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان سے آئے اُسکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا کہ ہم
دو آدمی مرسلہ سید محمد یٰسین داروغۂ توپخانۂ انگریزی مرید حضور کے ہین اور واسطے کرنے بیعت کے حاضر ہوئے
ہین حضرت نے ایک ہوشیار آدمی کو جو فن ملاحی مین طاق تھا فوراً روانہ کردیا وہ اُسیوقت اُن دونو آدمیون

کو ہاتھ لیے آیا - وہ دونو آدمی بھی پانی سے بھیگے ہوے تھے اُنہون نے مسجد مین پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفی
مرسلہ سید محمد یٰسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اسیوقت مجھکو بلاکر
اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبر یہ لے اور اپنا کام چلا مینے عرض کیا کہ ان روپیون کو
لیکر کیا کرون مجھکو تو کھانا چاہئیے تب حضرت نے دو آدمیون کو تین چار روپے دیکر بازار کی طرف بھیجا وہ بازار
سے کھچڑی لے آئے - غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑون مین تقسیم ہوگئی - دوسری فجر کو
جب مین مجلس مبارک مین حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑکر فرمایا کہ اے بے صبر اب بھی کھانے کی حاجت
ہے مینے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپکی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے تب آپنے فرمایا
کہ اے پست ہمت تجھکو تو ان چند روپیون کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھکو تو ساری
عمر اُس رزاق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے اگر ریگستان سندھ یا وادی عرب مین
جہان دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہین ہے ہفت اقلیم کے کل آدمیون کو ساتھ لیکر رہون تو بھی وہ
رزاق اپنے فضل عمیم سے آبادی سے زیادہ وہان بھی ہمکو رزق پہونچاویگا - اسی کے مصداق
مولوی مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات
کا سبب نہین بلکہ یاد الٰہی میری زندگی کا باعث ہے اگر مین یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہوجاؤن تو
ضرور میرا دم نکل جائے - اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ باوجود اینہمہ تن و توش اور قوت اور شجاعت
کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور بوجہ کم خوری کے آپکی قوت اور صحت اور شجاعت
مین کچھ فرق نہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یاد الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت و شجاعت کی تھی وہ
آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے ٭

جب اس قحط سالی مین آپکے لوگون کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبت فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز
بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑ کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جد امجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد
کی چھت پر تشریف لیگئے اور تن تنہا آپنے وہان بیٹھکر ایک تھیلی اپنے دست مبارک سے سی اور بعد
زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے
فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جاے اُسمین ڈالتے رہو اور اُسکا حساب
مت رکھو اور نہ کبھی اُسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اُسمین سے خرچ کرتے جاؤ اللہ
رب العزت برکت دیویگا - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے تمام
پر کبھی خرچ کی تنگی نہین ہوئی - مولوی محمد یوسف صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ

روپیہ کے قریب تھیلی مین موجود ہوتے ہوتے مینے صدہا اور ہزار ہا روپے مرّۃً بعد اخریٰ اسمین سے نکالکر
خرچ کئے مگر تھیلی کبھی خالی ہونے نہین پائی +

جب اسطرحپر آپکی ذات بابرکات سے برکتون کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردان اولاد سید
علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپکی بعیت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض
کیا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد سے سُنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے جد امجد سید
علم اللہ صاحب قدس سرہ نے بہت دفعہ جناب باری مین یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی مین
رکھنا اور دنیا کو اُنپر فراخ نکرنا تاکہ بوجہ فراخی دنیا کے تیری نافرمانی مین نہ پڑ جائین- اور ہمارے خیالِ ناقص
مین وہ دعا حضرت مرحوم کی ہمارے حق مین قبول ہو گئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر
وفاقہ مین رہتے ہین اور آپکا درجہ اللہ رب العزت کے حضور مین ہمارے جد امجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے
خدا ہمارے واسطے دعا فرمائین کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عُسر یُسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر فاقہ سے
نجات پائین **سید** صاحب نے یہ ساری حقیقت سُنکر فرمایا کہ ہمارے جد امجد کی یہ دعا محض بنظر خیر خواہی ہم
لوگون کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بہ سبب اختلاطِ دنیا اور دنیادارون کے عتاب الٰہی مین نہ پڑ جاوین
اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیون مین نہ ڈال دیوے - اگر تم سب جمع ہو کر یہ پکا
عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیون اور رسوماتِ اہل ہند مین پڑکر اپنے کو موردِ عتابِ الٰہی کا نکرو گے تو مین
تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کرون اُسیوقت کل مردانِ برادری نے جمع ہو کر حسب فرمودہ حضرت کے
پکا عہد و پیمان کیا تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جد امجد کے مرقد مبارک پر مع جمیع
مردانِ برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین تمہارے واسطے دعا کرتا ہون تم
آمین کہو پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے - اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے قبولیت
کا اثر ظاہر ہونے لگا- بہت سے آدمی آپکی برادری کے حسب لیاقت خود سرکارِ لکھنؤ مین جاکر نوکر ہو گئے-
اور یہ بھی اُسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے
عہدون پر سرکار ٹونک وغیرہ مین نوکر ہین +

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حین قیام بریلی کے آپ پر جادو بھی کر دیا تھا جسکے سبب سے قریب بیس روز
کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہوا اُسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضنے ایک رویائے صادقہ مین
تشریف لاکر معوذتین یعنی ہر دو سورۂ اخیرہ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا اُسکے پڑھنے سے آپکو صحت ہو گئی +

**سید محمد اسحاق** صاحب آپکے برادر کلان کی بعد اُنکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاء ہند نکاح ثانی

سید علم اللہ صاحب کی اولاد کے واسطے دعاء فراخی رزق

کرنے سے متنفر تھین کیونکہ ایک مُدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندوؤن کے شرفاءِ اہل اسلام مین بھی جا گھسی تھی بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اول اس رسم مسنون کو اپنے گھر مین جاری کرکے پھر اُسکے بعد مین اُسکو پھیلا دیوین گر چہ صدیون گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگون کی نظرون مین جاگزین ہو گئے تھے اس امرِ مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کئے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو انہون نے اول منظور نہین کیا۔ آپ اسی کوشش اور فکر مین تھے کہ آپنے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک بڑا بھاری گٹھا لکڑیون کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہین مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی اُسکو اُٹھا نہین سکتا۔ اُس جگہ وہ بیوہ محترمہ بھی موجود تھین سید صاحب نے بعجز وانکسار اُنسے کہا کہ اگر ذرا تم مدد کرو تو مین اس بوجھل گٹھے کو اُٹھا کر گھر مین لیجاؤن اول تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہون نے منظور فرما کر اُس گٹھے کو اُٹھوا دیا اور دونو صاحب یعنی سید صاحب اور اُنکی بھاوج شریفہ اُسکو اُٹھا کر گھر مین لیگئے اِس خواب کی صبح کو بعد اداے نماز فجر کے حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ آج توجہ دینا اور سب دوسرے کام موقوف رکھو مین نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر اس رسم قبیح کو اُٹھوا دونگا۔ اِسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھین جمع کرکے بہت دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپنے فرمایا کہ اے مؤمنات مسلمانی اسی کا نام نہین ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا۔ اور مسلمانون کی مروجہ رسمون کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسون اور محفلون مین شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی احکامات آلٰہی کی دل وجان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہووے تو بھی بخوشی وخورمی اُسکو بجالانا۔ شریعت مین جو چیزین منع ہین اُنسے بچنا اور دُور رہنا اور اگر کسی منہیات شرعی کا دل مین خیال بھی آوے تو مدتون تک اُس سے توبہ استغفار کرنا چنانچہ اُنہین احکامات آلٰہی مین سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اِس فعل سُنت کو درینولا لوگون نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کرلیتی ہے اُسکو بازاری کسبیون کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہین ایسے مسلمان سراسر آنکھون سے اندھے اور زندہ درگور ہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

ابن حرام زادہ جو مونہ سے ... کہا ... آپکو ... مسلمان ...

صلی اللہ علیہ وسلم (جنمین سوائے حضرت عائشہ کے سب نے آپ سے نکاح ثانی کیا تھا) معاذ اللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہین - اسکے بعد آپنے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی پھپی بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھین مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپسے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھائی اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سُنت مردہ کو زندہ کراوین اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ مین تعمیل اس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہین چاہتا کیونکہ میرے گھر مین میری بیوی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود ہے بلکہ اس کوشش سے مجھکو منظور ہے کہ اجرائے اس سنت مردہ کا میرے گھر سے شروع ہوکر تمام ملکِ ہند مین جاری ہو جاوے - چند روز کے بعد حسب منشاءِ اُس رویا حقہ کے وُہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہوگئی اور ملکِ ہندوستان مین یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا - اِس نکاح کے تیسرے روز آپنے دو تین محرران تیز نویس کو بٹھلا کر ایک عریضہ بخدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مشعر اطلاع اِس نکاح ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اُسکے نواح مین اور ایک ایک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء ومریدان خاص ہر اطراف ہند مین تحریر کراکے روانہ کرا دیے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل مین مولانا محمد اسمعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا جو نہایت کبر سن تھین مولانا عبد الحی صاحب سے نکاح ثانی ہوا - یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانون مین ہوا اسکے بعد تو ہزارون رانڈون کے نکاح ہو گئے کہ اُسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہوکر ابتک اپنے مریدون اور خادمون مین بدستور جاری ہے گو آپکے مخالف اسوقت تک بھی اس نعمت سے محروم ہین +

نصیر آباد کے شیعون کا مغلوب ہونا

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے اصل مسکن قدیم سید صاحب کے آبا واجداد کا ہے اور اُس قصبہ مین چار محلے ہین تین محلون مین حضرات شیعہ رہتے ہین چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنو اُسی قصبہ کے باشندے تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارہا سُنی اور شیعہ اہل سادات سے آپکی بیعت سے مشرف ہوے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُنسے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزور حکومت یہ انتشار ہدایت اس نواح سے بند ہو جاوے - اس ما بین مین کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے برآنے کا موقع سمجھ کر اپنے توابعین شیعان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو بتاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم مین جہانتک ہوسکے سنیون کے محلے مین جاکر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو مانع ہو اُسکو بلادریغ تہ تیغ کردو پس ضرور ہے کہ سید احمد واسطے امانت اپنے سنی بھائی بندون کے نصیر آباد کو آویگا تب مین اپنے طور پر اس مقدمہ کو

والی لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کر دونگا۔ شیعان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے پیرو مرشد کا پاکر سنیون کے محلے مین پیغام بھیجا کہ آٹھوین تاریخ محرم ہمارے ماتم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز تمہارے محلے مین سے نالان و گریان تبرا کہتے ہوے باوف و چنگ و بآوازِ ڈہل و مردنگ گذرینگے اگر تمکو سننا تبرا اور آوازِ ڈہل و مردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھر دن مین اُسدن چُپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایکروز کے واسطے مع زن و بچہ باغاتِ شہر مین جاکر قیام کرلو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور کرینگے اور جوکوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزاے سخت دیوینگے۔ بیچارے سنی اس خبر کو سنکر نہایت حیران ہوے اور جب کچھ چارہ ندیکھا تو اُنھون نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت مین بریلی کو روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعون کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور مین کہلا بھیجا۔ سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اُس قاصد کو بتاکید اکید کہدیا کہ اُنکو اپنے محلے مین ہرگز نہ آنے دو انشاء اللہ تعالی ساتوین تاریخ کی شام کو مین خود بھی مع اپنے رفیقون اور مریدون کے اُنکی اعانت کے واسطے وہان پہونچونگا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تو شروع ایام شباب سے اپنی جانکو اللہ کی راہ نذر کرنیکو پھرتا ہون شاید وہان ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر سُنیون کو ملی تو اُنکی جان مین جان آگئی۔ اِدھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب آپکی تیاری کی خبر ساکنان بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپکے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی آپکی روانگی سے ایکروز اول مسلح ہوکر درِ دولت پر حاضر ہو گئے۔ ساتوین تاریخ کی شام کو آپ نماز عشا رائے بریلی مین پڑھکر مع رفقاءِ خود نصیر آباد کو روانہ ہوے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہان پہونچگئے۔ آپنے وہان جاکر دیکھا کہ فرقہ مخالفین تیاری نشان و علم و پنجہ وغیرہ آلاتِ بدعات و لہو لعب اور خرافات مین مصروف تھا۔ اور بیچارے سُنی سید صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے ناامید ہوکر اپنے بال بچون کو آخری وصیت کرکے بعد غسل و وضو ہتیار باندھے ہوے جان دینے پر مستعد دعا اور مناجات مین مشغول تھے۔ گروہ مخالفین کی عورات اپنے کوٹھون پر چڑھی ہوئی کمال فرحت اور سرور سے بآوازِ بلند تبرا کہہ کہکر تعزیون اور نشان و علم اور حضرت حسنین سے مدد مانگ رہی تھین۔ اِدھر عوراتِ سُنیہ اپنے مُصلون پر بیٹھی ہوئی نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع و زاری و خضوع و انکساری اس فتنہ سے نجات پانے کے واسطے جناب باری مین دعائین کر رہی تھین۔ اُسوقت ایکبارگی صداے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا تھا سوتون کو جگادیا اور دونو فریق اس ناگہان صداے بلند اور باہیبت کو سُنکر دریاے حیرت مین غرق ہو گئے اور دونو فریق کے آدمی اُسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہان جاکر دیکھا

کر یفقد رد ونسو سوار پیادے مسلح باسلاح جنگ جنکے پیشرو امیرالمؤمنین سید احمد صاحب ہین تکبیر کہتے ہوے شادان وفرحان چلے آتے ہین - اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر سُنّی تو مُردہ سے زندہ ہوگئے مگر گروہ مخالفین بہ کیفیت فتوح غیبی ونصرت لاریبی سُنّیون کی دیکھکر زندہ در گور ہوے اور حیران پریشان روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون مین جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھون کی چھتون پرچڑھکر یا امام یا حسین کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے سید صاحب مع لشکر مجاہدین اول جامع مسجد قصبۂ نصیرآباد مین تشریف لیگئے اور وہان جاکر ہرایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا - پھر سید صاحب نے سب سُنّیون کو بُلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نکرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا - بعد اسکے ایک مُسن اور فہمیدہ آدمی کو دو سامی اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو مین مہمان ہون اگر براہ برادر نوازی و مسافر پروری ہرایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہان تشریف لائے تو کرم اور عنایت سے بعید نہوگا اور اگر آپ صاحبونکی تشریف آوری مین کچھ حرج کار ہو تو مجھکو اجازت ہوجاے مین ہی حاضر خدمت ہوکر بھائیون کی ملاقات سے مشرف ہون - جب قاصد یہ پیام لیکر اُنکے پاس پہونچا تو اُن سنکر رسولوں کے نہایت آشفتہ اور گرم ہوکر اُنہون نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری عین تعزیہ داری اور ماتم داری مین آکر جو حارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور حسن حسین کہتے ہوے لکھنؤ کو جاتے ہین اور بذریعۂ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت والی لکھنؤ کے پہونچاکر سزا اس حرکت کی تمکو اور تمہارے دوستون کو ایسی دلوائینگے کہ جو قیامت تک یادگار خلایق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑین - اسکے بعد بآواز بلند واویلا اور واحسینا کہتے ہوے ننگے پاؤنکے سرجابہ کو بھوکنتی گلہ مین ڈالے ہوے دو تین عَلَم اور دو تین ہلکے ہلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ رؤسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہوگئے اور باقیماندہ شیعون کو تاکید اکیہ گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلاوے اور نہ کوئی بہ آواز بلند یا امام یا حسین کہے - صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کی قدم کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیہ داری کی جسمین ہزارون افعال شرک وکفر وبدعات کے ہوتے تھے خود شیعون نے اِس سال بند کردیے نصیرآباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعۂ اخبار نویس جالیس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی من وعن پہونچ گئی اُسنے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کرکے انتظام

کرنیکا حکم دیا- مدارالمہام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر تشریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان افسران
فوج کو (کہ وہ دونو سنی اور ایک انمین کا مرید خاص سید صاحب کا تھا) بُلا کر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سے
چالاک اور ہوشیار سوار اور پیادے ہمراہ آخون زادے کے دیکر واسطے مدد سید احمد صاحب کے بہت جلد
نصیر آباد کو روانہ کردو اور بارہ ہزار روپیہ اپنے خزانۂ خاص سے واسطے خرچ اس فوج کے اُنکو دیدیا اور
آخون زادہ کو (کہ وہ بھی سُنی تھا) نوابصاحب نے تنہائی مین بُلا کر کہدیا کہ سید احمد صاحب کو بعد سلام
میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ ان رافضیون کے قتل اور ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نکرنا مین ہر طرح سے آپکا مددگار ہون اور جسقدر خرچ آپکو درکار ہو آخون زادے سے لیلینا اور میری طرف
سے کچھ اندیشہ نکرنا- اس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدارالمہام بھی شیعہ تھا مگر ایسا حکم
دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگم صاحبہ زوجۂ والی لکھنؤ کی جاگیر مین تھا اور مدارالمہام
صاحب اور بیگم صاحبہ مین عداوت قلبی تھی اسواسطے نوابصاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر مین کوئی سخت
فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزون کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ سے اُسکی
کیفیت طلب کرینگے اور نواب صاحب والی لکھنؤ اسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو مین اُسوقت موقع پاکر
یہ کہونگا کہ اس فتنہ فساد کے فرو کرنیکا سوائے اسکے اور کوئی علاج نہین ہے کہ جاگیر ضبط فرماکر بیگم صاحبہ
کا کچھ نقد گذارہ مقرر کردو- غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیون اور علم وغیرہ کے راستے ہی مین
تھے کہ آخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہوگیا اور آخون زادہ ابھی راستے ہی مین تھا کہ وہ
پیام معتمدالدولہ کا جو بذریعہ آخون زادہ کے سید صاحب کو بھیجا گیا تھا نواح نصیر آباد مین مشہور ہوگیا اس
سبب سے بہت سے سُنی باشندے دیہات قرب وجوار نصیر آباد کے ہر قسم کی زاد راہ وغیرہ لیکر بارادہ قتل
ایسے شیعون کے نصیر آباد پہونچگئے- اسوقت ہزارہا سوار و پیادہ چارون طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوئے
پڑا تھا- اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزارہا من رسد روزانہ چاہیے مگر سید صاحب بقدر ضرورت کھانا پکوا کر
ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دعا برکت فرماکر اُسمین سے تقسیم کرنیکا حکم دیتے اُس چادر کے نیچے سے صبح
سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزارہا خلقت کھاکر سیر ہوجاتی اور کھانا جیسے کا تیسا موجود رہتا- آپکے
لشکر مین کھانا کھانیکا اکثر دستور یہ تھا کہ چوڑے چوڑے کونڈون مین کھانا نکالکر دس دس بیس
بیس آدمی ایک ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے تھے اور خود سید صاحب بھی اُس کھانے مین اُنکے ساتھ شریک ہوتے تھے

اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھاچکے تھے صرف سید صاحب
نے بوجہ کسی عذر کے کھانا نہین کھایا تھا اسواسطے سید صاحب کا حصہ ایک رکابی مین نکالا ہوا مسجد

مولوی عبد الباسط صاحب کے حرف قاف ادا ہونا

سے ایک طاق مین رکھا تھا کہ اُسوقت مولوی عبد الباسط صاحب جالتسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لے آئے خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا۔ مولوی عبد الباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوے مولوی عبد الباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف **قاف** ادا نہین ہوتا تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اِس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالی حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی مین باقی تھا کہ مولوی عبد الباسط صاحب بول اُٹھے کہ حضرت حرف قاف مجھ سے ادا ہونے لگا ۔

خیر اِس عرصے مین آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد مین پہونچگیا اور سب سے اول جا کر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالان وگریان ڈھول بجاتے ہوے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ مین پہونچکر حضرت مجتہد بانی فساد سے ملاقی ہوے مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سنے ہوے تھے اب اپنے شیعہ بھائیون سے اُسکی تفصیل سنکر فورًا نواب معتمد الدولہ کے مکانپر تشریف لیگئے اور خوب نمک مرچ لگا کر اِس قصہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجائیے اور اپنے گھر مین آرام کیجیے یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد مین ملتہب ہوئی ہے خدا کرے اُس سے مین اور آپ اور یہ ریاست محفوظ رہے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ مین اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سنکر چپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعون سے کہدیا کہ جسطرح ہوسکے تم نصیر آباد جا کر سُنیون سے اور خصوصًا حضرت سید احمد صاحب سے صلح کر کے اپنی تقصیر معاف کرالو کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سنکر اب اصلی اور حقیقی طور پر اندوہگین اور غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے جب آخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُنکے واپس آنیکی خبر معلوم ہوئی فورًا اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدون کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تمکو حوالہ سُنیون کے کردیا جاوے چاہے وہ تم سے صلح کرین یا تمکو ہلاک کرین اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اسکے اُن سب کو مثل قیدیون کے زیر حراست کر کے سید صاحب کے حضور مین بھیجدیا۔ اب تو شیعون کی گویا نانی مرگئی نہایت عاجزی سے روتے ہوے سید صاحب کے پانو پر آکر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ للہ برادر پرور کرم گستر ہمنے اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائین تب سید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ مشتمل اوپر اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھ کر سب اُسپر مُہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مہر بھی اُسپر کراؤ تب اُنمین سے ایک کاغذ کو تو مین لکھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا وہ لوگ فورًا دو کاغذ

مزین بمواہیر و دستخط رؤساء و قاضی و مفتی کے تیار کرکے حضرت کے پاس لے آئے آپنے اُسی وقت ایک کاغذ بخدمت نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کردیا اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا پس اس آتش فتنہ کو اس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کرکے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ۔

حسب الطلب نواب معتمد الدولہ حضرت سید صاحب کا دوبارہ لکھنؤ میں تشریف لیجانا

جب آپ بریلی مین پہونچگئے تو ایک نیازنامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اس مضمون کا سید صاحب کو پہونچا کہ آوازہ وعظ اور تذکیر اُس روشن ضمیر کا عالمگیر ہو رہا ہے اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور خاصکر اس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہوگا بعد پہونچنے اس عریضے کے سید صاحب بمعیت مولانا محمد اسماعیل و مولانا عبدالحی صاحب اور اکیسو ستر آدمیون کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوے اور شاہ پیر محمد علیہ الرحمہ عرف پیرن شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوے لکھنؤ مین بھی مثل اور شہرون کے ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - آپکے وہان پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد مین نہین سما سکی آس پاس کے مکانون اور دیوارون اور چھتون پر لوگ چڑھ گئے اُسدن بہت سے علماء فرنگی محل (جو ایک مشہور کان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہد وقت کے بارادہ بحث آپکی خدمت مین حاضر ہوے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبدالحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا اُنہون نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ الآیۃ تک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا - اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت مین ہوگئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری تھا اور اس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علماء اور فضلاء فریقین (یعنی سُنّی و شیعہ) جو صدہا حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوتِ بیانیہ کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس فاضل عصر اور علامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی مین طے ہوئی اور اس وادی کا راہ آج تک ہمکو نہین ملا اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑ کر ساری عمر برباد کردی غرض اسی آیت مذکورہ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا - اثناء اقامت لکھنؤ مین نواب معتمد الدولہ نائب سلطنت نے آپکی دعوت کرکے بہت عجز اور انکساری سے آپکو اپنے گھر بلایا - حضرت سید صاحب مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبدالحی صاحب اور دو تین خاص لوگون کے بوقت شب نواب معتمد الدولہ کے یہان تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس مین رونق افزا ہوے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کئے مولوی عبدالحی صاحب نے حضرت سید صاحب

سے اجازت لیکر اول ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر اس عمدگی سے اُسکی تفسیر اور تشریح کی
کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس مین حاضر تھے آفرین اور تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور بعد تناول طعام
نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا - قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی
سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب سراج علماء فرنگی محل جو معقول و
منقول مین مشہور اور فطانت اور ذہانت مین معروف تھے بوجہ اُمّی ہونے سید صاحب کے آپکی بیعت سے
پرہیز کرتے تھے آخر جب اُنکا بھی نصیب چمکا تو اُنہون نے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی
کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول اور منقول تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحب
کے آپکی خدمت مین بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہون جب یہ پیغام
سید صاحب کو پہونچا تو آپنے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور کرلیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت
دی اگلے روز مولانا محمد اشرف صاحب بمعیت مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمہ وقت مقررہ
پر حضور مین حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان مین آپکی ملازمت سے مشرف ہوے اُس مکان مین سید صاحب
اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب
نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت مآب کو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کامل دو گھنٹہ تک اسکا بیان فرمایا اور
اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤن سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی غرض جو ہو آپنے وہ بیان کیا کہ مولوی
محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سُنا تھا اور نہ کسی کتاب مین دیکھا تھا وہین
محو ہوگئے اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اِن دونو عالمون نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپکے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری ناسمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے ملاقات تنہائی کی درخواست کی
تھی اب معاف کیجئے اور ہمکو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمائیے - صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتا
ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز مینے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی رات
کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ سلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو جو فیض و برکت اِس
بیعت سے مجھکو حاصل ہوئے مین اُسکا بیان نہین کرسکتا - سب مؤرخ اِسبات پر متفق ہین کہ آپکی بیعت مین
یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت کی تھی کہ بیعت کرنیکے ساتھ ہی آدمی کا رنگ
ڈھنگ بدل جاتا تھا فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم مین متقی اور ولی ہوجاتا تھا اور خم محبت الٰہی سے

مولوی محمد اشرف صاحب کا امتحان سید صاحب کا اور بیعت کرنا

آنکھین مخمور ہوکر دنیا اور مافیہا کی قدر دل سے اُٹھ جاتی تھی +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ بوقت قیام لکھنؤ کے جب ایک روز آپ اپنی مجلس مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ ملبّاس فاخرہ مجلس مقدس مین حاضر ہوکر منافقانہ اظہار محبت اور ایمانداری کا کرنے لگا اور رسائل توجہ اور فیض کا آپسے ہوا آپنے اُسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا اُس شخص نے اُسکو گوشہ مین لیجاکر موافق آداب صوفیہ کے دوزانو اپنے مقابل بٹھلاکر اور شغل لطائف ستہ کا اُسکو تعلیم کرکے آپ توجہ دینی شروع کی اُس مکار نے تھوڑی دیر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ مجھکو اِس شغل مین کچھ عمدہ اثر نہین ہوا اس سے بہتر کوئی شغل سکھلائیے تب اُس عزیز تمیز نے سلطان الذکر کی اُسکو تعلیم کرکے آپ توجہ دینے پر متوجہ ہوا مگر اُس دغاباز نے مثل سابق ایک پھر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ اِس شغل سے بھی مجھکو کچھ فائدہ نہین ہوا کوئی اور دوسرا شغل جو ان سب سے عمدہ ہو مجھکو بتلائیے تب مجبور اُس بزرگ نے شغل نفی اُسکو تعلیم کیا اور آپ بڑے زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی اِس تیسری بار کی توجہ مین بفضل الٰہی وہ حیلہ ساز بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا اُس صاحب باطن نے ہرچند اُسکو آوازین دین مگر اُسنے کوئی جواب نہین دیا۔ اِس درمیان مین خود سید صاحب بھی وہان تشریف لائے اور بہت بلند آوازون سے اُسکو پکارا مگر اُس نے مطلق ہوش نہ آیا آخر لاچار ہوکر سب آدمی خاموش ہوکر بیٹھ رہے تب بہت دیر کے بعد حواس باختہ خوف زدہ سا ہوکر وہ خود بخود بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن مین جب حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا تو بوجہ میرے شیعہ ہونیکے حضرتؐ نے مجھپر بہت غصہ اور عتاب فرمایا مین اُسی وقت اُن عقائد باطلۂ رفض سے حضرتؐ کی حضور ہی مین تائب ہوکر سنّی متبع سنت اور موحد ہوگیا اُسوقت حضرتؐ نے مجھپر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی۔ جب اُسکے عزیز اور یگانون کو اُسکے سنی ہونیکی خبر پہونچی تو اُسکو اُن عقائد حقہ سے پھر جانیکے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب دی اور جب اُسنے زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نمانا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا اور آخر کو پابزنجیر کرکے قید مین ڈالدیا مگر وہ ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر سُنّی ہوا تھا کہ اُسنے اُن تکالیف کی کچھ بھی پروانہ کی اور اس ایمان اور اعتقاد حقہ پر ثابت اور قائم رہکر تھوڑے دنون کے بعد راہی فردوس ہوا

جامع نے معتبر راویون سے سُنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب مقیم لکھنؤ تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید سپاہیانہ لباس پہنے اور تلوار آبدار کو گلے مین حمائل کیے ہوے مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لیگئے اُسوقت مولوی دلدار علی صاحب طالب علمون کو سبق پڑھا رہے

ایک شیعہ زادہ کو حضرت سید صاحب کی توجہ سے خواب مین زیارت رسول اللہ صلعم کی ہوئی اور وہ سنی ہوا

مولوی اسمٰعیل صاحب کا مجتہد کے مکان پر جا کر تقیہ اور نفاق کا فرق دریافت کرنا

تھے مولانا شہید بعزز دلیرانہ سلام علیک کرکے وہان بیٹھ گئے - چونکہ مجتہد صاحب کے ہان سوائے بندگی
اور آداب و تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا اُنہون نے متعجب ہوکر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے
آئے ہو مولانا نے جواب دیا کہ مین ایک مسافر سپاہی ہون ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپکے پاس آیا ہون
مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق مین کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا
دیجئے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونو کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کرکے
دونو کو ایک کرکے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل
کو بھی رد کر دیا مجتہد صاحب نے تیسری بار وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کین مگر مولانا نے اُنکو بھی
فورًا رد کر دیا - تب تو مجتہد صاحب کی آنکھین کھلگئین اور اپنے دلمین کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل
کا ایک تسمہ بھی باقی نہین چھوڑتا - مجتہد صاحب اپنے طالب علمون کے سامنے لاجواب ہوکر بہت خفیف ہوئے
اور سمجھ گئے کہ یہ سپاہی ہی نہین ہے بلکہ کوئی بڑا علامۂ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپکا اسم
شریف کیا ہے مولانا نے کہا عاجز عبد اللہ ہے - اُسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلباء کے سامنے اپنی خفت
دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہین ہو سکتے آپ تحریری بحث کرین تب مولانا
سلام علیک کرکے وہان سے چلدیے - مجتہد صاحب نے آپکے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے
اور کہان کو جاتا ہے - اُن آدمیون نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے آکر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید
رشید سید صاحب کے ہین تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر بمنت و زاری آپکو واپس بلوا بھیجا
جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اُٹھکر بہت تعظیم سے آپسے معانقہ اور
مصافحہ کیا اور اول بار بہ آداب نہ پیش آنیکی معذرت کی مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہوکر اپنے پیر و
مرشد کی خدمت مین حاضر ہوگئے - مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علماء شیعہ کو جمع کرکے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتاء امر متناز
فیہ کا مع جواب مُدلّل بدلائل عقلی و نقلی و مملوبہ لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ
وغیرہ لکھکر آپکے پاس بھیجدیا - جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہ ہیئت
ایک سپاہی کے گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیون کے
ایک طرف کو بیٹھے تھے حامل کو ہرگز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح بہ شمشیر مولوی ہوگا اُسنے مولوی عبد الحی
صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھکر کاغذ اُنکے حوالہ کر دیا مولوی عبد الحی صاحب نے اُن مضامین
اوق کو جو اُس کاغذ مین بھرے تھے دیکھکر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ مین
ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے اور یہ سب کتابین ایسی حالت سفر مین یک بیک میسر ہونا دشوار ہے

خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے اُس کاغذ کو مولانا شہید کے پاس بھجوا دیا مولانا شہید نے ٹہلتے ٹہلتے اُس
کاغذ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر مین جواب
بجواب اُس مسئلۂ مشکلہ کا لکھکر تمامی دلائل مندرجۂ کاغذ کو اس خوبی سے رد کردیا کہ پھر اُسکا رد جواب خدمت مجتہد صاحب
سے نہین آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آجتک ہمکو نہین ملے ۔ بوقت قیام لکھنؤ
کے مولانا شہید نے چاہا کہ کچھ شیعون کے رد مین بیان کرین مگر بوجہ سلطنت شیعون کے بہت سے دور اندیش
آپکو مانع ہوئے مگر آپنے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہے کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے اِسوقت مرض رفض بہاں
حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھکو اُسی مرض کا علاج کرنا ضرور ہے اور مین اِسکی کچھ پروا نہین کرتا کہ کوئی
خوش ہو یا ناخوش ہو چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الایہ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت
سے ترتیبِ خلافت اور فضائلِ خلفاء ایسی خوبی سے بیان کئے کہ شیعون سے سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ
اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی نے بدل ڈالا ہے اُسوقت مولانا شہید نے
ایک تواریخی قصہ عہدِ نادرشاہ دُرانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعون نے رجب نادرشاہ نے اپنے سامنے
بحث کرائی تھی) اس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادرشاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جنکی
کتابون کا حوالہ اِس رکوع مین ہے استفسار کیا تو اُنہون نے کہا تھا کہ ہماری کتابون مین بھی ترتیب
خلافت خلفاء راشدین نبی آخر الزمان کی اِسی طرح پر ہے اُسوقت نادرشاہ کا غصہ بھڑکا چنانچہ اُسی غصہ مین
اُسنے چند شیعون کو قتل کراکے آپ رفض سے تائب ہو گیا تھا +

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدثِ لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب
کے وعظ مین ہجوم خلائق دیکھکر ازراہِ حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ مین بھی قرآن و حدیث کا وعظ
کرتا ہون اور یہ دونو عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہین مگر میرے وعظ مین دس پانچ آدمی سے زیادہ
جمع نہین ہوتے اور اِنکے وعظ مین سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے مسجدون مین سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہین
ملتی ۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اِس محدثِ خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف
آوری کے قبل ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا مگر جب برسون اِس ہادیِ وقت کے سامنے ہم دوزانو بیٹھے
ہین تب یہ تاثیر اِنکی برکت سے ہماری زبان مین پیدا ہوئی جسپر خلقت شیدا ہو رہی ہے اور مولوی اسمٰعیل
صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزارون خلقت راہِ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے
سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہین کیا اکثر آدمی راہ افراط تفریط کی چلتے ہین +

قریب ایک ماہ تک سید صاحب کا قیام لکھنؤ مین رہا اس عرصہ مین ہزارہا خلقت شرفا و

علماء اہلِ عرفہ و صدہا اہلِ تشیع آپکی بیعت سے مشرف ہوے - بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے وطن بریلی کو تشریف لے آئے

اِن ایام مین آپکی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتون کا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا اور آپکا زنانہ مکان اسقدر تعداد کثیر عورتون کے واسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ حسب طریق سنت .. کچی اینٹون سے ایک اور مکان واسطے آرام مہمانون کے تعمیر کرین تب دو تین کدال اور کچھ پھاوڑے اور رسی منگوا کر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے مین اُتر کر اپنے دست مبارک سے مٹی کھودنی شروع کی تب بہت سے مرید جو اُسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف فرماتے ہین ہم خادم اِس کام کے واسطے حاضر ہین آپنے فرمایا کہ بر وقت تعمیر مسجد نبوی کے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود اینٹین وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سرِ مبارک پر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابۂ کرام بھی اِس کام مین آپکے شریک تھے سو تم بھی آؤ اور میرے شریک ہو کر کام کرو لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ مین اپنے ہاتھ سے کام نہ کرون - حاصل کلام یہ ہے کہ پندرہ روز کے عرصے مین جمعیت یارون کے حضرت نے پچاس ہزار کچی اینٹین تیار کر لین اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت وسیع تیار کرکے اُسمین اپنے اہل کو لے آئے اور اپنا پُرانا گھر مہمانون کے واسطے خالی کر دیا - اِس مُدت مین نمازِ اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یارون کے کام کیا کرتے تھے بوقت اذان نماز ظہر کے پھر کام بند کر دیا جاتا تھا - اُس کے واسطے ایک بڑا بھاری درخت اِس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا جب درخت مذکور کٹ چکا تو نجارون نے عرض کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اس مکان کے قریب پہونچ جائے تو حسب ضرورت ہر قطعہ مکان کے ناپ ناپ کر اسکے ٹکڑے کئے جاوین مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیون پر بھی اُسکا جانا غیر ممکن تھا آخر لوگون نے عرض کیا کہ توپخانہ کے بہت سے بیل منگوا کر اُنسے کھچوایا جاے تو بہتر ہے اسوقت اکثر آدمیون کے قریب حضرت کے ساتھ موجود تھے سید صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائیو آؤ خدا سے دعا کرین کہ بلا مدد نرگاوان توپخانہ کے اللہ تعالی اپنی مدد غیبی سے اس درخت کو وہانتک پہونچا دے - آخر کار اُس جگہ کھڑے ہو کر حضرت نے دعا کی بعد اتمام دعا کے اُن سب لوگون سے آپنے فرمایا کہ سب ملکر زور کرو اکثر آدمیون نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہین ہلا تب حضرت نے فرمایا کہ تم سب الگ ہو جاؤ جب سب آدمی الگ ہو گئے تو آپنے مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جسکا نام صاحب مخزن کو یاد نہین رہا ساتھ لیکر باواز بلند تکبیر کہکر اُس صدہا من کے درخت کو دھکا دینا شروع کیا پہلے ہی دھکے مین درخت مذکور گیند کی طرح پلٹے کھا کر ڈھلکنے لگا اور

تھوڑی دیر مین منزلِ مقصود تک پہونچ گیا - اُسوقت سب دوسرے آدمی ہنستے ہوے اور یہ کہتے ہوے اے حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپکے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگون کی ہے ورنہ مین تو ایک بندہ خاکسار ہون - صاحبِ مخزن لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اُسی حالت مین پیل گاڑی کو ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لڑھکتا چلا جاتا تھا *

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط شہر رائے بریلی مین تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جدامجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اُنہون نے بھی دو مسجد یعنی ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھی) ادا ہو جائے - یہ دونو مسجدین بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئین اور بوقت تعمیر ان دونو مسجدون کے بھی مثل دوسرے لوگون کے بغرض ادائے سنت اپنے جدامجد کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے - اِن مسجدون کی تعمیر پر مزدورون کا کام خود آپ یا آپکے یار کیا کرتے تھے صاحبِ مخزن لکھتا ہے کہ جس کسیکو باشارۂ حق سبحانہ تعالیٰ سید صاحب بہ نیت برکت ایک روپیہ بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا مُوَلف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ سید صاحب کی تھی ایک وقوعہ اِسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحب نے ایک روپیہ بہ نیت حصولِ برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ مین رکھ لیا اور جسقدر روپیون کی اُنکو ضرورت ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھین اُسمین کبھی کمی نہوئی - ایک مرتبہ والدۂ مُولف نے ذکر اس برکت کا حضرت کی مجلس مین کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ تمہارے خیال کے موافق تمہارے رب نے وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب سے کی اور اپنے خزانۂ غیب سے اُس صندوق کے اندر بموجب تمہارے ظن کے روپے پہونچا دیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نہین دیتا بلکہ جس کسیکو بہ نیت برکت مین روپیہ دیتا ہون اللہ تعالیٰ اُسکے گھر مین برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلون اور ذریعون سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے مُولف مذکور لکھتا ہے کہ اِس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُنکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کرکے اپنے خزانۂ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیونکا بند ہو گیا -

صاحبِ مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی مین رمضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتون کے ہاتھ پانؤن مین مہندی لگاتا اور کڑے چھڑے اور چوڑیان پہنتا - اور داڑھی مونچھ منڈوا کر عورتون کی طرح سر

سید صاحب کا اپنے ہاتھون سے دو مسجدین بنانا

سید صاحب کی عطا مین برکت ہونا

کا جل لگاتا کنگھی چوٹی کرتا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزارون جگت اور جوڑ توڑ اور فقرے اُسکو یاد تھے اپنے فن کا بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارون خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو اِن خرافاتون مین مکنون اور مستور تھی جوش مارا۔ اُسکے دل مین بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ اوّل اُسنے چرخہ کات کر کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایک دن زنانی ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لئے ہوئے خدمت شریف مین حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبدالحی صاحب وعظ فرما رہے تھے یہ میان مضافی اس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دور ہی کھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھکر بہت متعجب ہوے۔ بعد تمام ہونے وعظ کے کہین حضرت سید صاحب کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی آپنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنہون نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بُلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زنانے محاورہ مین جواب دیا کہ واری جاؤن بلائین لون میان کی خدمت مین آئی ہون حاضر رہونگی جوگن بنونگی آپنے فرمایا سبحان اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس سے بیعت لیکر وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے آتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا۔ اُسوقت صرف اُسکا نام اور لباس ہی نہین بدلا بلکہ بہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہوگئی اب یہ میان ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہوگیا۔ وہ مضافی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیون مین زنانہ لباس پہنے ہوے خرافات بکتا پھرتا تھا اب مئے محبت الٰہی کی اُسکی آنکھین بند ہوگئین اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے مونہہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والون کے دل ہل جاتے تھے اب بجائے چوڑیان اور کڑون کے اُسکے ہاتھ مین شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُسکی پیٹھ پر ڈھال لٹکی رہتی تھی اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا۔

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپسے دوچار ہوگیا آپنے تھوڑی توجہ اُسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش مین آکر آپکے ساتھ ہولیا اور بڑا سالک باخدا ہوا اور تادم زیست آپکی خدمت مین رہکر ایک بڑے معرکہ جنگ مین داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مؤلف لکھتے ہین کہ اِسی طرح بہت سے مجانین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش مین آکر سالک ہوجاتے تھے۔ اور جسکے واسطے آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھکر دم کردیا فوراً اچھا چھا ہوکر ہوش مین آگیا۔

بیان ان مضافی زنانہ کا جو ہدایت اللہ بنا

ذکر مجذوبون اور دیوانون کا جو ہوش مین آئے

اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصۂ عجیبہ تحریر کرتے ہین کہ ایکدن جب آپ اپنی مجلس مین رونق افروز تھے دو کسبی عورتین جو نہایت حسین و جمیل تھین لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ کنارۂ مجلس ملا اک مانس پر باادب کھڑی ہوگئین اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جُھک کر آداب تسلیمات بجا لائین حاضرین مجلس اُنکو ناپاک سمجھ کر دور دور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب کی نظر ہدایت اثر اُنپر جا پڑی آپنے اُنکو فوراً انکو اپنی مسجد مین بلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُنکو سنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا پس آپکے کلام معجز نظام اُنکے سینون کے وار پار ہوکر مارے خوف الٰہی کے تھر تھرا گئین اور دھاڑین مار کر رونے لگین اور اُسی وقت اپنے افعالِ ماضیہ سے آپکے ہاتھ پر توبہ کر کے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانون کے نکاح مین داخل ہوگئین اور تادم زیست یادِ الٰہی مین مشغول رہکر عمدہ خاتمہ کے ساتھ اپنے رب سے ملین - نواب صاحب مرحوم نے ایک مخنث کا خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خُراسان مین جاکر شہید ہونے کا بھی بعینہٖ مثل قصۂ میان رمضانی تمّتہ ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے - پھر نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس پُرزور تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی (باتباعِ اقوال قدیم کُفّارون کے) آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے اور مارے ڈر کے آپکی نظر ہدایت اثر کے سامنے نہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس مین آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے جاتا ہے وہ سحر مین پھنس کر گرویدہ ہوجاتا ہے - پھر اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ اطراف ہندوستان مین صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہین کہ آپکو مقام دعا اور مرتبۂ دعوت مین بڑی مہارت اور مشق تھی گھنٹون اور پہرون تک آپ رو رو کر دعائین مانگا کرتے تھے - جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے - جب بڑے بڑے مجمعون مین آپ دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھا کر باوازِ بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سُوال کے دعا کرتے اُسوقت حاضرین مجلس پر ایک عجیب رِقّت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ جاتی تھین بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہوجایا کرتے تھے اور جب بعد معلوم کرلینے مدعو لہٗ کے آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہوا کہ وہ مطلب حاصل نہوا ہو - اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہوجاتا تھا کہ سینکڑون چلون اور برسون کی ریاضت مین بھی وہ بات حاصل نہو - آپکی عادت شریفہ سے تھا کہ مولویون کو مولانا کہکر پکارا کرتے تھے - آپکے خشوع خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت نماز تہجد دو پہر مین تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے تھے اُسوقت لکھو کہا مرد عورت ہندوستان مین تہجد گذار تھے بقول شاعرے ؎ جمعٹ نہا دھو کے تہجد کے

لئے ہے تیار + اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم بستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجکو حاصل ہوا وہ بسبب
برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا + اور پیرنے کی بھی آپکو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مارکر تہ دریا مین دو رکعت نفل
پڑھ لیتے تھے - اور باوجود این تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز
آپنے فرمایا کہ بھائیو یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ ایسا ہرگز نہین ہے میری حیات فقط
یاد الٰہی ہے اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو فوراً میرا دم نکل جائے +

قرآن مجید کی مثال

مولوی مرتضیٰ خانصاحب تحریر کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ بھائیو مین تمکو قرآن مجید کی ایک مثال
ہندی زبان مین سناتا ہون جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے - سو اُسکو اسطرح سے سمجھنا
چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسنے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیون کو ایک ملک مین بھیجدیا اور پھر اپنے
کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی اُنکے پاس روانہ کیا تب اُس مقرب نے وہان پہونچکر وہ فرمان
اُنکو سنایا - اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے - ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ
فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے
انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس آتے ہین تو سخت
قید مین دائم الحبس کئے جاتے ہین اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہتے ہین - دوسرے
فرقہ فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگا کہ بلا شبہہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آرندہ فرمان بھی بلا شک مقرب شاہی
ہے اُنہون نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھکر اُسکے سامنے کھڑے ہوے مگر جو حکم اسمین
آسان تھے اُنپر چلنے لگے اور مشکل حکمون سے جی چرایا سو یہ فرقہ نمک حرامون کا ہے - تیسرے فرقے نے فرمان
شاہی کو سنکر اُسکے کل حکمون کو مان لیا اور آرندہ فرمان کو مقرب مرسلۂ سلطان یقین کرکے اُسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالون کا ہے - سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقون یعنی کافرون
او منافقون اور مسلمانون مین تقسیم کردیا - مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہین پس جو سارے حکمون پر
ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے +

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میر امید علی صاحب باشندۂ لکھنؤ کو جو ایک
بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کر کے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور کے قبل اُنکو یہ الہام ہوا تھا کہ
اب عنقریب ایک امام مسلمانون مین پیدا ہونگے اور اُنسے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب
کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القاء ربانی سے سید صاحب کو امام ملہم کہ سمجھکر آپکے مرید اور فرمانبردار
ہو گئے تھے - جب سید صاحب بریلی مین مقیم تھے اُسکے تبہ میر امید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوے تھے اُنھین ایام مین فقیر محمد خان صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے مریدانِ خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیون کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے بہت سے حملون کے فتح نہوتی تھی اُسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی اِس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کرین اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس بھیجدین - غرض سید صاحب نے دعا کرکے میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا سو میر امید علی صاحب کا وہان پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایتِ الٰہی فورًا فتح ہوگئی - بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ اُس گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شانِ الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے واسطے وہان بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اسی سببسے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی اور فوج شاہی اُس سے عاجز آگئی تھی لیکن جب بہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شانِ الٰہی پلٹی اور ایک قطب مرسلۂ سید صاحب وہان پہونچے تو اُس بزرگ متعینۂ گڑھی کو ابھی تک حال متغیر ہونے شانِ الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور اُسکے قیام کی دعا کر رہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیجاکر اُسکو ڈانٹا اور اُس سے حال متغیر ہونے شانِ الٰہی کا بیان کیا تب وہ فورًا وہان سے چلدیا اور گڑھی اُسیوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب ؛

مولوی مرتضیٰ خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اِسطرح لکھتے ہین کہ ایک روز ایک شخص دنیادار سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہین اور مین بھی سید ہون میری دو بیٹیان جوان قابل شادی کے ہین سو مجھکو آپ کچھ دلوائیے جس سے اُنکا بیاہ ہوجائے آپنے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیان ہماری بھتیجیان ہین ہم اُنکے نکاح ہوجانے کے واسطے آپکو ضرور مدد دینگے مگر جو تمنے اپنے خیال سے اپنے دلمین تجویز کر رکھا ہے کہ یہ جہیز بھی ہو اور وہ جہیز بھی ہو سو اس خیال کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُسکے رسول نے بیاہ کے مقدمہ مین حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیتے ہین موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو یہ آدمی سب مُہیّا کر دیویگا - اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص کافور ہوگیا

وہی مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب فجر کے وقت آپکے قافلے کے آدمی بجہت خرچ قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیون کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل کو تشریف لیجاتے اور کلھاڑی دستِ مبارک مین لیکر دم بھر مین منون لکڑیان چیر کر پھینکدیتے جب دوسرے لوگ آپکا یہ حال اور مشقت دیکھکر آپ سے کلھاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین تم سے قوت مین کم نہین ہون اور ثواب کا تمسے زیادہ حریص ہون ✦

وہی مولانا مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ مین بجائے قبلہ کے بغداد کی طرف موہنہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھکو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمان خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر مین نے نمانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کی طرف موہنہ کرکے بیٹھنے سے مجھکو مراقبہ مین لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب مین بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کی طرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کردیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہین فرمایا مگر میری طرف بہت توجہ کی مین خیال کررہا تھا کہ اُسی توجہ نے اُسی دم میرے قلب کو بدل دیا بغداد رو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل مین قائم ہوگئی اُس تاریخ کے بعد پھر مین بغداد رو ہوکر کبھی مراقب نہین بیٹھا +

وہی مولانا لکھتے ہین کہ مینے ایکروز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکی برکت سے مین اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہون اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہین آپکی برکت سے اُنکا بھی ایسا ہی حال ہوجائے۔ آپنے فرمایا کہ جب ہم تمکو خلافت دینگے اور تم مسلمانون کی خیرخواہی کروگے تو انشاءاللہ تعالی اُسوقت اُن لوگون کا حال بھی اچھا ہوجائیگا۔ پھر آپنے مجھکو خلافت عطا کی اور بآواز بلند میرے لئے بہت دعا کی اور مجھکو امید ہے کہ وہ دعائین میرے حق مین قبول ہوئی ہونگی چنانچہ منجملہ اُن دعاؤن کے ایک دعائی قبولیت کا اثر مین ظاہر باہر دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام مین جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والون کو اسپر غالب نکریا۔ سو آجتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھپر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے مینے حضرت سے خیرخواہی مسلمانون کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکھا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو۔ اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہون اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہون تو اُسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تمکو کہین بھیجے اور وہان جانا خلاف شرع بھی نہو تو وہان جاکر اُسکا کام کرآئیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اُسکی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تمکو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُسکو تمہاری دوستی کا یقین ہوگیا تب اُسکو نصیحت کرو اُسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا پہلے اہل سُنت والجماعت کے عقائد اُسکو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاؤ۔ اور تنہائی مین اُسکے واسطے دعا بھی کرتے رہو

حضرت کا بغداد رو ہوکر مراقب ہونے سے منع فرمانا

خیرخواہی مسلمانون کا بیان

کہ اے اللہ اس شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کرے +

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ مین (یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپکے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے مین (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک بانتظار تخلیہ دالان مین ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لیجائین تو مین مولانا صاحب سے کچھ عرض کرون۔ اُسی ٹہلنے کی حالت مین مجھکو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندون کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نکرینگے

سید صاحب کی علو مرتبت کا بیان

یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضی خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہین کہ اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام مین سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جامع کہتا ہے کہ یہ بات تو مینے بہت لوگون سے سُنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے ملہم ہوا اُسوقت سے مولانا صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحب کے مین اُنکے ہاتھ پہ بیعت کرکے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا۔ مگر افسوس ہے کہ امید مولانا صاحب کی حاصل نہوئی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا تھا +

تین بینائیون کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہین اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے دینی کتابین اور کل موجودات کو دیکھتا ہے اس بینائی مین سب مسلمان اور کافر یکسان ہین۔ دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھون سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا او سمجھتا ہے اس دوسری بینائی والے کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دلکی بینائی ہے سو اس قلبی بینائی سے وہ محض حالات بزرگان دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آپنے فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہون مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہین اسواسطے راہ حق کی شناخت اُنکو ہرگز نہین ہے +

جانب الہ آباد کو سفر اول

صاحب مخزن لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ بریلی مین تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد اور اُسکے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے متواتر چلی آتی تھین آخر کار معیت ایک سو آدمیون کے آپ بریلی سے بجانب الہ آباد روانہ ہوے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کو ایک میل راہ چلنے نہین پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات ملحقہ سڑک کے جمع ہوکر بکمال عجز و انکساری آپکو اپنے گانون مین لیجا کر قریب تمام کے کل مسلمان مرد عورت او بچے آپکی بیعت سے مشرف ہوجاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہان رکھکر

دعوتین کیا کرتے تھے قصہ کوتاہ بریلی سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے تو ا مہینے کے عرصے مین آپ پہونچے
اسی سفر مین ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے ویران گانون مین جاکر فروکش ہوے جہان بمشکل تمام صرف
دو من کھچڑی میسر آئی مگر پھر پکانے کے واسطے کوئی بڑا برتن موجود نہ تھا تب دس بارہ گھڑے مٹی کے خریدکر
اُنمین وہ کھچڑی پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمین ڈالکر کھائی جائے
اسواسطے ایک کنوئے کے چونتّے اور من کو جو چونہ گچ کے تھے صاف اور پاک کراکے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور
سب لوگون نے وہان بیٹھکر کھایا۔ آپ داخلِ الہ آباد ہوے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد مین مقام
رہا وہان ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ اس عرصے مین بہت سے خطوط بطلب حضرت
کے بنارس سے پہونچے تب الہ آباد سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ سڑک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتے عشرے
کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہان جاکر مسجد معروف لب بیسر مین قیام ہوا اور قریب ایکماہ تک بنارس
مین مقیم رہے۔ اس عرصے مین قریب دس پندرہ ہزار آدمیون کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے اثنائے
قیام بنارس کے آپنے اپنے ہمراہیون کو تاکید سخت کردی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم
لوگ تاقیام اس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اُس تاریکی کو دور کردو۔
ایک ہفتہ آپکو بنارس مین پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ جو ہندوؤن کے گرو تھے
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے
تشریف لیجاوین آپکے ذکر اور فکر سے ایک فتنۂ عظیم ہارے دیوتاؤن اور اُنکے کرشمون مین واقع ہوگیا حضرت
نے بہت ملائمت سے اُنکو دعوت اسلام کی مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کرکے چلے گئے
اثنائے قیام بنارس مین دو تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نام
مدخولہ کپتان بروکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہ عورت حضرت کی بیعت سے
مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہوگئی اور باقی عمر یاد الہی مین صرف
کرکے مسلمان ہوکر مری۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہین کہ کچھ شہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی
آپکی بیعت سے مشرف ہوے تھے اُنہون نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم بہ قسم کے تھان آپکے نذر کئے
تھے آپنے اُن کپڑون کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کرکے فرمایا کہ ان دنیاداروں کے کپڑون
کو فروخت کرکے بعوض اُنکے رضائیون کے ابرے اور روئی اور گاڑھے اور گزی کے تھان انسانون کی
ضروریات کی چیزین منگوا کر حاجتمند بھائی بندون مین تقسیم کردو +
ایک فقیر شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام علی

نزول اجلال بنارس مین اور فیوض ہونا

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدو روز آپ اُسپر بیٹھ گئے اِسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا +

بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطان پور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام حسین خان ناظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزارہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے +

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلائے کلمۃ اللہ و انطفائے نائرۂ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رو ریائی اور روبہ دہودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھین اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حارج اور مانع تھے جہاد کیا جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو لوٹ آئے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلین اور بعد ادائے اس فرض کے سکھون سے جہاد شروع کرین - آپ نے اپنے دلمین ٹھانکر ارادہ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کردیے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب کو بھی اِسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا جب یہ اطلاع آپکے مریدون اور خلیفون کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جمع ہوگئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھکر بحضور سید صاحب کے روانہ کین +

اِن دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمؤ کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اِس دَور و سیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اِس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر رہکر فائدہ اخروی اُٹھایا کر - غرض آپ بریلی سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ سڑک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور پہونچگئے اور وہان سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - منجملہ بیعت کرنیوالون کے منڈرو صاحب فرنگی کی عورت بھی تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے ساتھ

روزتک دونون وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب وسامان ضروری کے آپکی نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ ہمنے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اِس مکان کی متوَلی ہوکر خدمت مسافرین اور خصوصاً مریدان اِس گروہ کی کرتی رہو- کانپور سے چلکر کوڑہ جہان آباد مین ہدایت کرتے ہوئے آپ مجھاون تشریف لیگئے اور وہان قاضی کی مسجد مین قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اُس قصبہ کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے- بوقت قیام قصبۂ مجھاون کے وہان ایک عجیب واردات ظہور مین آئی ایکروز حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز فجر کے مراقب بیٹھے ہوے آخر کار قریب چاشت کے آپنے مراقبے سے سر اُٹھاکر بآواز بلند تکبیر کہہ کر شکر نعماء الٰہی بکمال خشوع وخضوع گریان وخندان کرنا شروع کیا بعد حمد وثنا کے آپ سجدے مین گرپڑے اور سجدے سے سر اُٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت دی ہے کہ اسوقت تجھکو اور تیرے کُل ہمراہیون کو مینے بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اُس ہاتھ نے اِس مسجد کو جنت الماوٰی مین لیجاکر داخل کردیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اس مسجد مین جسقدر آدمی موجود ہین اُن سبکے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی کا تصور کرو- وہان سے چلکر آپ کلھوہ پہونچے اور وہانکے لوگون کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتح پور تشریف لیگئے اس بستی مین جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبے سے سر اُٹھاکر فرمایا کہ خداوند تعالٰی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیا و مقبولین سلف سے مجھکو ممتاز کرکے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھکر اپنی رضامندی اور انعام سے سرفراز کرونگا (اِس بشارت مین آپکے خلیفون اور خلیفون کے خلیفون کی بیعت بھی شامل ہے) اُسوقت مینے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم ورحیم میرے اباواجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف کرتا کہ وہ بھی اس وعدۂ مغفرت مین شریک ہوجائین- کئی روزتک اس آخری دعا کی قبولیت مین توقف رہا- اِس عرصے مین سید صاحب وطن مین واپس پہونچگئے وطن مین پہونچکر اس دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم ورحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے اباواجداد کی طرف سے وکیل کرکے انکی طرف سے اُس سے بیعت لیلے- بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے اباواجداد کی طرف سے وکیل کرکے وکالتاً اپنے کُل بزرگون کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی- اِس سفر سے واپس آکر ایک مہینے تک آپ بریلی مین مقیم ہے- اِس عرصہ مین حاجیون کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع ہوے اور قریب ڈھائی سومرد عورتون کے اطراف دہلی سے بہ ارادہ حج پہونچگئے اور قریب ایکسو آدمیون

قصبہ مجھاون کی واردات عجیب

کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے اور قریب چالیس آدمیوں کے آپکے خویش و اقارب تھے غرض قریب چار سو آدمیوں کے آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے۔ جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپکے مکان نو تیار شدہ کی روح بہیئتِ انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی مین بہت رنج و ملال ظاہر کرکے ایک دوسری مخلوق الٰہی سے جو وہان حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقا و نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا یہ کہکر ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ و زاری کا سید صاحب بھی ہو گیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت سید صاحب کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا افضل و کرم ہے اور یہ اُلفت اِس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میرے ہزار ہا آدمی اپنے اپنے مکانات کو چھوڑ کر چلے جاتے ہین کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہین کرتا سو اِلٰہی رب تو ہی اپنے فضل سے اِس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو بھی ہم جنت مین داخل کرینگے یہ خطاب اُس روح مکان نے خود بھی سنا اور مینے بھی بہ تعمیل حکم الٰہی اُسکو یہ بات سُنا دی تب اُس مکان نے خوش و خورم ہو کر تسلی پائی اور خوش ہو گیا۔

یکم شوال ۱۲۴۱ہجری یعنی بروزِ عید الفطر بعد ادائے نمازِ عید مع چار سو مرد و عورت اور بچون کے بارادۂ حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے۔ روزِ روانگی آپکے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپیہ کے موجود تھے اُنمین سے بھی آپ فقیرون اور مسکینون اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔ اُس روز بقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ مین ڈیرہ ہوا وہان جا کر جو کل اہل قافلہ کی شمار کی گئی تو کل چار سو سات آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اسی جگہ آپنے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے اُنھون نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ اسوقت میرے پاس موجود ہین تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپیون سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہین چل سکتا بہتر ہے کہ ان روپیون کو بھی ان فقراء بریلی کو جو اسوقت حاضر ہین دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسیوقت تقسیم کر دیا۔ اِس سارے قافلہ کا کُل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اسوقت سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہین تھا مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ ذرا بھی نہ گھبرائے مگر ہان ہم جیسے بے صبرون نے جب آپکی بے خرچی اور اس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے اُسوقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھئے یہ ناؤ کیسے پار ہو سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی آتار کر یہ دعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے اپنی اسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کر دیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بسبب خیر و خوبی

کے ساتھ انکی زاد راہ اپنے خزانۂ غیب سے مہیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو منزل مقصود تک پہونچاوے
یہ دعا کر نیکے بعد منزل اول باغ سے کوچ کر کے آپ دلمؤ کو روانہ ہوے - موسم برسات کا تھا ہر نالا و تالاب اور
سڑک پانی سے پُر تھی جب دلمؤ بقدر دو میل کے رہگیا تو ایک باغ مین بر سر راہ آپ آرام کر نیکو ٹھیر گئے تھوڑی
دیر وہان پہونچے ہوے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس ۴۰ پچاس ۵۰ پیادہ آدمیون کے دلمؤ کی طرف
چلے آتے ہین تھوڑی دیر مین وہ لوگ وہان پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت مین جا حاضر ہوے اور بعد مصافحہ
اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہان حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اول اُنہون نے
بیعت کی پھر ایک نے اُنمین سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہین مین بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے مینے جس
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا
سو آج جب مین کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور مین حاضر ہے
تیاری دعوت سے مجھکو منع کیا اور کہا کہ آج مین دعوت کرونگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگون نے ہم دونو کو حضور کی خدمت مین بھیجدیا ہے اب آپ جسکو حکم دین وہ آج
اول دعوت کرے سید صاحب نے دونو بھائیون کو آپسمین رضامند کر کے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے - جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ
اُس باغ سے روانہ ہو کر بوقت شام داخل قصبۂ دلمؤ ہوے اُس رات کو ہزارہا مرد و عورت بیعت سے مشرف
ہوے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ مین مہمان رہے نوین روز پانسو روپیہ پر کشتیان کرایہ کر کے اور سو روپیہ
بطور معانہ ملاحون کو دیکر وہانسے آگے کو روانہ ہوے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبۂ دلمؤ
سے بلا طلب جمع ہو گیا + **جسوقت** کشتیون پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا فلانی کشتی جسپر
سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا مین غرق ہو جاویگی اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری
کے لیے تجویز ہوئی تھی آپنے شان الٰہی معلوم کر کے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمین آپ سوار ہو گئے
اور اپنی سواری والی کشتی مین اسباب لدوا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غربا کا اسباب تو ضائع نہو گا مجھکو لیکر
ڈوبے تو ڈوبے اسکی مجھکو کچھ پروا نہین ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی مین آپ سوار ہو گئے تو پھر آپکو غیب
سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبائی نجائیگی تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہو گئے +

**ابھی** آپ کشتی پر سوار نہوے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھدمہ جو بمقام دلمؤ آپکے استقبال کو
آئے ہوے تھے متظہر ہوے کہ آوازۂ تشریف آوری حضور کا سنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھدمہ
میرا مکان یہانسے قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر

وہانتک قدم رنجہ فرمائین تو عین بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ منظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دھمہ کے پہونچ گئے
قریب پہر رات گئے شیخ منظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیون کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہانسے اُٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کفاہ
کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیون کو اپنی طرف بلا رہے تھے حسب ایماء سید القافلہ
کشتیان کنارہ پر پہونچین تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیون مین چڑھ آئے اور حضرت سے مصافحہ معانقہ
کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور سے
بیعت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی مین جمع ہین اگر دو تین روز یہان قیام فرمائین
تو عین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیون سے اُتر پڑے شام کو
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اُس بستی مین بہت سے چبوترے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے
تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگون نے اُسی شب تاریک مین پھاوڑہ اور بیلچے
اپنے گھرون سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔ اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے
وغیرہ اُنکے گھرون مین موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا۔
دوسرے دن قریب شام کے اُس گانو سے رخصت ہوکر کشتیون پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگون نے عرض کیا کہ یہان سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ مین کیچڑ پانی اسقدر
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہین ہو سکتا۔ اُس رات سارے قافلے مین مع
عورتون اور بچون کے فاقہ کا سامان تھا۔ ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہو چکی اُسوقت
دیدبانون نے عرض کیا کہ فاصلہ دور و دراز سے دو تین مشعلین اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہین آتے آتے
جب وہ مشعلین کنارہ کے نزدیک پہونچین تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیون
مین رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہان ہین۔ جب حضرت نے
کشتی مین سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی مین آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے مینے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج اُنہون نے مجھکو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلہ کے تیار کرکے لایا ہون

براہِ بندہ نوازی اِسکو قبول فرمائین - حضرت نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنون مین لیکر
قافلے مین تقسیم کردو - قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور مین حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیون
کے واپس چلا گیا - وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب
سے وہان وہ سکونت رکھتا تھا - اور دراصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکا رہنے نہ دیا
اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہان سے کھانا پہونچوا دیا - وہان سے چلکر
رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اُس گھاٹ پر شیخ **حسن علی** جو ایک مریدانِ خاص حضرت سے تھے پہلے
سے منتظر کھڑے تھے اُنہون نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کرکے چوتھے روز آپ بھی مع اہل عیال
خود بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہوگئے اُسدن ایک زمیندار موضع دجلینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا
سامان لایا پانچوین روز وہانسے لنگر اُٹھاکر بربوا گھاٹ پر شہر الہ آباد مین لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و
بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری مین جو برلب دریا تھی فروکش ہوا
الہ آباد مین پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب ایکہزار روپیہ روزانہ دعوت
قافلہ پر خرچ کرکے عمدہ عمدہ کھانے پکواکر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا ساکنین الہ آباد
کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے - الہ آباد تک پہونچنے مین تعداد مردمانِ قافلہ کی سات سَو
ہوگئی تھی - شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ صد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور
ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت دارون کے واسطے دس دس روپے
نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپے نقد نذر کئے - یہان الہ آباد مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت
سے مشرف ہوئی - شاہ اجمل صاحب کے تکیہ والے مشہور مشائخون مین سے بہت لوگ آپکے مرید ہوے -
دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہوکر مرزا پور مین لنگر ڈالا گیا وہان شیخ **عبداللطیف** صاحب سوداگر نے
ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپے نقد حضرت کو نذر کئے اور خود بھی
بارادۂ حج شریک قافلہ ہوگئے - یہان بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزا
پور سے روانہ ہوکر دو تین روز چنار گڈھ مین قیام رہا اور وہانسے چلکر داخل شہر بنارس ہوے - چونکہ اس شہر مین
آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ
تک بنارس مین قیام کیا گیا دو نو وقت سارے قافلہ کی دعوتین ہوتی تھین **حیات النسا بیگم** اور شاہزادگان
خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپکے مریدون مین تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اس شہر مین ہوئی
اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سواے مردمانِ قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اُسی گوشت کو

الہ آباد مین شیخ غلام علیصاحب رئیس الہ آباد کی دعوت

تین روز تک کھاتے رہے ۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جنہے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ
فتح الرحمن مولوی وحید الدین پھلتی سے بمقام دہلی پڑھا تھا اور دہلی کے بازار دریبہ مین عطاری کی دوکان
کرتا تھا اسوقت شہر بنارس مین موجود تھا - مولوی وحید الدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحب
کے ساتھ تھے آکر ملا - عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اُس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش
مین تھے اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے - اُسنے کہا کہ حضرت کی خدمت
مین چلنے کا تو مضائقہ نہین مگر جب تک میری تسلی نہو گی کسیکا مرید نہو نگا - مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا
کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہو گی - اُسنے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم مجھکو اجازت ندیوین مین بیعت
نکرونگا - مولوی وحید الدین صاحب اِس بات سے لاجواب ہوکر بعد ملاقات اپنے ڈیرے کو چلے آئے اور سید
صاحب کی خدمت میں یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہین آدمی کو ایسے امور
مین خوب تحقیقات کر لینی چاہئے - پھر آپنے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھکر مولوی وحید الدین کو دیا اور
فرمایا کہ یہ لیجا کر اُنکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سورہو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
ہو گی اُسوقت حضرت سے اجازت ملے یا حضرت ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لیوے غرض مولوی وحید الدین
صاحب نے وہ درود اُسکو پہونچا کر حسب ایماء حضرت کے سمجھا دیا کہ وہ اُس رات کو درود پڑھکر سورہے -
اُس شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو زیارت نصیب ہوئی تب اُسنے حضرت سے پوچھا کہ حضرت سید احمد
آپکے فرزند ہین آپنے فرمایا کہ ہان وہ میرا فرزند ہے - پھر اُسنے عرض کیا کہ کیا اُنکے ہاتھ پر بیعت کرون آپنے
فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے - جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے
اُسکی آنکھ کھلی تو اُسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا
بیان کرکے حضرت سے بیعت کرنیکا خواہان ہوا - فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحب اُسکو
حضرت کے حضور مین لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا - ایک روز سید صاحب نے اُسکو فرمایا کہ بھائی حافظ
اکرام الدین ہمنے تمکو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت
یہ کام مجھسے کیسے ہو گا مین تو عالم نہین ہون دو ایک کتابین مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ
ہوا دیکھین تھین سو وہ بھی بھول بھلا گئین پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اگر تمکو علم نہین ہے تو کیا ہوا تم
وعظ کہنا شروع کرو اُسنے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہین پھر آپنے فرمایا کہ خداوند
تعالیٰ تمکو علم بھی عطا کریگا تب اُسنے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کرین - اُسوقت آپ دعا کرنے پر

مستعد ہوگئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ مین بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو آپنے دعا کے
واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا تو نے پانی جاری کیا
پتھر سے ناقہ نکالا آدم علیہ السلام کو بے ماباپ کے بنایا۔ اور عیسٰی علیہ السلام کو بے باپ
کے پیدا کیا اور ہمارے نبی اُمی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا باسوائے اللہ اپنے نبی اُمی کی برکت
سے اس شخص کو علم ظاہر اور باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ مینے اور سب بھائی مسلمانون نے تمہارے
واسطے دعا کی ہے اسواسطے امید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا۔ اب تم
وعظ کہنا شروع کردو۔ اِس دُعا کے ساتھ اُسکی شرح صدر غیب سے ہوگئی تب اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اور
ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اُسکا وعظ سنتا تھا حیران ہوجاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی
مین جاکر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی توکسیکو یقین نہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود
دہلی مین آئے اور جامع مسجد مین وعظ کہا ...... تمام شہر مین اُنکے وعظ کا چرچا پھیلا لوگ کہتے تھے کہ
بعد مولوی محمد اسمٰعیل شہید کے ہمنے ایسا وعظ کسیکا نہین سُنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق
صاحب نے اس خبر کو سچ نہین جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوے اور چند سوال بھی
سوچ کر لائے تھے کہ اُنسے دریافت کرینگے۔ جب اُنہون نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور
عجائبات اور نکات قرآنی کا بیان کرنے لگے اور طرفہ یہ کہ جو سوال دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان
کرکے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے۔ اُن دونو فاضلون نے بعد وعظ کے اُنسے معانقہ کیا اور کہا کہ
بھائی تمہارا یہ علم ببرکت حضرت سید صاحب وہبی ہے کسبی نہین ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم
کا حال تفسیر سورہ فاتحہ سے جو اُنہون نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ بنارس سے اب بعد ایکماہ کے قافلہ کا کوچ ہوا
غازی پور اور دانیہ مین ایک دو مقام کرکے دانا پور پہونچے۔ دانا پور کے لوگ حضرت کی بہت مشتاق تھے اور بنارس
تک آپکی پیشوائی کو آئے تھے اسلیے یہان ایک ہفتہ تک قیام رہا۔ اِس ہفتہ مین مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور
مولوی عبدالحی صاحب روزانہ جابجا وعظ کیا کرتے تھے اُنکے وعظ کی تاثیر سے ہزار ہا خلقت شرک و بدعات سے
تائب ہوکر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے بہت سی کسبیان اپنے پیشۂ زناکاری سے تائب ہوکر
لوگون کے نکاحون مین داخل ہوگئین۔ بعد ایک ہفتہ کے یہان سے روانہ ہوکر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے
ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر مین قیام رہا ہزار ہا خلقت اِس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب
ہوکر آپکی بیعت مین داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول
خلیفہ جنسے لکھوکہا خلقت کو آپکے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے اِس شہر کے لوگ اپنی اولوالعزمی

اور جان نثاری مین آپکے سارے مریدون پر سبقت لیگئے اِس شہر کا خاندان صادق پور آپکے کل تابعین کا پیشرو سمجھا گیا ہے۔ پٹنہ سے روانہ ہوکر مونگیر اور بھاگلپور مین ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ مرشدآباد پہونچے۔ مرشدآباد مین چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا ہے ایک فرد بشر بھی ساکنانِ شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہین آیا۔ یہانسے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایکہفتہ ہوگلی مین مقام رہا۔ یہانسے روانہ ہوکر مقام شام پور مین داخل ہوے یہان سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی جنکو آپنے یہان خلافت بھی دی بھی اور بہت سے آدمی اِس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے۔ یہان سے روانہ ہوکر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لیئے کشتیان ٹھرائی گئین اُسوقت منشی امین الدین صاحب وکیل سرکار رجوڑ وسلائے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت شریف مین حاضر ہوے۔ اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اِس خاکسار کے غریب خانہ مین رونق افروز رہین اور جو نان و نمک میسر ہو قبول فرماتے رہین حضرت نے اُنکی درخواست کو قبول کرلیا۔ اُسکے تھوڑی دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہان پہونچے اور حضرت کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کرلیا تھا اِسواسطے آنکی درخواست کو منظور نفرمایا۔ بعد نماز مغرب کے اول حضرت بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لیگئے اور پھر منشی صاحب نے ہر قسم کی سواریان بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان مین پہونچادیا*

ایک عمدہ باغ مین قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پُر تکلف کھانا منشی صاحب کے یہان سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہوکر کھایا۔ صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے خریدکر ہر ایک کو تقسیم کردیے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوادیے۔ لیکن اُس تاریخ سے سید صاحب کو اِس مکان مین اُتارکر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوے پھر آکر اُنھون نے کبھی مونہہ نہین دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُنکے یہان سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہروقت خدمت کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینے گذر گیا اور یہان حضرت کو بھی بارے کثرت بیعت کرنیوالونکے ذرا بھی فرصت نہوئی جو اُنکے پرسانحال ہوتے ایکروز شام کو خود بخود مولوی عبد الحی صاحب واسطے استفسارِ حال منشی صاحب کے اُنکی جاے سکونت پر تشریف لیگئے منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم کی ممنوعاتِ شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب و باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے بعد مزاج پرسی اُس اسبابِ ممنوعہ کی بُرائی اور خوفِ مواخذہ الٰہی اور دنیاے دلفریب کی ناپائیداری بہت

خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہوں نے اُسی وقت ہزار ہا روپے کا اسباب شراب خواری کا اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُسکے گلوانے کا حکم دیدیا۔ اُسکے بعد مولوی صاحب نے سبب عدم حاضری بحضور سید صاحب اُنسے پوچھا اُسوقت منشی صاحب نے بہت شرم و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہون اور بالمشافہ آپ سے اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہون یہ میرا رفیق آپسے عرض کریگا اُس رفیق کو مولوی صاحب نے تنہائی مین لیجا کر پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک کسبی نہایت حسینہ جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے مالدار آدمی اُسکے شیدا ہین منجملہ اُنکے ایک منشی صاحب بھی اُسکے عاشق زار ہین مگر وہ غارتگر ایمان ہفتے مین صرف ایکبار یہان شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہین مگر وہ کمبخت راضی نہین ہوتی اب منشی صاحب سخت مخمصہ مین پڑے ہین اگر سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہون تو وہان بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبہ محبت کے اُنکی جان نہین رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سنکر سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور موبمو سارا حال آپکے گوش گذار کر دیا حضرت نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ مین سچی توبہ کرینگے تو خداوند تعالیٰ اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سنا دی۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنیکا تھا مولوی وحید الدین صاحب کی موجودگی ہی مین مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی بہت محجوب ہوے۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہان سے تشریف لائے مولوی صاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہون۔ اِس عرصہ مین سید صاحب کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقون کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے۔ منشی صاحب نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ مین داخل کرکے دروازہ بند کردیا اور آپ استقبال کرکے سید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جسمین وہ کسبی بند تھی حضرت بیٹھ گئے۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بنے بیٹھے تھے۔ مولوی وحید الدین صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور مین طبیب حاذق کے حاضر ہے۔ اب طبیب کی التفات چاہیے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعماء الٰہی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر اِن سب چیزون کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

منشی امین الدین صاحب کا مع [illegible] کے بیعت ہونا

آپ ہی کا حال اور قبر اور عالم حشر کی بیکسی آنکھون کے سامنے تصویر کرکے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس
بیہوش ہو گئے اور وہ کسبی بھی جو ہر ہر لفظ وعظ کا سُن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے
لگی اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دھاڑین مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال
ناصنب سے توبہ کرکے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی۔ اُس کسبی
نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کرکے عرض کیا کہ جس ادنی اعلی سے حضور
چاہین اس لونڈی کا نکاح کردین تب حضرت نے اُس مجلس مین منشی جی سے اُسکا نکاح کردیا۔ بعد اس
بیعت کے یہ دونو میان بیوی بڑے صالح اور متقی ہوئے مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسرے طور پر اس
قصہ کو بیان کیا ہے اگرچہ ماحصل دونو قصون کا ایک ہی ہے - کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے
کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ مین شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت مین عرض
کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو مین ایسا عادی ہون کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہین سکتا مین اور
سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہون مگر شراب کو چھوڑ نہین سکتا آپنے فرمایا کیا مضائقہ
ہے مگر ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اس شرط کو منظور کرکے اور سب منہیات شرعی
سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اپنے گھر مین جاکر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر
سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ مین دھالکر شراب لے آیا جونہین پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک لیگیا
تو دیکھا کہ دانتون مین انگلی دبائے ہوئے سامنے سید صاحب کھڑے ہین فورًا پیالہ شراب کا ہاتھ
سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہوگیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہان نہین ہین سمجھا کہ شاید مجھکو
وہم ہوگیا تھا سید صاحب یہان کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر
شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے
کھڑے ہین اُسیوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہوکر حضرت حضرت کرکے اُس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہان
کوئی بھی نہین ہے تب مکان کے کل دروازون کو مقفل کراکے ایک کوٹھری مین گھسکر وہان شراب
طلب کی تو مونہہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی
پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈھا تو آپکا کچھ پتا نپایا آخر لاچار ہوکر پاخانہ مین جاکر شراب طلب
کی تو وہان بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُسنے شراب سے بھی توبہ کرکے سب شیشے اور ظروف
شراب نوشی کے توڑوا کر پھینکوا دیے +

صاحب ذکر جلی بروایت نثار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحریر

کرتے ہین کہ بعد عروج سید صاحب کے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے کُل مریدون اور شاگردون سے
کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سید صاحب سے ہوگا تم سب اُنہین کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ سنکر نثار علی
صاحب بھی آپکے ساتھ ہو گئے اور کلکتہ مین بھی آپکے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہین کہ بروقت قیام کلکتہ
کے ایکروز مولوی راشد صاحب جنہون نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی معظم حسین اور ایک
تیسرے عالم جنکا نام راوی یا صاحبِ ذکر علی کو یاد نہین رہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت مین سید
صاحب کے مکان پر آئے کہ اُسوقت سوائے سید صاحب و راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہان موجود نہ تھا۔ اور
بغرض امتحان علم و کمال سید صاحب کے اُس تنہائی مین سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپسے پوچھی اُسوقت اس سورہ
کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینون عالم سنکر دنگ ہو گئے اور اُسی وقت
آپکے دست مبارک پر بیعت کرکے ملاقات تنہائی اور سوءِ ظنی کی معذرت کرنے لگے +

حین قیامِ کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی حضرت مع مولانا
محمد اسمٰعیل اور دوسرے رفقائے کاملین کے وہان تشریف لیگئے ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبدالرحیم
عرف عبدالرحیم مغرور کا تھا اپنے تئین مثل اپنے استاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید
صاحب کے سامنے بیٹھکر انکار واجب الوجود جل شانہ و اعظم برہانہ و انکار نبی اُمی اور قرآن مجید کا زبان
عربی مین کرنے لگا سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشو و نما ملکِ ہند مین ہوا ہے اور کبھی یہان
عربی مین بات چیت کرنیکا اتفاق نہین ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ
زبان ہندی مین بات چیت کرو تاکہ مین اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھین اُسنے یہ بات
سنکر اور تھوڑی دیر توقف کرکے پھر زبانِ فارسی مین گفتگو شروع کی۔ اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی
بھی مین سمجھتا ہون اور تمہاری زباندانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہو گئی اور
چونکہ یہ سب تکلف ہے بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو مین گفتگو شروع کرو تب لاچار اُسنے اردو مین
برعایت قواعد منطقیہ و دلائلِ کلامیہ گفتگو شروع کی اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے خیال مین آیا کہ شاید
حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائینگے تب مین اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا
جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نفرما کر جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہین آپنے کلمات
عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے کسی نے
اُسکو نہین دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہین اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور
کہے کہ کمپنی تمکو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤن میرے ساتھ چلو تم اُس حکم کو قبول کروگے یا نہین اُسنے کہا

ایک شاہزادہ ٹیپو کا وجود واجب الوجود سے انکار کرنا اور قائل ہونا بسبب سید صاحب کے بیعت کرنا

ہان اُسی دم قبول کرونگا کیونکہ وہ حاکم ہے اور مین محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ تمنے نہ کبھی کمپنی کو دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُسنے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس وغیرہ کے دیکھکر یقین کر لینگے آپنے فرمایا کہ بہت کاریگر ایسے ہین کہ اس جیسے چپراس اور نشان جعلی تیار کردین پھر تمکو کیسے یقین ہوگا کہ یہ شخص دراصل مرسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤن چلے جاؤگے اُسنے کہا کہ وہ حاکم اور ہم محکوم ہین ہمکو اُسکا حکم بے چون وچرا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ کا ایمان ہے کہ اسمین خیال اپنی بے حرمتی کا بھی نہین کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئین محکوم کہتے ہو اور یہ قرآن کلام معجز نظام کہ جسکی شان مین اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا قرآن بنانا چاہین تو ہرگز مثل اُسکے نہین لاسکینگے اگرچہ اُسکے بنانے مین ایکدوسرے کا مددگار رہو اور حضرت رسالت پناہ بتائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہے شرف افزاء اس عالم کے ہوئے اسقدر کلام آپکی زبان مبارک سے سنکر وہ کافر بھونچکا سا رہگیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہین کہ ہم خواندہ نہین ہین یہ علم آپنے کہانسے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقۂ الحاد سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت مین حاضر کرنیکی کوشش کی گئی مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوے اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے دور دور بھاگتا پھرا۔

صاحب ذکر جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہین کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ مین ایک بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے مگر وہ ننانوے کے پھیر مین پڑا ہوا تھا اُسکو رات دن ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ راگ وغیرہ عیش وعشرت کی چیزون سے کیون منع کرتے ہین اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جسقدر سید صاحب ان چیزون سے منع کرتے ہین اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتون کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان مین ٹہل رہے تھے اُسوقت یکبیک آپنے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین دلال پر نازل ہوگیا جب شہر مین لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو کبھی کچھ ہوش آتا تھا تو یہی پکارا کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُنکے پاس لیچلو۔ جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت مین لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر جنون

کرآتا آخراسی حالت مین سب دھن دولت چھوڑ کر مرگیا اور ایک کروڑ پورا کرنیکی حسرت ساتھ ہی لیگیا

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہین کہ جو کوئی جس کرامت کے واسطے سید صاحب کو آزماتا تھا تو اللہ تعالی وہی کرامت آپکے ہاتھ سے ظاہر کراتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسیکے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پانو آپکی پشت کی جانب سے آئے تو بھی اللہ تعالی نے اُنکا آنا آپکو معلوم کرا دیا اور بلا مونہہ موڑے کے آپنے اُنکا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرض سلام علیک مین آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے +

وہی صاحب ذکر جلی زبانی جلیداللہ اور سید کرامت علی صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے اُس جگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا وہ پادری آپکو ٹہلتا ہوا دیکھکر آپکی خدمت مین حاضر ہوگیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان میں لیگیا اور وہان لیجاکر آپ سے عرض کیا کہ آپسے کچھ سنا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا سنوگے اُس شقی انسل نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی مین کچھ بیان فرمایئے آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتین اس خوبی سے آپ پرکھلین کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا وہ پادری سنکر دنگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے اس شخص سے بڑھکر کوئی دنیا مین ریاضی دان نہوگا +

شہر کلکتہ مین بیعت کرنے والونکی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیون کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیون کو اُس مجمع مین پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیون کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیونکا ایک کنارہ اپنے ہاتھ مین تھام کر کلمات بیعت کو بآواز بلند تلقین کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی- آپکے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتین وہانکے لوگون کے گھرون مین تھین اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر مین موجود تھے- شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کے واسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آڈر ہے پھر بلا حکم ہم اُسکو کیسے کرین اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہوگیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرادی جاتی بلکہ اِن دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے اور

اہل کے چودھری تعینات تھے ایسے لوگونکا نشان دیتے جاوین۔ ہر روز دس پندرہ ہندو بھی مسلمان ہوتے تھے اُنکا بھی ختنہ کرا کے ایک علیحدہ مکان مین اُنکو رکھا جاتا تھا اِس کثرت سے مختون آدمی اُس مکان مین جمع ہوگئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے اُنکی خدمت کے واسطے تعینات تھے تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح مین اسقدر کثرت آپکے مریدون کی ہوئی کہ جو کوئی آپ سے بیعت نکرتا تھا اُسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اسوجہ سے بایعین کی اور بھی کثرت ہوگئی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگون کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثل پروانہ گرویدہ ہوگئی۔ ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانین بند ہوگئیں ٹھیکہ داران شراب نے اسکی نالش بحضور حاکمان ضلع کرکے استعفا داخل کردیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہین آتا کسکے ہاتھ فروخت کرین۔ صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کرکے ٹھیکہ دارون سے کہا کہ بسبب تشریف آوری اس درویش باکمال کے یہ بلاتم پر نازل ہوئی ہے مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانین بدستور سابق جاری ہوجائینگی۔ اُنہون نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا یہانسے نجاویگا۔ اندنون مین اگرچہ سید صاحب کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانونکی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانے والے نہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی ببرکت قدم سید صاحب کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہوکر منون بچ رہتا تھا۔ سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلادیا بقول شاعر ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر بہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ + شیخ عبداللطیف صاحب سوداگر مرزاپور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار روپئے نقد کے بمقام کلکتہ سائلون کو دیے گئے ✤

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہین کہ شہر سلہٹ واقع بنگالہ مین ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمسر قارون رہتا تھا ایک رات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک بڑی لمبی سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اِس سیڑھی پر چڑھکر آسمان پر گیا ایک دروازے سے آسمان مین داخل ہوکر اُسنے ایک شخص خوشرو و خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ آداب تمام اُسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین حضرت آدم صفی اللہ باپ کل بنی آدم کا ہون (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتین کرنیکے وقت جو میری نگاہ بائین طرف کو جا پڑی تو دیکھا کہ وہان ایک دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب مینے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے
اور انگارے اچھل رہے ہین اور دھوئین کا دل بادل ہوکر سارے مکان کو گھیرے ہوے اُس مکان
کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے اور معذبین کی آہ و فریاد اور آہ و نالہ و
زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی مین بیہوش ہوکر گر پڑا تب اُس
کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہان سے اُٹھاکر دہنی طرف والے دروازہ پر لیجاؤ جب
مین وہان لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش وحواس درست کردیے تب مینے
آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازےکے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیون سے
بنے ہوے ہین درخت سبز اقسام اقسام کے میوون سے لدے ہوے اُنپر جانور چہچہہ کر رہے ہین
آب صافی کی نہرین نہایت لطافت اور خوبی سے جاری ہین یہ کیفیت دیکھکر میرے دلکو بہت سرور
ہوا تب مین نے اُس کرسی نشین کے پاس جاکر حال اُن متضاد مکانون کا پوچھا اُسنے فرمایا کہ یہ دہنی
طرف بہشت برین جائے سکونت مومنین موحدین کی ہے اور بائین طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار
کا ہے جو بتون اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور رسولون کے حکم کو نہین مانتے اور تو کہ زمرۂ کفار مشرکین سے
ہے اگر تو اسی کفر پر مرگیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا چونکہ ابھی تیری
موت نہین آئی تجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہوکر مومن
موحد ہوجائے اور بہشت برین کو جسکا تو ابھی نظارہ کرچکا ہے اپنا ٹھکانا کرلیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل
وتشریح دونون مکانون کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ در ہنولا ایک ہادی من اللہ سید احمد نام ارادۂ
حج بیت اللہ کلکتہ مین وارد ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جاکر اُسکے ہاتھ پر
کفر سے توبہ کرکے مومنین موحدین مین داخل ہوجا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اُسیوقت
بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ مین پہونچکر فوراً حضرت کی خدمت
شریف مین حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کرکے کفر سے توبہ کرکے مومنون
مین داخل ہوگیا حضرت نے حسب قاعدہ اُسکی ختنہ کراکر اول مختون خانہ مین داخل کرادیا اور بعد صحت
وہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا۔

انہیں دنون مین جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ مین ہو رہا تھا
انگریزون کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سُننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیون بخش صاحب
نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت مین درخواست بھیجی کہ ایکروز تکلیف فرماکر ہم مشتاقون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشے۔ حضرت نے مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید کو اُنکے پاس بھیجدیا اُسدن قریب دس ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سُننے کو جمع ہوے مولوی صاحب کے ساتھ فقط ایکدو رفیق اور حاجی جیون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیان بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہین فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہین لیتے +

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثناے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہین اُسکے جواب مین مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہین ہے اسوقت پنجاب کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جائے +

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبدالرحیم معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی اسکے ایسے ہی پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جائے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کچھ سوجھا ہے اسکے سوا اور کوئی شئے قابل عبادت و تعظیم نظر نہین آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویون کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل نتھا مولوی اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتۂ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا +

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہو گئی تب یہان سے

چلنے کی تیاریان ہونے لگین یہان سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور نول انکو پیشگی ادا کردیے
گئے - ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت نے تقسیم کرکے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ
مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہان سے خریدکر جہازون پر لادا گیا - جہاز موسوم
دریا بقی پر کہ جسکا ناخدا سید عبد الرحمن باشندہ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندہ سورت تھا حضرت
مع اپنے قرابت دارون کے سوار ہوئے جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازون کا اٹھا دیا گیا - دو رات دن
جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی مین رہے تیسرے دن کیلا گھپیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی مین پہونچے - یہان ایک
واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور مین آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے
حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور اور تکبر سے بولی کہ تونے اپنی جان سے سیر ہوکر ایسی جسارت کرکے میرے
اندر ہلاک ہونیکو کیون آیا ہے تو نہین جانتا کہ مین وہ سمندر ہون جسنے ایکدم مین فرعونیون کو ہلاک کردیا تھا اور
مین وہ ہون کہ ہزارون جہاز اور کشتیان ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہین اور مین وہ بحر محیط ہون کہ ساری
زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہون اگر مین چاہون تو ایکدم مین سارے ساکنان زمین کو غرق آب
کردون پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیون ہلاک کرنا
چاہتا ہے - سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سُنے تو اُسیوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر
سے کہدے کہ تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے - مین اور تو دونو غلامان غلام اُس جبار اور قہار کے ہین تو اللہ
سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار یہ کبر ومنی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے
تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہین تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے
پر بھی قادر نہین ہے جب حضرت کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سُنے جناب سمندر مثل حباب غائب
ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل بید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ مین تو
اُس قادر کریم کی مخلوقات مین سے ایک ادنی مخلوق ہون اور رات دن اُسکے خوف سے تھرتھراتا اور اُسکی
عظمت کے سامنے سر جھکائے رہتا ہون میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کرسکون یا کسیکو ایذا پہونچا سکون
مین پہلی بار فقط آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب مینے آپکو پختہ پایا تو اب مین واسطے اظہار اطاعت
کے حاضر ہوا ہون آپکا غلام فرمانبردار اور خیرخواہ ہون - اور یہ کہکر رخصت ہوا - جب جہاز سمندر مین پہونچے
تو مارے موجون کے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگون کو جمع کرکے بکمال تضرع وزاری واسطے حفظ
وامان جان ومال اہل قافلہ کے دعا کی - اور حاضرین آمین کہتے تھے - اُسوقت حضرت کے اوپر ایک ایسی حالت
اور رقت ہوئی تھی کہ اُس دعا کی قبولیت کی صدا ہر دو عـہ سوار سے نکلتی تھی ببرکت اس دعا کے اسی وقت ہوا موافق

عـہ دو سوار جہازون کی مراد ہین ۱۲ احمد علی سلمہ

پھر تلاطم اور موجون کا صدمہ کم ہوگیا اور جہاز مثل برق کے اُڑے چلے جانے لگے - جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو
چارون طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ تھا - جب خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرۂ لنکا
کے پہونچے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند پاسبانون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالی نے انکو
روسیاہ کرکے پس پا کردیا - جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہوگیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکر مین
حلوا تیار کرکے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم
کرادیا - یہانسے آگے چلکر بندر کالی کت اور مالابار اور جزیرۂ آرمینی اور سقوطرہ مین بقدر ضرورت توقف کرتے
ہوے دریائے ہند سے نکلکر بحر عرب مین جا پہونچے - تھوڑے دن جہاز بحر عرب مین چلکر عدن مین پہونچے
بعض معتبر راویون کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی مین ایک مرتبہ جہاز مین میٹھا پانی نہ رہا تھا - ناخدا جہاز
نے اسکی اطلاع حضرت سے کی اور حضرت اپنے مالک حقیقی سے دعا کرنے کو بیٹھ گئے عین حالت دعا مین
آپکو یہ الہام ہوا کہ اس مقام پر ہمنے سمندر کا پانی میٹھا کردیا ہے جسقدر چاہو جہاز مین بھر لو - حضرت نے مالکان
جہاز کو یہ بشارت سنادی اُنہون نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا - یہ پانی نہایت
صاف شفاف اور شیرین تھا - **عدن** مین پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب اور واقعۂ غریب ظہور مین آیا -
جب حضرت مع چند آدمیون کے ایک کشتی پر سوار ہوکر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت
فاصلہ پر ہے اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا - ہان کوئی
سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے - جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ
پر سے اُونٹ کرایہ پر مل سکتے ہین مگر اُس شدت طپش مین اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن
تھا اُسوقت سب ہمراہیون نے لاچار ہوکر حضرت کی توجہ چاہی آپنے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ رب العزت
اُسکو آپ پہونچا دیگا تم کچھ فکر نکرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ لے - ہمراہیون نے بموجب ارشاد
حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی عدد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند
اونٹ چلے آتے ہین اور بغیر بلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے - اور بلا عذر سب کو سوار کراکے شہر عدن مین
لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانیکے بعد وہ شتر مع شتربانون کے کہین غائب ہوگئے - واسطے دینے کرایہ کے ہرچند
اُنکو تلاش کیا مگر کہین اُنکا پتہ نملا لاچار ہوکر قاضی شہر کے پاس گئے کہ وہان کرایہ جمع کردین جب وہ شتربان آئیگا
قاضی صاحب اُسکو دیدینگے - جب قاضی شہر سے شتربان اور شترون کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ
اور صورت کا کوئی شتربان یہان رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر مین ہے وہ کوئی

مددضیبی تھی جو تمکو پہونچا کر چلی گئی اگر اس شدت طپش مین تمکو مددضیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہان ہلاک ہوجاتے اب ہم کرایہ تم سے لیکر کسکو دیوینگے۔ عدن مین پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحب جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر مین واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لیگئے اور تین روز عدن مین مقام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہان تین روز ہرقسم کا گوشت کھاکر سیر ہوگئے۔ بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہوکر سہ شبانہ روز مین مخا پہونچگئے۔ اس مقام پر پہونچکر سید عبدالرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی حضرت نے اُسکی درخواست کو منظور کرکے ایک مہینے تک مخا مین قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمین فروکش ہوئے۔ بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کرکے یہان سے آگے کو روانہ ہوے اور چار روز بندر مکلا مین قیام کرکے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہے پہونچے اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دین کہ وہ غسل کرکے احرام باندھے تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کرکے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر آپنے ساری جماعت کے سامنے بیٹھکر دونو ہاتھ بلند کرکے بہت دیر تک حمد و ثنا اُس رب الارباب کی کرکے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے دعا مانگی کہ اثر اُس دعا کا سامعین کے قلب پر حد سے زیادہ ہوا اُسکے بعد سجدے مین سر رکھکر بہت دیر تک سجدہ شکر کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھاکر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ اے یارو تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے یلملم سے چلکر تین چار روز مین جہاز جدہ مین داخل ہوے +

جدے مین جہاز سے اُترکر پانچ روز قیام رہا۔ جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے پانچوین روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹون پر سوار ہوکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور حُدَیبیہ مین پہونچکر سب یارون کو ساتھ لیکر دعا مین مشغول ہوے اور حُدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۱ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوے مسجد بیت الحرام کو دیکھکر ہر ایک آدمی اس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیان بندھ گئین کسی کو طاقت بات کرنیکی نرہی یہانتک کہ معلم اور مطوف وغیرہ جو وہان حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمنے اپنی ساری عمر مین ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہین دیکھا وہان پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کرکے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین ادا کی اور براہ باب الصفا حرم محترم سے باہر ہوکر درمیان صفا و مروہ مین جاکر تسبیح اور تکبیر کہتے ہوے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی اُسوقت حضرت نے بمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کراکے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کے ساتھ مسجد الحرام مین جاکر سب کے سب

بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ٭

اسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا بمجرد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلین اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کیئے کہ جنکی روشنی افق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا - رمضان المبارک کی راتون میں ہفتے مین دوبار سید صاحب دو دیع کا عمرہ ادا کرنیکے واسطے مسجد تنعیم تک کہ بقدر تین میل کے ہے جا کر وہان سے احرام باندھکر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اول فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی مُصلے پر پڑھکر اپنے مکان کو چلے آتے - بیسوین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام مین معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھکر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لائے - اور ماہ شوال و ذیقعدہ بھر مکہ معظمہ مین رہکر طواف خانۂ کعبہ کرتے رہے ٭

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے فیضیاب ہوئے - ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کے واسطے اپنا خلیفہ کر کے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی - اور شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بعبد الرسول جو اُستاد عبد اللہ سراج شیخ العلما کے تھے اور سید عقیل اور سید حمزہ تینون بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاء مکہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب مکہ معظمہ مین پہونچے تو ان بزرگون نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کر کے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینون بزرگون کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف مین شریک رہتے - کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگون پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہو کر سید صاحب کے ساتھ کیون طواف کرتے ہو تو اُنھون نے اُس ناسمجھ سائل سے کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشف باطن سے معلوم کر لیا ہے کہ اس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور جو لوگ اُس طواف مین آپکے ساتھ رہتے ہین اُنکا طواف بھی مقبول ہے اِس سبب سے ہم ہمیشہ اُنکے طواف مین ساتھ رہا کرتے ہین ٭

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحیٰ ۱۲۳۷ھ ہجری کا نظر آیا تو آٹھوین تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھکر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل مناسک حج پڑھ کر سُنایا اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیون کے حاضر تھے اُس دن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے گھرون کو مقفل کر کے اور بدّو لوگون کو بطور پاسبان تعینات کر کے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا مین جا کر شب باش ہوئے اور صبح کو بعد ادائے

نماز و یانسے عرفات کو روانہ ہوے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات مین حاضر ہوگیا بعد زوال
کے مسجد نمرہ مین ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیون نے اُس مسجد عالی شان مین جاکر نماز ظہر اور عصر کو جمع
کرکے پڑھا ۔ بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جاکر اور ایک سانڈنی پر سوار ہوکر خطبہ پڑھا اور دعا
کی اُسوقت دو تین آدمی بڑے بڑے رومالون سے اور چند آدمی نیزون سے لبیک کہنے کا اشارہ کرتے جاتے تھے
جب سب حاجی ایک ساتھ ملکر لبیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُسکی آواز پہونچتی تھی ۔
اُسوقت سید صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر واسطے دعا کے ہاتھ اُٹھاے ۔ اور واسطے تمامی حاضرین
اور غائبین اس گروہ کے کمال عجز او انکساری سے دعا کی اور اُس دعا مین بھی ایسی رقت ہوئی کہ سامعین اور
آمین گویون کے دلون پر اُسکی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے ۔ منجملہ اُن دعاؤن کے جو اُسوقت حضرت نے
مانگی تھی ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندون کے محض اپنے فضل
عمیم سے بے رو ریا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرماکر اس نعمت عظمی کا شریک کیا ہے سو تو ہم مین سے
کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب نفرمانا اور میدان قیامت مین تو ہی خاص اپنے نوازش کرنا ۔ سب حضور
اس بات پر متفق ہین کہ بوجۂ قبولیت اس دعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی
کے نہین ہوا اسواسطے امید قوی ہے کہ باقی دعائین بھی حضرت کی قبول ہوئی ہونگی +

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُترکر ندائے حج مبارک کی ہر کسیکو پہونچائی اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال
سرعت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہین اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ
واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ مین نماز مغرب اور عشا کو جمع کرکے پڑھا اور وہین سارے حاجیون نے راتکو آرام کیا
بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کرکے خطیب نے ایک خطبہ مین حمد و ثنا او نعت رسول اور احکامات قربانی
اور مناسک کو مشرح اور مفصل کرکے بیان کیا بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین
میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کرکے تین روز تک وہان شب باش
رہے ۔ چودھوین تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرت طواف اور صلوٰۃ اور ادائے عمرہ مین لگے رہے
اس عرصہ مین حضرت نے ایک خط بحضور پر نور جناب مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی کے مکۂ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر حج کا لُبّ لباب اور قابل دید ہے ۔ اس کتاب کے
ضمیمہ مین بہ نمبر ۱ وہ اصل خط درج ہے وہان ملاحظہ کرنا چاہیے +

چونکہ ابسید صاحب ایک کامل شخص اولاد علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی
کی یہان مکہ معظمہ مین ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام مین یہ خط شاہ صاحب کو پہونچا تو ۲۰ ماہ رجب المرجب کو

شاہ صاحب موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اسطرح پر دیکھا کہ ایک بڑا فراخ
و وسیع میدان ہے اُسمین سفید فرش مثل براق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اُس فرش پر
بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ شکلون والے لباس فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری کے
منتظر ہین شاہ عبد العزیز صاحب بھی حال تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کر کے اُسی فرش پر ایک جگہ بیٹھ گئے
تا تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جانب قبلہ سے نمایان ہو کر رونق افزا اُس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحب کے
روبرو چارزانو بیٹھ گئے اور مولانا ممدوح بپاس ادب آپکے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے حضرت امیر نے سوا ے شاہ
صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہین کیا شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور
اس موقع کو غنیمت جانکر چند سوال حسب ذیل عرض کئے **اوّل** یہ کہ چارون فقہا کے مذہب مین کونسا مذہب
آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ اُنمین کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہین ہے اور فرمایا کہ اُنمین کوئی مذہب بھی
میرے طور اور طریقے پر نہین ہے سب مین افراط و تفریط ہو گئی ہے **دوم** آپنے عرض کیا کہ اِن مشہور طرق اولیاء اللہ
مین کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اُنمین بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہین ہے ہر طریقے
مین کچھ کچھ چیزین نامرضی یا خلاف طور میرے لوگون نے ایجاد کر لی ہین اور اس وجہ سے سبکے سب ہمارے طور
اور طریقے سے بہت دور جا پڑے ہین کیونکہ ہمارے عہد مین صرف تین طور کے شغل حصول تقرب آلہی کے لئے
یعنی ذکر اور تلاوت قرآن اور نماز تھے - اب اِن لوگون نے صرف ذکر کو شغل مقرر کر لیا ہے اور تلاوت قرآن
اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقرب آلہی کے ہین شغل ہی نہین جانتے - پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو
بذریعہ چند طریقون کے انتساب اور توسل آپکی جناب مین حاصل ہے لیکن امیدوار ہون کہ بلا واسطہ حضور کے
دست مبارک پر بیعت کرون اُسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھ پھیلا کر انسے بیعت لی اُس بیعت سے بہت سے انوار مُنظم
کالالف شاہ صاحب کے باطن مین ہوا - اسکے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصًا قریش نے آپسے
جھگڑے کئے ہین اُسکی اصل کیا ہے اور اُنکے حق مین کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ
تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکر رنجی باہم ہو گئی تھی مگر نافہم لوگون نے اسکو بہت بڑھا لیا اور دور دور
لگئے - پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے کو سید اور آپکی اولاد سے سمجھتی ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ
وہ جھوٹے ہین میری اولاد سے ہرگز نہین ہین - پھر حضرت امیر نے فرمایا مینے سُنا ہے کسی شخص نے ایک کتاب
پشتو زبان مین تصنیف کی ہے اور اُسمین کلمات میری حقارت کے لکھے ہین تمکو اُسکی کچھ خبر ہے - شاہ صاحب
نے عرض کیا کہ مین نہ پشتو جانتا ہون اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہون مگر اسکی تحقیقات کر کے پھر عرض
کرونگا اسکے بعد اور چند باتین ہوئین جو شاہ صاحب کو یاد نہین - پھر حضرت امیر یکایک اُٹھکر جدھر سے تشریف

لائے تھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افزا ہو گئے - اور شاہ صاحب نے اس خواب کو تحریر کرا کے اصلی نقلین جا بجا ارسال کر دین تاکا امورِ مستفسرہ مین خلائق غور کر کے راہ اعتدال کی اختیار کرے اور افراط و تفریط سے باز آئے

یہان مکہ معظمہ مین انھین دنون مین بعد ادائے حج کے ایک اور عجیب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا - نواب وزیر الدولہ مرحوم اور صاحب مخزن باتفاق لکھتے ہین کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدۂ شریفہ بھی اس سفر مین اپنے بیٹے کے ساتھ تھین جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہو گئین - اُسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہ ہوئی تھین بلکہ آپکی بیعت کرنے سے اُنکو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھین کہ سید صاحب نے ہمارے گھر مین بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُنکے ہاتھ پر کیسی بیعت کرین حالانکہ ان مخدومہ کے شوہر مولوی عبد الغنی صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد اور عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے - مولانا شہید نے اُنکا وقت اخیر دیکھکر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنیکے واسطے بہت سمجھایا مگر اُنکو کچھ ایسی اٹک ہو گئی کہ اُنہون نے ہرگز قبول نکیا تب مجبور ہو کر مولانا خاموش ہو رہے اور بارگاہِ الٰہی مین اُنکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری والدہ کو کہ اب اُنکا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانین اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرین اور اس ہمیشہ ہٹ سے باز آئین - مولانا کا تیر دعا نشانہ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان محشر کو خواب مین دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہو رہی ہے نہ کہین سایہ ہے کہ جہان ذرا آرام کرین اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھائین - یہ مخدومہ بھی بحالت زار و نزار سایہ اور پانی کی تلاش مین ادھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھین ایسی حالت تباہ مین اُسوقت اُنہون نے دور سے دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ مین شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بانصیب لوگ ہین جو ایسے وقت مین زیر سایہ کھڑے ہوے بہار اُڑا رہے ہین اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی اُنمین داخل ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اس عیش و عشرت مین داخل ہونے پاؤ گی - یہہ خواب دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہو کر بیدار ہوئین اور اسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بلا کر یہ خواب اُنکو سنایا اور کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ غرض اسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور ان مخدومہ نے اپنے انکار پر معذرت کر کے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتوین روز ساتھ خاتمہ خیر کے راہی آخرت ہوئین - انا للہ و انا الیہ راجعون ٭

اب تیاری سفر مدینہ منورہ کی ہونے لگی ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ

کر لیے اور زادِ راہ ضروری ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینۂ منورہ کو روانہ ہوا عجیب ہے کہ حضرت ملکِ عرب مین پہنچے تھے وہان
زبانِ خاص و عام مین یہ مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سیدزادہ بڑا مالدار ملکِ ہندوستان سے آیا ہے اُسکے ساتھ سات
پچاس آدمیونکا قافلہ ہے اُنکا خرچ خوراک وغیرہ کُل اُسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اس گھات
مین تھے کہ مابین راہ مکہ اور مدینہ کے اُسکو لوٹینگے اور جملہ اقوام بدو اور قطاع الطریق مین مدت سے اس لوٹ کی
تیاریان ہو رہی تھین - یہ خبر سنکر بوقت روانگی مدینۂ منورہ کے حضرت نے بتوکل مولا اپنے ساتھ والون کو حکم دیدیا
تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لیجائے - اگر لٹیرے ہمپر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے
پاس موجود ہے اس راہ مین فدا کر دینگے - غرض مکہ معظمہ سے روانہ ہوکر اول منزل **وادی فاطمہ** مین ہوئی اس
وادی مین مرقد مبارک حضرت اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقون
کے واسطے زیارت کے وہان تشریف لیگئے - **صاحب** مخزن احمدی لکھتے ہین کہ ہمکو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ
انگور کے غیب سے عنایت ہو گئے - حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نہ تھی - دوسرا مقام **حجفہ** مین ہوا جہان
مابین اہل قافلہ اور شتربانون کے کچھ فساد ہوکر نوبت مار پیٹ کی بھی پہنچگئی تھی مگر حضرت نے فریقین مین صلح
و آشتی کرا کے رفع فساد کرا دیا اور نہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی + نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ محاذی
اُس پہاڑ کے پہنچا جہان سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنون کا رہتا ہے جو مدت دراز سے اس قافلہ
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا - یہان رات بھر ڈاکہ پڑنیکا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت
اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کر چکا تھا پھر یہان کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اسطرف مونھہ کرے
بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتون کا سردار اپنے بہت سے دوستون کو ساتھ لیکر حضرت
کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک مؤدب آپکے سامنے بیٹھا رہا - جب رخصت
ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کئے - اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہوکر سو رہا - وہان سے
چند منزل چلنے کے بعد وادی **صفرا** مین حضرت **شیخ عبد الرحیم** یمنی اور حضرت **ابو عبیدہ ابن الحارث ابن عم**
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غزوۂ بدر مین زخمی ہوکر اس مقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف
ہوئے - یہان ایک قیام بھی ہوا - یہان سے روانہ ہوکر ایک ایسی جگہ یہ مقام ہوا جہان سے مدینہ منورہ
فقط تین کوس رہجاتا ہے اُس روز **سید** صاحب کو کسیقدر بخار اور درد سر لاحق ہو گیا تھا ایسے نازک وقت
مین کہ سردار قافلہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے چارون طرف سے رہزنون نے اس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ
اور قتال شروع ہو اُسوقت سوار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو رئیس رہزنونکا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار
رہزنون سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس ساربانون نے اُس سے کہا کہ اس قافلہ پر

حملہ نکرو کیونکہ اس قافلہ مین سوائے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہین ہے اور وزیر احمد پاشا
نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تمکو
لوٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگون کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار
ہے - یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق وہین سے لوٹ گیا - اُس رات کو اثنائے راہ مین سید صاحب نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت بمعیت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت
خاتون قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آپکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ
نے حضرت سید صاحب کے سینۂ مبارک پر اپنا اپنا ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی بشارتین آپکو
دین - خیر اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ مین پہنچکر ایک مناخہ مین متصل عیدگاہ کے باہر
شہر کے مقام ہوا اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اُسیوقت مسجد نبوی مین
نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے - چند مکان
کرایہ لیکر ایک مکان مین حضرت مسکن گزین ہوئے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا - پچیس ۲۵ روز
تک وہان مکانات متبرکہ کی زیارت مین مصروف رہے اور اس عرصے مین بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی
بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینۂ طیبہ اور سراج
اولیا مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اسطرح
پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے
جب سید صاحب مدینہ منورہ مین رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب پھلتی جو بسبب
بیماری کے مع اپنے فرزند مولوی وحید الدین صاحب کے مکہ معظمہ مین رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال
کے روز سید عمر معروف بہ عبد الرسول نے جو اولیاء مکہ اور معتقدان سید صاحب سے تھے مولوی
وحید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالی کا شکر کرو کہ ببرکت بیعت سید صاحب کے تمہارے
والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا مین نے ملاء اعلی مین سُنا ہے - اور ادھر مدینۂ منورہ
مین بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج مولوی معین الدین
صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُنکا ذکر ملاء اعلی مین ہو رہا ہے - جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ مکہ معظمہ
مین آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے اُنکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اُسی دن اُنکا
انتقال ہوا تھا پچیس ۲۵ روز کے قیام کے بعد موسم سرما نے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی
کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر باینہمہ کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نتھا

۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۸ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا
اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہوجا کیونکہ تیرے
اہل قافلہ کو شدت سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری
شروع کردی اور تین روز میں سب سامان ضروری سفر کا مہیا کرکے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۸ہجری کو
مدینہ طیبہ سے کوچ کرکے ذوالحلیفہ میں پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلوں کے
بخیریت تمام مکہ معظمہ میں واپس آئے۔ جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید
صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم و صلوٰۃ اور عمرہ و طواف و اعتکاف میں مشغول ہوئے۔
جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوفہ کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ
روز بقیہ شوال میں اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کرکے یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب
اُس شہر مقدس سے بادل محزون جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ میں پہونچے۔
اس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز میں آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار
وغیرہ کو جو فائدہ پہونچا جسکا کسی قدر ذکر ہم اوپر بھی کرچکے ہیں۔ خاص مکہ معظمہ میں علاوہ اُن بزرگان
مذکورہ بالا کے شیخ مصطفےٰ امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوئے تھے مولوی عبدالحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کرکے
ان لوگوں کو دیا تھا شیخ محمد علی سندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی
جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبدالرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخاراجی مدرس مدینہ
منورہ اور ہزارہا عالم اور عامی جو اطراف و جوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور
اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک میں آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام آلٰہی کی بخوبی ہوسکے۔ اسیطرح جدہ
اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ میں ہزارہا خلقت نے آپ سے فیض پایا اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقائد
باطلہ سے تائب ہوکر راہ راست پر آگئے۔ جدہ میں وقت واپسی چھ روز قیام رہا اس عرصہ میں جہازوں
وغیرہ کا بندوبست کرکے ساتویں روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرکے
بعد مخا میں پہونچے بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا۔ بہت معتبر راویوں کا بیان ہے
کہ اس سفر میں بہت سے جنوں اور شاہ جنات کو مثل اپنے جدامجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
آپنے ہدایت کی اور لاکھوں جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیرالدولہ مرحوم اس قصہ
کو بہت مختصر کرکے اسطرح پر تحریر کرتے ہیں کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنوں کا اور ہزار جنات کا

آپکے سفر اور حضر مین آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اسکی گنجایش اس کتاب مین نہین ہے سے
ہر کسے را خداش ہادر دوست + جن وانسان ہمہ مسخر اوست + ان ایام مین موسم برسات کا اور سمندر بہت
گرم تھا۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہوکر جو ۱۸ روز مین بمبئی پہونچگئے جب جہاز اس سرعت
سے ایسے خراب موسم مین داخل بمبئی ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے ادھر
ایسے موسم مین کوئی جہاز اس سرعت سے نہین آیا۔ ساکنان بمبئی بھی مدت سے آپکی تشریف آوری کے
منتظر تھے مثل کلکتہ کے یہان بھی ہزار ہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ یہان آپکو زیادہ قیام
کرنا منظور نہ تھا اسواسطے علمار شہر بمبئی سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کرکے بمبئی سے پھر جہازون
پر سوار ہوکر بعد طے کرنے سفر ایک مہینے کے کلکتہ مین پہونچگئے۔ پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ کلکتہ مین مقام
رہا اور مثل سابق ہزار ہا خلقت اس دفعہ بھی آپسے فیضیاب ہوئی ایک شخص سید حمزہ نام جو برہما کے
ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ مین آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل
صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک مین جاکر ہزارون خلقت کو راہ راست پر لایا۔ بوقت واپسی جب
سید صاحب کلکتہ مین مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحب
کی طرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایکروز مولوی نعمت اشرف صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑکر انکو
سید صاحب کے پاس لے آئے سید صاحب اسوقت ایک دعوت مین کھانا کھارہے تھے سید صاحب نے
حسب عادت خود ان دونو مولویون کو السلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑکر فرمایا
کہ ہاتھ دھوکر شریک ہو جاؤ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب
ہوش مین آئے تو اپنے انکار سے توبہ کرکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور
مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے تمامی علوم خبیثہ یعنی منطق اور فلسفہ
جو مانع نزول انوار آلہی کے تھے میرے دل سے محو ہوکر ہدایت آلہی متوجہ میرے حال کی ہوگئی تھی۔ مولوی
راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحب
کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد نے وہ پیراہن اپنے دونون ہاتھون پر رکھکر بارگاہ
آلہی مین دعا کی کہ بہ برکت اس پیراہن کے میری دعا قبول کر اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر
ہو جائے چنانچہ یہ دعا اسی دم قبول ہوکر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اس عہدہ جلیلہ کی انکو
مرحمت ہوئی۔ بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیون پر سوار ہوکر براہ دریائے گنگ مثل سفر اول ہر ایک
شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت موقع قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم سنہ ۱۲۳۹ ہجری

کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوفہ مین بخیر و عافیت بنصنت فرما ہوئے چنانچہ ایک بزرگ نے آپکی واپسی کی تہنیت مین ایک قصیدہ کہا ہے جسکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہون

## قصیدہ

چھپگا اس نور سے پُر گنبد چرخ اخضر
جسکے لمعان سے ہے کند فرشتون کی نظر

نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت
نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر

جلوۂ طور کہون یا کہ شب قدر کا نور
یا ترقی پہ ہوئی روشنئی تازہ سحر

جسطرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے
عقل اول بھی جسے دیکھ کے ہو جا ششدر

آسمان پہ جو نظر کی تو ایسا ن فانوس
مشتعل روشنئ عرش سے تھا اُسکا گھر

کرکے مین غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا
تھی وہ خورشید سے بھی نور مین زیادہ انور

تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ
عرش پہ جسکی تجلی کا پہونچتا تھا اثر

شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالامال
عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر

کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو
حور جنت سے چلے آئے نکل کر باہر

اس ترقی پہ غرض دیکھ کے یہ خطۂ ہند
سجدۂ شکر ادا مین نے کیا خوش ہوکر

تھی عجب طرح کی دلکو میرے اُسدم فرحت
جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر

تھا نہ دل سے مین تفتیش سبب کے درپئے
کسکے انوار سے یارب ہے زمین رشک قمر

کسکا باعث ہے جو یون ملک مین ہے آبادی
کیا خوشی ہے کہ جو یون عیش و طرب ہے گھر گھر

شکل فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ
یارب اس بھید سے کچھ مجھکو بھی تو آگہ کر

یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف
گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر

اب تلک پہونچا نہین مژدۂ جان بخش تجھے
جس سے شادان ہین ملک خوش ہین ہر ایک جن و بشر

آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ
جسمین ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر

اُنکے انوار سے روشن ہے زمین تا بفلک
اُنکی ہمت سے ہوئی دین کو سنو زینت و فر

ہے ہر ایک شخص وہان آمر امر معروف
قامع بدعت و ناہی اصول منکر

ناہئ کفر ز دل قاتل کفار ز جان
قاطع رسم زبون تابع حکم داور

اُنمین ہر ایک ہے فرید اور وحید آوان
حافظ و عالم و عادل سخی و نیک نظر

ظاہر آراستہ بر ملت بیضائے نبی
باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

لہذا کاوش نہ کسی میں ہے نہ یا وکینہ — نہ حسد دل میں تکبر نہ کسی کے اندر

کیا کرون قافلہ سالار کا اُسکے میں بیان — جسکے اوصاف میں تحریر و بیان سے باہر

عادل و عالم و عابد شہ والا ہمت — اشجع و افصح و ابلغ سخی و نیک نظر

عاقل و فاضل و ساجد زکی و عالی طبع — زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر

ترک تجرید و توکل میں فرید دوران — حلم اور خلق دیانت میں وحید اکبر

معدن لطف و حیا مجمع جود و ہمت — مخزن عفت و الفت شرف نوع بشر

بحر جود و کرم گلشن عرفان نبی — مشعل راہ طریقت بحقیقت رہبر

صدق میں ثانی اثنین کی مانند قوی — جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمر

شرم میں حضرت عثمان سا جون بحر حیا — اور صف جنگ میں ہم طرز علی صفدر

طور اور طرز میں سب طینت اصحاب نبی — قاف ہے راہ شریعت میں ہے مستحکم تر [یعنی کوہ قاف ہے]

وعظ میں اُسکے یہ تاثیر کہ پڑھلین کلمہ — لات و عزی و منات اور ہبل بھی فرفر

سید صفدر و عالی نسب و زینت دین — زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور

سید احمد و عالی حسب و فخر زمان — رہبر راہ شریعت خلف پیغمبر

ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی — ہوتی اس عصر میں عصمت بھی اُسکے اندر

سینۂ صاف سے اُسکے ہے خجل آئینہ — نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر

حق میں گمراہوں کے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی — جوشش خون میں کرے کام نہ ایسا نشتر

ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ — لاکھ چلون سے بھی باطن میں نہوا تنا اثر

اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پہ دم — ہون طلا چھتنے میں کہسار کے سارے پتھر

خار کو ہاتھ لگاوے تو وہ ہو گلدستہ — رشک الماس ہو گر ہاتھ میں لیلے کنکر

رنگ میں گو کہ رہے سرخ بسان یاقوت — سرد ہو یخ کی طرح ہاتھ میں اُسکے اخگر

اُسکی نظروں سے گرے مشک تو ہو پشک کا کم — کوئلہ ہاتھ میں اُسکے ہو مثال عنبر

ناخدا جوئے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان — بحر ذخار طریقت کا حقیقی رہبر

علم کو اُسکے مگر علم لدنی کہئے — جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کیے مستحضر

آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور — پھر کے سر سبز ہوا خشک شریعت کا شجر

فیض سے تیرے نمازی ہوئی خلقت ہیانتک — پڑھے بار بھی ہذیان میں سورہ کوثر

جسطرف دیکھئے تعمیر مساجد ہوگی / ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر

آتی ہر سمت سے ہے بانگ مؤذن کی صدا / جسکو سنئے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر

اسقدر عصر مین تیرے ہوئی افراط نماز / لاکھون تیار ہوے ملک مین چھوٹے ممبر

قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی / ہند سے رسم بری اٹھ گئین صدہا یکسر

دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد / باندھی ہر شخص نے تہذیب ہدایت پہ کمر

تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب / تیری تنبیہ سے لاکھون ہوے فاسق اطہر

ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہین ہان باقی / جو کہ چھوٹی ڈھئی مسجد تھی بڑی صاف کھنڈر

مستحاضہ بھی نہا کرکے پڑھے پانچون وقت / عین سرما مین بھی آیا ہو کہین اسکے گر

بہت نہا دھو کے تہجد کے لیے ہے تیار / اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی ہم بستر

جو ملا تجھ سے ہوا راہ خدا مین مصروف / جو کہ اک تجھ سے جماعت سے ہوا وہ باہر

تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب / جسکو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر

نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہین ہے تجھ مین / دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کرکر

تجھ سے باطن کے قوانین ہوے ایسے درست / جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بناوے مسطر

منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کمیت / نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر

نہ ہدایہ مین وہ علت نہ وقایہ مین نشان / در مختار مین اسکا نہ سراجی مین اثر

(نام کتاب ۱۲ — نام کتاب در علم فرائض ۱۲)

نہ ہے سلم مین پتا اور نہ توضیح مین کچھ / خالی ہے فقہ کا اس علم سے سارا دفتر

(نام کتاب ۱۲ — نام کتاب)

کچھ نہین تیری شجاعت تو بیانکی محتاج / صاف چہرہ سے عیاں ہے تری شان حیدر

رستم و گیو تجھے دیکھ بروز ہیجا / ہو ذرہ ڈھیلی نکل جاے گلے سے بکتر

دیکھے اکوان بھی گر خواب مین تیری صورت / پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر

میش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی عون / شید جمشید کا ہو جون خط ناقص ابتر

تیری دہشت سے اٹھے گور مین نمرود کے دود / شدت خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر

ملے ہامان کو ہرگز نہ کہین جائے امان / کھینچے تو غصے سے گر قفل پہ اسکے خنجر

اسطرح توڑیگا تو حصن حصین کفار / جد امجد نے تیرے جو کہ اکھاڑا خیبر

زہرہ شیر ژیان خوف سے ہو جا پانی / کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اسپر

قاش لیمون کی طرح ملکے کرے افسردہ / اکڑے جسکا تو صف جنگ مین سرور مغفر

ہین در مسجد اقصی ترے طاق ابرو بد
کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر

ہے یقین دیکھے جو گر شب تجھے روز مصاف
گر پڑے اُلٹا ہی میدان مین کھا کر چکر

جب کرے لشکر کفار پہ تو عزم جہاد
نصرت و فتح ترے سر پہ ہو مانند چھتر

جو نہ کمبخت تری وعظ و نصیحت مانے
ہے بہائم سے بھی رتبہ مین وہ احمق کمتر

کافرون کا ہو ترے سامنے یون پتلا حال
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگین مچھر

خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر

فیض سے تیرے ہوا دم مین وحید دوران
جینے دروازہ پہ تیرے کیا اگر بستر

رکن دین مولوی عبد الحی و شاہ اسمٰعیل
فیض سے تیرے ہوے کاملون کے سر دفتر

تیری صحبت نے ملایک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر مین نظر آتے ہین ہمشکل بشر

حق مین کفارون کے ضیغم کی طرح ہے خونخوار
مؤمنون کے ہے وہ شفقت مین پدر سے بہتر

فخر ابنا زمان قبلۂ ارباب صفا
کعبۂ اہل یقین داد رس ہر مضطر

ذات سے تیری یتیمون کو بہت تقویت
زن بیوہ کے تو حق مین ہے سحاب ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نکرے عقد نکاح
کھولی یہ رسم زبون رحمت حق ہو تجھ پر

جسمین راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور
آبرو کا نہ اُنھین خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے اُسنے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے مین نہ کوئی کرے اُنسے بہتر

کیون منافق نہو صورت کو تری دیکھ کے غش
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپّر

حق تعالی کرے اقبال ترا روز افزون
ترے انصاف سے آباد ہون ساتون کشور

تجھپہ ہر لحظے بلاریب ہے امداد خدا
جلوہ گر ذات سے تیرے ہے عجائب منظر

چاہ بیزن مین گرے یا چہ بابل مین پڑے
کھاوے دشمن تیرا اسطور کی بدصعب ٹھوکر

مونہہ مین دشمن کے ترے قند ہو حنظل کا مزا
ہو محبون کے دہن مین ترے حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا +
مونہہ مین دشمن کے ترے ہووے نبات کنکر

یون کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور
فکر تاریخ مین جب نیچے کیا مین نے سر

اور گھر آنے کی تاریخ مین یہ بیت پڑھی
تہنیت دیکھے مجھے اور تبسم کر کر

حاجیان حرم کعبہ بہ آوان مجید
آئے حج کرکے بڑی دھوم سے اپنے گھر

ہو حسن بھی ترے الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیت باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ
مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی
صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ
کر دیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا
بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش
ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جبہ کی جگہ چست الخالق اور بجاے سر بند لباس ہوگیا
مین لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو انکو سخت
حیرت تھی - ان دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتیار یا گھوڑے ہوتے تھے - انہی دنون
مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے
اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے - اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا
ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو انہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا مین نذر کرکے سید صاحب
کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے - اسوقت
شہر و قصبہ و گانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ
ہوتا تھا - مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم آلہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح
نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین
اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی
سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ
ہوئی تھی ملک پنجاب مین وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوی عدالت دیوانی
مین دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر بہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکم ڈگری بحق
مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضی خانصاحب لکھتے مین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو انکی غیبت مین مراقبہ
وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے
ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نرہا تھا - رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج
پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی - ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھپ جاتے ہین تمکو چاہئے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہوکر سید صاحب کی تلاش مین کانپور تک گیا وہان جاکر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب جج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آپکی خدمت مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا - پس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وُہ خلجان فوراً جاتا رہا +

اسوقت تقریباً دو ہزار شمشیرزن آپکے پاس جمع ہوگئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو روانہ کردیا - مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد اور ہجرت پوری کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہوگئے تھے - اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے - اِن دنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا - راہ مین بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک مین پہونچے +

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ اِن ایام مین آپکے علم لدنی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے - ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے - اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کرلیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھون - آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو - اُسوقت بمجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) اِن دونو حدیثون مین توفیق کسطرح ہے - سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے - اور دُوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے - پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلرُّکْنُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے جیسے
ید اور وجہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات انہیں یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسکہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے) سو وہاں جانے
اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق سے
بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اسکا شوق دیکھ کر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
میں مشغول ہوتے ہیں تو انکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں +

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس ملک کے حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں
ہیں گھر کے گھر میں انسے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سیکڑوں کوس سفر کر کے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں
برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجائینگے تو ہمکو انسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور
تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم انکے ملک میں علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اسکو
سزا دینے کو تیار ہیں ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلا سبب گرا دیں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی +

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک روز

گھوڑے پر سوار ہوکر کہین کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت آپکا گذر ہندو گوالون کے محلے مین سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانون سے نکلکر بہ ارادۂ زیارت حضرت کے باہر کھڑے ہوگئے اُن لوگون کا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگون پر پڑگئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوے ۵ مصرع
درِ مسجد اقصیٰ تیری طاق ابرو + کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر +

**نواب** وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء الله تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جو کہ شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت و امانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمن بنجاوینگے +

سید **محمد یعقوب** آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بوقت روانگی مُلک خراسان آپ اپنی ہمشیر یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن مینے تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مُردہ سنت زندہ نہو لیگی الله رب العزت مجھکو نہین اُٹھائیگا اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے کہ **سید احمد** میرے روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزون کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو مار یگا +

**آپکے** سفرِ جہاد سے پہلے (غالبًا سفرِ حج مین) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھون پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل مُلک ہندوستان کے رشک افزائے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ ان متواتر وعدہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

**نواب** وزیر الدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب **سید صاحب** بہ ارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ ہوے تو اُسوقت ایک شخص **عبد الحمید خان** نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک مین بدمعاش اور شریر برادر شیطان کرکے مشہور تھا سواری مین چلتے وقت **سید صاحب** سے دوچار ہوگیا اُسوقت جو کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوے تو سید صاحب نے تبسمانہ اُسی حالت سواری مین ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونو نے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کرلی پس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونو بدمعاشون کا حال اُسی گھڑی بدلنے لگا

نظر کیمیا اثر سے ہندو گوالون کا مسلمان ہونا اور بیعت کرنا

عبد الحمید خان رسالدار بدمعاش کا [illegible]

اب وہی حمید خان سرگروہ اوباشان سرآمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی - طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجائے خندہ زنی گریان اور بجائے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جُہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماء اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑ کر ملک خراسان کو چلا گیا اور وہان مقابلۂ دُرّانیان داد شجاعت دیکر شہید ہوا +

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خُدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جس کسی ملک یا شہر مین ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعۂ قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعہ قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے - اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دستور ہمارا اس جماعہ قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون - اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹہیرے رہتے تھے اور پھر یک بیک چلدیتے تھے ؎ یک ذرہ نیست ہمچو منا اختیار ما + در دست دیگریست سکون و قرار ما +

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جارہے تھے اُسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا گہتے از کوے فلانے بمن آر + زار و بیمارمنم راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اِسکے معنی بھی جانتے ہو - اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اِسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے تب وہ اُسیوقت عشق الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہونچگیا

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہین کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنہون نے ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ساٹھ برس سے جو ہمنے پیسا تھا (یعنی پڑھا تھا) وُہ سب دلیا تھا اب سید صاحب کی بدولت کل پسیدہ ہوگیا - یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم اور فضل کے کہ اس دیار مین آپکا ثانی نہ تھا سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے - صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے ہین کہ جیسی شوکت اور منزلت خداتعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے بزرگون کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب کی ذات بابرکات مین جمع تھی ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے اور وہان سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہرون مین گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت و کرنال تھانیسر ۱۲۴۱ہجری مطابق ۱۸۲۵عیسوی مین بارادۂ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہو گئے +

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت مین پہنچے تو مین مرض گٹھیا مین مبتلا ہوکر بیدست و پا ہو رہا تھا اپنے بستر پر سے اُٹھ نہین سکتا تھا جب میرے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب سے دو چار ہو گیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اُٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل مین فوراً اُسی وقت اچھا ہو گیا گویا کبھی مریض ہی نہین ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہولیا اور بہت سے معرکون مین شریک جہاد رہا

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہین کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ مین دیکھکر کہہ سکتا ہون کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اُسوقت مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت مین کس فریق مین ہون آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہوگے چنانچہ بموجب اسی پیشین گوئی کے بایام غدر ۱۸۵۷عیسوی بعارضۂ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور وَالْمَبْطُوْنُ شَہِیْدٌ کی بشارت مین داخل ہوے +

## حصۂ دوم

مین آپکے سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کے شروع کرنے سے پہلے آپکی پُرزور تاثیرات کا سبب اور عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہان بیان کرتا ہون کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات کا یا پلٹ اور تاثیر مُنقلب ماہیت کو دیکھکر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے کس مدرسہ مین سیکھا ہوگا سوائے ناظرین باتمکین پر مخفی نرہے کہ اس علم کو علمِ لدُنّی کہتے ہین ظاہری تعلیم کو اسمین کچھ دخل نہین اسکا مُعلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے - مثل حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ اور اُنکے حواریین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور بہت سے انبیاءِ سابقین اُسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے

دنیا مین آچکے ہین جنہون نے لکھو کہا اور کروڑہا خلقت کے ابائی دین بت پرستی کو ایکدم مین چھوڑا کر موحد اور خدا پرست بنا دیا تھا۔ یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ مین یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خصوصاً علم حکمت (یعنی فلسفہ و منطق) سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ اُنکے دلائل منطقیہ طور پر نہین ہوتے۔ اس مدرسہ کے متعلمون کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلون کو چھید کر دار سے پار ہو جاتا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم یافتون کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دنیا کے لوگ اُنکو ساحر کہتے رہے ہین۔ ان بزرگون کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل و فعل تکلف اور تصنع سے خالی ہوتا ہے۔ انکے کلام مین اکثر سیدھی مثالین شامل ہوتی ہین جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہین ایثار یعنی ہمدردی اور خیر خواہی خلائق اُنکے رگ و پے مین سمائی ہوتی ہے۔ دُنیاء دلفریب سے بے رغبت کرنا اور محبت الٰہی لوگون کے دلون مین جانا اُنکا سب سے اول کام ہوتا ہے۔ سب مؤرخ اس بات پر متفق ہین کہ سید صاحب کی زبردست تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبان مبارک سے صرف یہ کلمہ سنا کہ "اللہ سے ڈرو" روتے روتے کلیجہ موُنہہ کو آجاتا تھا۔ بڑے بڑے بدکار اور فاسقون کی اُسیوقت کایا پلٹ ہو جاتی تھی۔ اسی زبردست تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور اشقیا (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپکے روبرو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہو کر گرویدہ ہو جائیگا ✦

مولوی عبدالاحد ابو سعد لکھتے ہین کہ حضرت **سید احمد** صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوے اور تیس لاکھ مسلمانون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت بذریعہ آپکے خلیفون اور خلیفون کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ مین توکروڑون آدمی آپکی بیعت مین داخل ہو کر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہو چکے ہین ✦

**جب** یہ مقدس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہین تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہو کر انسانون کے دلون مین داخل ہو جاتی ہے اُسوقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش مارتا ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو ترِ دل سے سنتا ہے اور ہمت اعمال شاقہ کی اُنکے دلون مین پیدا ہو جاتی ہے۔ اُنکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزارون عالم موجود ہوتے ہین مگر اپنے علمون کو مثل افسانہ کے سیکھ کر مثل بلبل ہزار داستان کی طرح سے چہکتے پھرتے ہین پھر وہی عالم ان بزرگون کی تشریف آوری کے وقت اپنے علمون کی اصل حقیقت سے آگاہ اور ہوشیار ہو کر عمل کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کر کے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہین اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مفاسد مکنونہ پر آگاہ ہو کر اصلاح نفس امارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مد نظر کر لیتے ہین اور نام و نشان اور حب جاہ کو اُسوقت پس پشت

پھینکدیتے ہین۔ اور ان مُقدسون کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبرون پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان
کرتے رہتے ہین مگر اثر انکا لوگون کے دلون پر جیسا چاہئے نہین ہوتا اور انکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہین سمجھتے
جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس و ناکس کے دلون مین ولولہ پیدا ہوتا ہے اسوقت ہر
آدمی اُنکے وعظ و نصیحت کو القاء سمع اور حضور دل سے سنتا ہے اور ہر محفل مین حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا
ہے صرف اشقیاء ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہین پھر اس انتشار برکت کو حدیث شریف مین
بلفظ امانت تعبیر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ
الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْكِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ (تحقیق امانت یعنی برکت لوگون کے تہ دل مین
اُترتی ہے اُسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہین اسیطرح وقت تشریف آوری سید
صاحب کے بھی وہ برکت مصرحۂ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہید کو تقویت الایمان وغیرہ کتابون
لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب و سنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلون پر
بمراتب چلا آتا ہے اور بعض دل اُس سے خالی ہوتے جاتے ہین ؛

سید صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھین جنسے عالم و
جاہل دونو برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت
پیدا کرنا توحید اور اتباع سنت پر قائم ہونا۔ شرک و بدعت سے بچنا شکر و توکل و تقویٰ مین کامل ہونا۔ آپکی
تعلیمات کا خلاصہ اور لُب لباب ہے۔ تنبیہ الغافلین مین آپ فرماتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین
عموماً اور جن لوگون نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفون کے ہاتھ پر اس سلسلہ مین بیعت کی ہے خصوصاً میری
یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دنیا کی حقیقت کو سمجھکر اسکے گرد نہ پھٹکین اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دل
مین جگہ نہ دین اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال مین مقدم رکھین اور یہ بھی جان لین کہ اللہ تعالیٰ کی
محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو (یعنی
سوائے خدا کے کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہین ہے) سمجھکر یہ اعتقاد رکھین کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مُرادین
وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اُسکے ہاتھ مین ہے سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف
نہین ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہین) سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف
ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار نکرین ہر امر مین حضرت کے اتباع کو مقدم جانین ؛

مقدمۂ صراط المستقیم مین لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور بنیاد حقیقت اور معرفت
کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دنیا اور مافیہا سے بڑھ کر ہوے اور آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ - (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت مین چور ہین) اُسی محبت اور عشق آلہی کا بیان ہے، اگرچہ اس مسئلہ محبت آلہی پر تمامی صوفیہ کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن اسمین ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہین سمجھے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حُبِّ عشقی اور حُبِّ ایمانی کے - اسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہلِ عشق اور مواجید کے مطابق نہ پاکر سنت کی سردردی اُٹھاتے ہین اگرچہ یہ دونو طریق یعنی طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راہ اہل عشق و مواجید اللہ کی راہون مین سے ہین مگر ان دونو کے حصول کے طریقے اور موئدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہین جیسکہ ایک یونانی حکیمون کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونو حصول صحت کے طریقے ہین مگر اُنکے نسخے اور مسہلات اور طریق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہین - سو تفصیل اور تمیز ان دونو محبتون کی اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نملنے شئے مطلوب اور محبوب کے انسان کے باطن مین پیدا ہوکر تمام قوائے باطنیہ مین سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اُسکا ملنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اول قلب مین جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن مین پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق ٹھنڈا ہوکر کیفیت عشقی زائل ہو جاتی ہے - اور حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی سے یہ مراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہوکر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُسکے دل مین پیدا ہو اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفین اور مشقتین جو اُسکے حاصل ہونے مین پیش آتی ہین اُسپر آسان ہو جاتی ہین اس سبب سے کہ ہمت کی چُست باندھکر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور اختیاراً نہ اضطراراً اُسکی طلب مین اپنے کو مٹا دیتا ہے (اور یہ حُب اول عقل مین جو خزانہ معلومات کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختون کی جڑ اور شاخون اور پتون اور پھلون مین سرایت کرتا ہے ویسے ہی یہ حُب تمام قوائے باطنیہ مین پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور تدبیر عقل مین آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور طرح طرح کے ارادے اور ہمتین اُسکی طلب کے واسطے قلب سے اُٹھتی ہین اور ہر قسم کی مشقتین اور ترک لذات اُسکے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حُبِّ ایمانی کا فنا ہونا ہمت اور ارادہ کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے اور چونکہ حب عقلی کا جائے قرار عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اُسمین گنجائش نہین ہے - اور حُبِّ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہو جاتی ہے مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال

محبوب سے بڑھکر بیزار گنی ہوجاتی ہے کیونکہ حُبِّ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہوجاتی ہے اور
حبِّ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال
میں اور زیادہ تر واضح ہوجاتا ہے کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب
کا عین الیقین ہوگیا۔ جب یہ فرق درمیان ان دونو محبتوں کے ذہن نشین ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے
بعض بندوں کو ان دونو محبتوں میں سے ایک محبت کے واسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدۂ ازلی
ان محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ حُبِّ
ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہیں۔ اور حُبِّ
عشقی اور اُسکے احوال و مقامات اور نتائج و ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت الٰہی میں مُنفصل ہوکر اُسکی معرفت کا
حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ائمہ طریقت اور پیشوایان
حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کرکے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہوکر سلوک راہ نبوت میں تکمیل حاصل
کرتے تھے تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے ؎

## حُبِّ عشقی کا بیان

و تمہید اسباب تحصیل حُبِّ عشقی کی تصویر اسطرح لکھی ہے کہ آگ جو سب عناصر سے لطیف اور صاف ہے اور جسکا کرہ سب عناصر کے اوپر ہے سارے اجزائے لطیفہ
زمین کے جسکو بخار کہتے ہیں بلکہ اُس بخار کو اپنے کرہ میں جو سب کرّوں کے اوپر ہے جذب کرنا چاہتی ہے تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر
فنا کرکے آثار اور احکام میں ہمرنگ اپنے بنالے مگر غبار جو تہ بتہ ہوکر مابین کرہ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہے اُس بخار کو
کرہ نار کی طرف چڑھنے میں روک کرتا ہے تو اس سبب سے بخار اور نار میں مزاحمت اور تعرض واقع ہوکر آگ اور
بجلی حادث ہوجاتی ہے یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزوں کو
پاش پاش کرکے زمین کی طرف پھینکدیتے ہیں یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کردیتے ہیں تاکہ اجزائے لطیفہ
ناریہ کو اپنی طرف کھینچ کرلیجائے اور اپنے میں فنا کرلے اسی طرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل و علا کی ہے جب
حلق اور زبان اور دل اور دماغ و گوش ذاکر کو بذریعۂ ذکر جہر کے جو واسطے رفع کرنے وسوسوں اور اطمینان خاطر اور رقیق
کرنے روح کے صوفیوں کے ہاں مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتوں سے مالامال کرتا ہے اور نیز ذکر سری جو واسطے
حصول لذات و حلاوت کے اُنکے یہاں مقرر ہے بذریعۂ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت اور ترک کلام ساتھ اُن لوگوں کے ذاکر کے
وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہے خواہ اسی لفظ مبارک اللہ سے یا ساتھ ملانے نفی یا کسی دوسری صفات کے اس لفظ مبارک
کے مفہوم کا تصور کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہے اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہے جو سب تجلیوں
سے زیادہ لطیف اور سب تجلیوں سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہے اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفهوم اس لفظ مبارک

الله کا کہ بسیط محض اور مجرد بحت ہے اسطرح پر اُسکے ذہن مین قرار پکڑتی ہے کہ بصر بصیرت اُسکی ہر وقت بجانب اُس مفہوم کے لگی رہتی ہے اور اُسکی تمامی قوت دراکہ مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور اسکے اسوا کی طرف ہرگز التفات نہین کرتی پس اسیکا نام انکے یہان فکر ہے پس جب طالب اپنی ہمت سے اس مفہوم مین استغراق قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلی اُسکی جان کا پیوند ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے زیادہ لطیف اجزائے سالک سے کہ وہ روح آلہی ہے اُس مفہوم یعنی تجلی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلی روح کی اصل کی طرف اُسکو کھینچتی ہے - اور روح آلہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہو جانیکے اس جسم خاکی مین اپنی اصل کو بھول گئی ہے اور اسکے آئینہ ادراک نے زنگ پکڑ لیا ہے پس جب بسبب نور اس تجلی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو صیقل اور صفائی ہوتی ہے اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسکہ آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالی نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلی کے بنایا ہے) تب اپنے اصلی وطن فراموش ادہ کو یاد کرکے اپنے اصل کی طرف ملنا چاہتی ہے اور حظیرۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر غبار بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اُسوقت درمیان روح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہے اس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی روح طبعی مین پیدا ہوکر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہے اور عقل اور فکر برباد ہو جاتی ہے اور ایسی حالت مین اکثر وقت قانون شریعت اور ادب سے بھی باہر ہو جاتا ہے اور مجلسون اور مکانون سے اُسکو وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور آہ و فغان اور زردی رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہو جاتی ہے پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے اسواسطے اسکا نام حُب نفسانی اور عشق رکھا گیا +

## مؤیدات حُبِّ عشقی

عمدہ مؤیدات حب عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے کم ملنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز مؤیدات حب عشقی سے اچھی آوازون اور شوق آمیز قصص اور اشعار عشق انگیز کا سننا ہے اور نیز اُسکے مؤیدات سے ہے کہ جن چیزون سے روح طبعی مین کثافت پیدا ہوتی ہے اُنکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و مداومت باغذیۂ کثیفہ +

**آثار حب عشقی** - یہ حُب بالذات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روح آلہی اپنی اصل تک پہنچ جائے پس اس سبب سے روح طبعی مین شورش اور فراق پیدا ہو کر پھر نہ وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند رہتی ہے اور نہ طالب رضائے حق کی - اور اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ارباب عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب کے پابند نہین رہتے اور نہ طالب رضائے مولا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

مقصد یہ ہے کہ یہ محب صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال مین اپنا اضمحلال چاہتی ہے اور یہ اضمحلال جسطرح پہ حاصل ہو اُسمین خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اُسکو نہین رہتی اگر اس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادت مین ہو تو اُسی کی طرف میلان اسکی طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئین زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے اسی حب کے آثار مین سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشغال دنیا سے اور پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و ادائے جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے۔ اور اسی کے آثار مین سے ہے شدت سے تعلق قلب کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب اس عشق نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالی میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت مین تجلی فرمائے تو مین کبھی اُسکی طرف التفات نہین کرونگا۔ اور اسی کے آثار مین سے ہے کہ علم اور طاعات ظاہری کی کچھ پروا نہ رکھنا اور نیز اُس علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شرع مین ہے کچھ التفات نہ کرنا +

**ثمرات محبت عشقی** جب بسبب حدت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب روح الہی کے غبار شہادت اور مثال کا سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہین تو حسب عدہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہون کی تلاش کرتا ہے مین اُسکو اپنی راہین دکھلاتا ہون) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال کا ہاتھ آتا ہے اور بفحوائے حدیث أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي (مین اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور مین اُسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے کہ جدائی مین اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت انست سے بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردہ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہین اُسوقت دریائے وحدت مین ڈوبکر اُسکی عجب حالت ہو جاتی ہے اور کلمہ أَنَا الْحَق (یعنی مین خود خدا ہون) اور لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى الله (یعنی میرے جبہ مین سوائے اللہ کے اور کوئی نہین ہے) کہنے لگتا ہے۔ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ مین ڈالتے ہین اور آگ چارو نطرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفوذ کر کے لوہے مین اثر کر کے اسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہین تب جلانا اور بھوننا جو آگ کی خاصیت مین ہے اس لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر مین بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے بنجاتا ہے اگرچہ دراصل وہ لوہے کا لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہو گئے مین

تو وہ آمادہ اور احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہین لیکن اگر اسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اُٹھتا
کہ مین تو آگ ہون جس سے کاروبار طباخون اور لہارون اور سناروں وغیرہ ارباب صنایع کے انجام پاتے
ہین پس اسیطرح پہ جذب کوشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کی طرف کھینچتی ہے تو پھر یہ
مشت خاک مثل پارۂ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کر کے کلمۂ اَنَا الْحَق وغیرہ کہنے لگتا ہے - کیا تمنے قرآن
مین نہین پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ مینے خود نہین
کیا) اور جیسکہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ مین اُسوقت اپنے بندہ کا کان ہوجاتا ہون کہ سنتا ہے مجھ سے
اور مین اُسکی آنکھ ہوجاتا ہون کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور مین اُسکا ہاتھ ہوجاتا ہون کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور
مین اُسکا پانو ہوجاتا ہون کہ چلتا ہے مجھ سے اور مین اُسکی زبان ہوجاتا ہون کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات
بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اِسکے پیچھے پڑنا نہین چاہئے لیکن جب کسی سالک پر یہ باتین
ظاہر ہون تو اُس سے انکار بھی نکرے کیونکہ جب وادیِ مقدس مین آگ نے کہا تھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
الْعَالَمِیْنَ (یعنی مین رب جہانونکا ہون) اگر نفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات آلہی کا
ہے کلمۂ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہین ہے +

اس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگو سے خرقِ عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیات بہت ظاہر ہوتے
ہین چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال مین) مجھ سے کچھ مانگیگا تو مین اُسکو عنایت
کرونگا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو مین اُسکو پناہ دونگا - اور ایسے بزرگون کے دشمنون پر غضب آلہی اور وبال
نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے
ساتھ جنگ کرتا ہے - اور ایسے بزرگون کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ تمام جملہ موجودات کا مرف
بوجۂ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُنپر کھلجاتا ہے جیسکہ آیت کریمہ مین ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ
وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط اس مقام کے لوازمات مین سے ہے دوم وحدت وجود کا مارنا اور
لب معارف آلہیہ پر کھولنا + (بیان سلوک راہ نبوت یا حب ایمانی)

تمہید - اسباب تحصیل حب ایمانی کے حسب ذیل ہین - سو جاننا چاہئے کہ آدمی اپنی اصل پیدایش
مین چند چیزون پر مفطور رہے سو اُن چیزونکا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا
ہے سو اوّل اور عمدہ اُن فطرتی چیزون کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہین کہ جو کھانے پینے
اور پہنے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے پس ایسے شخص سے طبعاً
ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو

اُسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتون کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضا جوئی مین مشقتون کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزون کو اُسکی رضامندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئین اُسکے غلامون مین شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ مین ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت مین لگانا اور اپنی گردن کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانون کے جھکانا اور اُسکے احسانون کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو اُسکی فرمانبرداری مین اُٹھانا اور اپنے ارادون کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسرے شعائر کی تعظیم کرنا۔ دوسرے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اُسے کہتے ہین جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگون مین پھیلائے پس سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی جواد مطلق نہین ہے کیونکہ سوائے اُسکے ہر کسی کو امور نافع کے جاری کرنے مین ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دُنیوی غرض ہوتی ہے۔ تیسرے اُن فطرتی چیزون مین سے محبت اور تعظیم صمد کی ہے۔ اور صمد اُسکو کہتے ہین جو نرادھار (محتاج نہونیوالا سہارے کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب اُسکے محتاج ہون۔ سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہین ہے۔ غرض ان تینون اقسام فطرتی محبت سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بتقاضائے فطرت طبعًا اُسکو دوست رکھتا ہے اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردۂ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے۔ چوتھے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہین۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج علیا کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد و جواد تحقیقی کے نہین ہو سکتا۔ سو اللہ رب العزت نے اپنی محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولون کے بذریعۂ انزال کتب ہمکو مطلع کر دیا اور سُبحَانَ اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ دو نو کلمے مخبر اُسکے صمدیت اور نرادھار ہونے کے ہین اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مخبر اُسکے انعامات کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہین ہے جو مظہر اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہمکو تعلیم کر دیا اور آیات آلٰہی جو عالم مین پھیلی ہوئی ہین اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری مین موجود ہین خصوصاً انسانون مین کہ اُنکے ایجاد مین کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہین یعنی پہلے ماکے پیٹ مین نطفہ کا قرار پکڑنا اور پھر اُس نطفے سے لہو جگر جم جانا اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا اور پھر اُس لوتھڑے سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمین ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے مناسب اور قوتین متخالف ظاہر ہونا اور اُسمین جان کا پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذاء مناسب پہنچانا اور روز بروز اُسکو

بنانا پھر مقررہ پر تین پردے چیر کر اُسکو باہر لانا اور پھر صغر سنی مین پھر اُسکے بعد جوانی مین اور پھر بڑھاپے
مین اُسکو پالنا اور غذاء مناسب ہر وقت کے اُسکو پہنچانا جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماکی چھاتیون مین دودھ
کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا اور اُسپر سے بلاؤنکا ٹالنا
اور اُسکی مشکلون کو حل کرنا اور عاجزون اور بیقرارون اور مظلومون کی دعاؤنکو قبول کرنا اور اُنکی ہدایت
کے واسطے پیغمبرونکا بھیجنا اور کتابونکا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد تحقیقی ہونے پر دلیل قاطع ہین
اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ امور قلبیہ سے ہے لیکن اقوالِ
محبت انگیز اور افعالِ تعظیم آمیز اُس محبت کو دوبالا کردیتے ہین۔ پس مرد سلیم الفطرۃ جو روزِ ازل مین اہلِ سعادت
مین لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت مین اور اعلیٰ مناسب جود مین واقع
ہے اور کامل صفتون سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے اور یہ شخص ہر ساعت
ہر کام مین اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتین باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی
اُس پر برس رہی ہین تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ
اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے تہ دل مین پیدا ہوتی ہے تب فعلاً و قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر
کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور
تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنی کے پڑھتا ہے اور لذتین اور حلاوتین
اُن ذکرون کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کردیتی ہین اور شیرینی الفاظ اور لذت
مضامین اُسکے دلکو شکار کرلیتی ہین اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہوجاتے ہین اور خیالات منتشرہ اور
وساوس پراگندہ اور آرزوئین باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیامیٹ ہوجاتی ہے
اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہوجاتا ہے سو یہ کر سالکان راہ نبوت کا ہے اور اُسکو ذکر ایمانی
کہتے ہین ایسا اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے
اور الفت اور تعظیم جدید و لذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا آلہ الا اللہ)
کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالی کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالی کے دل ذاکر مین قرار پکڑتا
ہے یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم مین موجود ہین سب کو اُسکی قدرت کا مایہ بلاواسطہ دیگر
خیال کرتا ہے اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسرونکو پہونچتے ہین سب کو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال
کرتا ہے اور ہر کمال کو جو موجودات مین چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے اور ہر نقصان کو بارگاہ
جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی مین غوطہ مار کر سوائے

یا حیرت کے اور کچھ نہین پاتا اور اُسکے انعامات کو دیکھکر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتون
کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا سو یہ فکر ہے سالکان طریق نبوت کا اور اسکو فکر یا مراقبہ ایمانی کہتے ہین اور جب
یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو الفت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہ دل سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام
قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے - اگر اوپر کو دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے کے پاتا ہے اور اگر
نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہین دیکھتا اور اپنے تئین بمقابلہ ایسے انعامات
کے سراسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی مین ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات
سے خیال کر کے اُنکی محبت اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے **بیت** نازم بچشم خود کہ جمال
تو دیدہ است + افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است + ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را + کو دامنت
گرفتہ بسویم کشیدہ است + اور جسوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا
عظمت اور حلاوت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم سحری سے کانپنے لگتا ہے اور اُسکے ہر بُن مو سے ندائے عجز
واحتیاج خود و آوازہ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے پس اس الفت کو حب ذاتی کہتے ہین

**مؤیدات حُبِ ایمانی** - سو اوّل اور افضل مؤیدات حُبِ ایمانی کے اجتبائے اور قبولیت ازلی ہے
جسمین استعداد ازلی نہوگی وہ کبھی اس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نکریگا دوسرے اتباع شریعت پر نہایت
بڑے استحکام سے بالجزم کر کے نہایت سرگرمی سے سُنت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکے
تہ دل مین پیدا ہوجائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ کا پورا پورا متبع کر دے اور
اللہ رب العزت کی رضاجوئی پر کمر ہمت چُست باندھے اسطرحپر کہ اپنا جان و مال اُسکی رضاجوئی مین صرف
کر دینا اور اپنا کل مال و متاع تعمیل احکامات الٰہی مین وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جَو کی
برابر بھی وزن نہ لاوے اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل مین ہر عائق و مانع کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جانے
اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کُلّی حاصل ہو - اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و وِرد و وظائف
وغیرہ مراد نہین ہے بلکہ اصل غرض یہ کہ عقائد شرعیہ پر اُسکے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی
کی تہ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہوجائے اور رضاجوئی حضرت حق مین کسیکی موافقت
اور مخالفت کی کچھ پروا نکرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور
چٹورہ آدمی عین شدت بھوک کی حالت مین اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے
کے حوالے کر کے آپ بھوکھا رہنا گوارا کرے اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا مرنا اختیار کر کے اپنے
سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت رغبت طرفین اور عدم

ے کسی مشوقہ صاحب جمال سے محض بخوفِ الٰہی ترکِ زنا اور مصاحبت کرنا وعلیٰ ہذا القیاس - چوتھے کسی
بھاری موقع پر کوئی فعل تبائیدِ شرع یا زندہ کرنے کسی سُنّت مردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت
کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگون کے اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ مین ثابت قدم
رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام مین سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقۂ حقہ کی اشاعت
کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ +

**آثارِ حُبِّ ایمانی** - رضاجوئی حضرتِ حق مین ہمت اور عزیمت کا فنا ہوجانا اور خلقت کو طرف اطاعت
اور فرمانبرداری رب العزت کی دعوت کرنا - اور نتیجہ اُنکے استغراق ہمت اور فناءِ ارادہ کا یہ ہوتا ہے کہ علاقے حُب اور
نفس ماسوی اللہ کے اُنکے دل سے باطل و محو ہوجاتے ہین اور اُنکو پورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہوجاتا ہے
اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہین بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرنا توکل
کی اصل ہے بموجب اس بیت کے **بیت** گفت پیغمبر بآواز بلند + بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند + دوسرے بلاؤن
اور مصیبتون کے سہنے پر اپنے اندر شجاعت پانا اور یہ بات جنس صبر سے نہین ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کیونکہ
مالک حُبِّ ایمانی کا ہمیشہ شکر در شکر ہے اُسکی نوبت کبھی صبر تک نہین پہونچتی بلکہ یہ سالک ہر بلا و مصیبت
کو بمقابلہ اپنے ہزارہا انعام کے از قسم تربیت و تادیب سمجھتا ہے - تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہنے اور دیگر حظوظ
نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہین سمجھتا اور قصداً اُنکو ترک نہین کرتا اور اگر کسی غرض دینی یا رضاجوئی
مولا مین اُنکے ترک کی نوبت آپڑے تو اُسوقت کمال جرأت سے اُنکے ترک کرنیکو اپنے کمالات سے سمجھتا ہے
وہ لذیذ کھانون اور نفیس کپڑون اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب اِس حُبّ کو نفرت ہوتی ہے + چوتھے
نماز اور دعاء و مناجات مین لذت اور حلاوت کا پانا - پانچوین فوائد متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے
اصلاح بین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت مین مشقتون
کا برداشت کرنا - چھٹے تقویٰ مین پکا ہونا اور تقوے سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو امرِ الٰہی اور احکام شریعت
کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ مین لوگ کرتے ہین تقویٰ مین شامل نہین - اور تقویٰ
کے بھی تین درجے ہین ایک کو اذعانِ عقلی کہتے ہین یعنی گو مرتکب نواہی کا ہوجاتا ہے مگر اُنکو بُرا جانتا ہے اور
یہ سب سے ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور جسمین یہ بھی نہو وہ مسلمان ہی نہین - دوسرا اذعانِ انفعالی ہے یعنی
مرتکب نواہی کا تو نہین ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے - تیسرا اذعان قلبی ہے - یعنی نہ مرتکب نواہی
کا ہوتا ہے اور نہ اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اُسکے بدن مین رعشہ اور دلمین خوف اور دماغ
مین بیہوشی ہوجاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے + **ثمراتِ حُبِّ ایمانی** - جب اعلیٰ درجہ کی محبت الٰہی

اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو رضا جوئی منعمِ حقیقی کی اُسکے ظاہر اور باطن اور جوارح وقوٰی کو ساتھ انوار وآثار کے روشن کردیتی ہے تو شکر اور توکل اور تقوی اُسکے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہوجاتی ہے۔ اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی مال و اموال اپنے کو اپنے ملک سے نہین جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازان نہین ہوتا اور ساتھ یوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہوجاتے ہین اور تمامی عقائد شرک و بدعت اور الحاد اور کج راہون اور بدطریقون اور افراط تفریط سے اللہ رب العزت اُسکو محفوظ رکھکر طریقۂ محمدی اور دینِ حنیفی خود تعلیم کردیتا ہے اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوجاتے ہین اور پھر خداوند تعالٰی اُسکو اپنی حمایت اور ولایت مین لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے۔ ایسے بزرگون کو شرع مین شہید اور حوارین کہتے ہین۔ ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت مین محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہین اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف حصول کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے۔ شہید اور حوارین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مفطور ہوتے ہین ایسے بزرگون کو صدیق کہتے ہین اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ مین اور صحت اور بطلان عقائد خاصہ مین اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ مین اور صلاح اور فساد اور انتظام واجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ مین اپنے نور جبلی سے خود معلوم کرلیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعب شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین پس رضا حق اُنکی رضا مین اور اتباع حق اُنکے اتباع مین اور غصۂ حق اُنکے غصہ مین منحصر ہوجاتا ہے اور ان دونوں یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُنکو مفہمین بھی کہتے ہین اور ان تینون سے برتر مقام موسوم بحجج اللہ ہے اور ان کل سے بڑھکر مقام ریاست ادوار و اطوار ہے اور اُنکو فاتحین و خاتمین بھی کہتے ہین اور یہ تینون آخری مقام بالذات انبیا علیہ الصلوٰة والسلام کے ہین یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصون کو بھی بطفیل اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینون آخرالذکر مقامون کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے +

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال اور اشغال سے سلوک راہ ولایت مین حاصل ہوتا ہے اُسمین کافر اور مؤمن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سُنت سب شریک ہین یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہوجاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود مین اول درجے کے اُستاد ہوتے ہین لیکن جیسے ان طلسماتی نظارون سے جو کشف اور شہود مین حاصل ہوتے ہین مؤمن کا

ایمان اور عدم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت
بھی اُس سے دہ چند ہو جاتی ہے - پس صرف اُس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر
غلطی ہے - اسی غلطی مین بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے - طالب کا اول سبق اور پہلی منزل
تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل
اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہیے کہ ان سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کرے
تاکہ کچھ اُنکا اثر باقی نرہے - ع خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن ز درون سینہ + حرص
و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ + صراط المستقیم مین ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیماری کے
قائم کرکے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہین - جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہیئہ کے واسطے
بالکل دور ہو جاوین گے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہو جاوینگے ع خواہی
کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت و صدق و یقین + عفت و جود و توکل
و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جبتک کوئی طالب ان رذائل دہ گانہ یعنی بخل و حسد وغیرہ سے بالکل
پاک ہوکر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہو گا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہوگا خواہ
مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملایک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی
نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب آلہی سے انکو کچھ بھی تعلق نہین ہے + پس جس شخص
پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت آلہی کے ظاہر نہون تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسون
رذائل مذکورہ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیے کہ جسطرح اشغال اور مراقبہ واسطے
حصول معرفت آلہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جائے مگر رذائل کا معلوم
کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہین ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ
پہلے کسیقدر قرآن و حدیث با معنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہوکر پھر اُس یادداشت
پر جو طریقہ نقشبندیہ مین مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے - جب اس ملاحظہ مین
پختہ ہو جائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُنسے
بچنے کا قصد اُس ملاحظہ اول کے ساتھ ملاکر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ مین
اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستون اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال مین اس خیال کو
اپنے دل مین قائم کرکے ذرا میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل مین نگذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے
دلکو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی رہے اور امر شرعیہ مین بھی خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید

کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے اور ہر حال مین اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا
اذان سنے پھر اُسکی طرف سے غفلت نکرے اور کسی کام کو تہیۂ نماز پر مقدم نہ رکھے جیسےکہ جب کسیکا محبوب اور
معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دُوسرے کام مین مشغول نہین ہوتا گو ہزارون کام اُسوقت فوت ہوجائین
پس حسب فحوائے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میرے آنکھون کی ٹھنڈک ہے نماز کو موجب راحت
اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نکرے پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوۃ اور حج اور جہاد
کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے - جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھے گا تب اُسکی کل عادات عبادات
ہوجاوینگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمین ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہو اور نہ سوئیگا جب تک
اُسکا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؛

چونکہ اموات اور منہیات شرعی بہت ہین اُنسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرے اور اگر
حفظ نہوسکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہو اور بہت تدبّر اور تفکر سے تلاوت
قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلۂ حصول تقرب بارگاہ
ایزدی کا مثل ایسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک حجاب
اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا - بلا سمجھنے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے
قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح کھٹکانا نادانی سے خالی نہین ہے ؛

اعمال مین چارون مذہبون مروجہ مین سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی
کو کسی ایک مجتہد مین منحصر نجانے بلکہ یون سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا مین پھیل کر حسب مقتضائے وقت
ہر ایک مجتہد کو پہنچا مگر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئین اُسوقت جمعیت
علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ مین حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جائے اُس حدیث پر بلا تامل
عمل کرے اور ایسے حال مین کسی مجتہد کا اتباع نکرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کر کے دل سے اُنکے
ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہین اور بوجہ
اِس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوکر مقبول نظر اُس
جناب رسالت مآب کے ہوئے ہین ؛

ہر مسلمان کو دو چیزون سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر اور بلند تر
تصور کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بُری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہونچا کر برہمنون کا بھائی بند بنا دیتی ہے - دوسرے
مسلمانون کی جماعت مین فساد اور خرابی ڈلوا دینا - سو اس رذیلہ خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویون کا

عمل ہورہا ہے جو ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانون کی اہانت اور غیبت کرکے انکو مسجدون سے نکلواتے اور
درعقد مین اس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہین ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہین - حدیث
شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقہ
اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ لوگون مین سے فساد کو رفع کرا کر
صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے اور مسلمانون مین فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے +
اور یہ بھی یاد رہے کہ راہِ نبوّت اور راہِ ولایت مین در اصل کچھ تباین اور تخالف نہین ہے مگر اسکو سمجھنا
چاہیے کہ راہِ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حُبِ عشقی اور راہِ ولایت
قبیل حالات اور ارادات سے ہے سو حُبِ ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ
اور لکڑی وغیرہ مادہ عمارت کے سمجھنا چاہیے اور حُبِ عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل
نقش و نگار دلکش کے تصور کرنا چاہیے کہ بعد تیاری عمارت کے اسپر نقش رکھئے جاتے ہین نہ کہ عمارت سے
پہلے مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو
بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حُبِ عشقی مین پڑکر برباد ہو گئے حالانکہ
آمن ثم جاہد (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے +
جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوے اُسکے دو طریق ہین ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے
ہین سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع سے مطابق کرکے بقدر ضرورت
اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امیدوار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ
جائزہ سے فائدہ اُٹھائے اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر اُسمین سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے پس سعی
اُسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ
اور تحلیہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے
مال و عیال و جوارح و اعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے اِن سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا
جانتے ہین اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُسکی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہین اگر اُنکے سب اعمال
کسی کافر متمرد کو دیدیے جائین یا بلا سبب ضبط ہو جائین تو وہ اُسکی کچھ پروا نہین کرتے اور اُنکے دل سے رحمت
ربانی و خیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہین کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات مین رو رو کر عرض کرتے تھے
بیت
ہمی تو ذ سے کہ دوزخ زمن پُر شدے + مگر دیگراں را رہائی شدے +

جوکوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوے متصف ہو یا صرف اِن حالات کو شُنکر کچھ فائدہ اُٹھائے تو تعظیم و تکریم عاملین اور فاعلین اِن فضائل سے بھی کوتاہی نکرین بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خداتعالیٰ کا نام پاک لینے سے قاصر نہین ہے۔پس فقط اس نام پاک کی جہت سے اُسکی تعظیم تکریم کرنی ضرور ہے اور سواے اسکے حال آغاز و انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اول پیدائش مین بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی حکمت عام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک مُنہ مین قطب کردے اور جس کافر کو چاہے ایک دم مین مسلمان کر کے ولی اور مقبول بنا دے ؛

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلی رذائل اور تحلی بفضائل اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہوکر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ آلہی مین حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لاالہ الا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے ادا کرے اور کفر سے محترز ہو گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہوجاتے ہون لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مُصدِق مضمون کلمہ کا ہوگا لابد ہے گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا گو گناہ کو ترک نکرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز سو بار ہوا کرے مگر خداوند تعالیٰ کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر ہو جائے کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے؛

## قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشغال طریقۂ قادریہ جنکو سید صاحب نے کسی قدر تغیر تبدل کرکے بوجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے (ذکر) اوّل قبلہ رو مثل نماز کے بیٹھکر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفظ کرنے اِس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اِس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے منہ سے باہر نکلا بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال مین جمائے پس اس پچھلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچتا جائے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے موہنہ کے سامنے سے سر پر لے آئے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤن تک وہ چادر نورانی چھا جائے پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کرکے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے موہنہ سے داخل ہوکر وسطِ سینہ مین جمع ہوگئی اور پھر چند بار تکرار کرنے سے منتشر ہوکر سمائے تمام جسم کے وہی نور قایم ہوگیا۔اور اِس سکوت مین اپنا لحاظ ذات بحت کی طرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو مین آجاے۔جب ذکر ایک ضربی مین مزاولت ہو جائے

تو طریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز کے قبلہ رو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کا وسط
سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ دلہنے زانو مین ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے
آہستگی سے اُسکو داہنے مونڈھے تک لیجا کر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اس لفظ
کے نکل کر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہو کر بجائے اُنکے نور
تمام ہو گیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جائے تو اس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس
نور کے وسط سینہ سے تا شانہ راست لیجا کر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرنے کہ جو نور جانب اعضاء
راست پر محیط ہوا تھا قلب مین اُتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب مین اُتر گیا تھا
اُسکے سارے بدن پر چھا گیا + اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھکر بقاعدہ مذکورہ بالا ایک ضرب داہنے
اور ایک ضرب بائین اور تیسری ضرب قلب پر مارے آسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورہ بالا چار زانو
بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ
کے روبرو مارے اور ان ضربون کے ساتھ یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ نور ہمراہ ان لفظون کے نکلکر نیچے کی طرف سے
بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے مین غرق کر گیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہو گیا - غایت
اس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالیٰ کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہو کر بشریت تمام بدن سے
زانو اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جائے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہو جائے کہ جس سے
ذاکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہو کر ذکر سے فکر مین انتقال کرنیکو اقرب و آسان ہو جائے - پس جب آثار ذکار چار گانہ
کے ظاہر ہو جاوین تو فکر یعنی مراقبہ مین مشغول ہو جائے +

(فکر) سب سے اول مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالیٰ کی کہ وہ
لا شریک لہٗ ہے ہر جگہ لحاظ کرے کہ ہر دم ہر مکان مین وہی ذات پاک یگانہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اُسکے
صرف وجود حق تعالیٰ کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالیٰ کو عین اُن چیزونکا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ
غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالیٰ کو
مثل لفظ ہست اور لفظ ہے کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی
چیز کا ہے - پس جب مراقبۂ وحدانیت مین مشق ہو جائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے - اُس مراقبہ
کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شئے کا محتاج نہین بلکہ ہر شئے سے مستغنی
ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد مین شرح وار بنہایت محبت اور الفت اور بغایت
تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اسطرح پر خیال کرے کہ مین ہر چیز مین اُسکا محتاج ہون اور میرا کوئی کام بدون

اُسکی عنایت کے سرانجام نہین پاتا اور یہانتک اِس خیال کو بڑھائے کہ اُسکو ایک محبت اور الفت اور راہ جناب کبریائی مین اِسطرح پر ثابت ہوجائے کہ جان و مال و آبرو و عزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر اُٹھا دینا اُسپر آسان ہوجائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے - اس مراقبے مین معنی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم) کے خوب ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین - اور اِس مراقبے کے ثمرات سے ہے کہ باوجود کثرت افعال و اقوال کے اِس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف توحید باریتعالی کا ہوکر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور سکون مین ظاہر ہوجاتی ہے - اِسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اُس شغل کے چار اسم صفات باری تعالی کے ہین یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم - ان ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملالیوے پس بطور مراقبے کے بیٹھکر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کرکے اپنے خیال مین کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اُسکو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اُسکی روح جمع ہوکر ہمراہ ذکر مذکور کے ناف سے وسط سینہ تک پہونچگئی - اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہوجائے تو ایسا خیال کرے کہ روح درمیان ان دونو اسم یعنی اللہ اور سمیع کے اسطرح ہے کہ لفظ اللہ اوپر سمیع نیچے اُسکے ہے پس اِس تدبیر سے انتقال روح کا ان اسمون کے ہمراہ آسانی سے ہوجائیگا - اسکے بعد روح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا لطیفہ اخفی تک کہ مقام اُسکا سر مین محاذی تالو کے ہے پہونچائے - اُسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چہارم آسمان تک روح کو لیجائے - اسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلی تک پہونچادے - اور چاہیے کہ آسمان چہارم و عرش معلی پر روح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے رکھے اور دائین بائین روح کو دورہ کرائے اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقامون پر ٹھیرنا دشوار ہوجاتا ہے اور مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے سو اُسکا علاج یہ ہے کہ بروقت چڑھنے روح کے جو آسمانون مین سوراخ ہوگیا تھا اُسکو اپنے خیال سے بند کرتا جاے تاکہ روح وہان ٹھیر سکے پھر اُن مقامات عالی سے ترتیب وار لطیفہ نفس تک اُتر آئے اور آہستہ آہستہ اُسمین مشق پیدا کرکے اُسکو بڑھاتا جائے تاکہ اُسکے آثار ظاہر ہوجائین اور اُسکے آثار مین سے ہے کہ روح ذاکر مین نورانیت پیدا ہوجائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیا و اولیا اور ملائکہ کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت المعمور اور لوح محفوظ اور کشف وہانکے وقائع کا نصیب ہوجائے - اور اِسی واسطے وہان روح کو ٹھیرانا اور اِدھر اُدھر پھرانا چاہیے - اور وہانکے عجائب کو دیکھنا مختلف طور پر ہے ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت بھی اُس سے ہوتی ہے - اور بعد مشق اس مراقبے کے روح کو لطافت اور قرب اور اُنسیت ذات باری تعالی سے

ہوجاتی ہے اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر اُسمین نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل شغل نفی
مین مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی - ہرچند روح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمانون کے نہین ہے
لیکن ذکر الٰہی اُسکا رہبر ہوکر جہان روح کے جانے کی طاقت نہین ہے وہانتک اُسکو پہونچا دیتا ہے - اِسکے
بعد شغل نفی شروع کرے حسب فرمائے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانون
و زمین کا) مثل وجود و ہستی باری تعالیٰ کے جیسا کہ مراقبہ وحدانیت مین بیان ہوا اُسیطرح پر انوار آلٰہی کو بھی
ہر مکان مین موجود سمجھے کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہین جہان اُسکا وجود ہے وہان انوار آلٰہی کا ہونا
بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہ موجود ہین لیکن قوت دراکہ انسان کی بسبب خیالات اشیار کثیفہ ظلمانیہ
کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہین اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے
پاک و صاف ہونا چاہیئے تاکہ اُسکو انوار آلٰہی معلوم ہون پس جب اُسکا آئینہ ادراک زنگ خیالات مذکورہ
سے صاف ہوگا تو پھر انوار آلٰہی ہر جگہ موجود ہین اور طریقہ اُنکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل
نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیار کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہین اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہے
او نہ ہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے کیونکہ جو کچھ موجود ہے وہ سب اُس مالک
حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے اسلیئے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک ربط خاص ہر ایک چیز موجودہ کے
ساتھ اُسکو حاصل ہے پس اس صورت مین نفی وجود اُن اشیار کی فی الواقع ممکن نہین ہے مگر اس شغل نفی سے
مقصد اپنی قوت دراکہ کا صاف کرنا ہے گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار
اپنے وجود کی نفی کرنا ہے اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے اور بدن مین جس
عضو کی نفی کرنا دشوار ہو اُسی عضو سے اسطرح نفی شروع کرے کہ کلمہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا
اللّٰہُ کے معنی سمجھکر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فوراً اُسکی نفی ہوجاویگی اور جب شغل نفی کی
مزاولت خوب ہوجائے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت
بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون اور بیچگون کے رکھے
یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہو اور بعد ملکہ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملا لیوے
اُسکے بعد شغل نفی النفی اور فناء الفنار کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہین کبھی توحید
صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور کا ہے انوار رنگارنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہین اور یہی صورت حصول راہ مقصد
طالب کی ہے اور وہ انوار نعات سبحت حق جل وعلا کے ہین اور جس کسیکو بعنایت آلٰہی یہ سب پردے طے
ہوجائین تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے اور وہان پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اُسکو پیش

آسکتے ہین چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ وہان پہونچکر جُدے جُدے تماشے قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہین +

## اشغال طریقۂ چشتیہ

جنکو سید صاحب نے بطرز جدید موجب قوت اثر و سرعت ظہور فوائد بیاز منہ قلیلہ اور آسان کر دیا ہے +

(ذکر) باوضو دوزانو بطور نماز کے بیٹھکر اول فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے کرکے توسط اِن بزرگون کے جناب باری مین نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کر کے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کا دو بار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت مین زیادہ کرے۔ پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اُسکے سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہنچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اور نور نکلا اور دونو نور جمع ہوکر اور اُسکے مونھہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اُسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹھیرا ہوا ہے۔ اسوقت اِس ذکر کو حضوری دل سے بار بار کہے اور حضوری کے واسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہردم اور ہرجگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر کے اُسکے سر پر قائم ہو گیا اور پھر وہ نور توتبو ہوکر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمین گم ہو گیا۔ جب ذکر دو ضربی مین مشق ہو جائے تو دوسرا ذکر اِلَّا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے مگر اتنا فرق ہے کہ اس کلمۂ اِلَّا اللہ کو نیچے کی طرف درمیان دوزانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اول مین نور کو اوپر کی طرف خیال کیا تھا اسمین نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی نیچے سے اوپر لیجاے تاکہ دونو نور بمنزلۂ ایک ستون نورانی کے کہ اُسمین اُسکا سارا بدن گم ہو گیا ثابت ہو جاے۔ جب اِس دوسرے ذکر مین مشق کامل ہو جائے تو تیسرا ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے۔ اس ذکر مین بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہکر یہ خیال کرے کہ اُس نور مین جو بجائے اُسکے بدن کے قائم ہو رہا ہے اِس ذکر خفی سے بطور چہار طو کے گردش ہو رہی ہے تاکہ اگر اُس نور مین کچھ کدورت ہو تو صیقل ہو کر صاف ہو جاے اور چمکنے دمکنے لگے۔ پس جب اِس صیقل سے وہ نور اسقدر صاف ہو جائے کہ اُسکی شعاعین ہر طرف سے دُور دُور پڑنے لگین اور اُسکی صفائی اُسکے قابو مین آجائے تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اُسکو ساتھ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اسطرح کرے کہ پہلے لفظ لَا کو اپنے خیال مین کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کردے اور یہ تمام وذکر کے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کر اور شروع مین لفظ لَا کو اپنے مونھہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچادے اور پھر

اُسکو اسطرح پر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے ہوکر پھر اپنے مقام مین پہنچا پھر ساتھ لفظ اِلَّا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لاالٰہ کے نفی معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال مین مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت ضرب اِلَّا اللہ کے اشارہ بذات بحت باریتعالیٰ کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اِس ذکر کو باربار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا آکر تمام عالم کے محیط ہوجائیگا بلکہ جسطرح ذکر اول مین فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمین تمام عالم گم ہوجائیگا۔ پس جب اِس ذکر مین مشق کامل ہوجائے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اِس ذکر کو چھوڑکر اُسی نور مین جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرح پر مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے ہوئی تھی اِسکے قابو مین آجاوے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان ہوجائے گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہین ہوتی لیکن طالب کو چاہیے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر شغل نفی کو مستحکم اور مضبوط کرلے کیونکہ بعد مستحکم ہوجانے شغل نفی کے یا توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہوجاویگی یا انوار الٰہی اُسپر ظاہر ہوجائینگے اور اُن انوار کا ظاہر ہوتا ہی منزل مقصود تک پہنچانا ہے پس یکے بعد دیگرے اُن پردہائے نور کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہونچ جاوے اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باریتعالیٰ کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہوجائیگا +

واسطے کھلنے حالات آسمانوں اور ملاقات ارواح اور فرشتون اور سیر دوزخ و جنت و معلوم کرنے وہانکے حقائق اور مطلع ہونے لوح محفوظ پر یاحیُّ یاقیُّوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہین کہ لفظ یاحیّ کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہین اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپان کرکے پھر لفظ یاقیوم کو سینہ سے نکلتے ہین اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تلفظ متصل پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر اِن دونو اسم مبارک کا جمع ہوکر قوت پکڑے پس اِن دونو لفظون کے بیچ مین روح کو رکھکر عرش تک پہنچادے اور وہان پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اور سیر کرے اور جب چاہیے ساتھ مدد ذکر خیالی یاحیّ کے تہیئہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمصاحبت یاقیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر واپس پہونچ جائے +

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم سبوحٌ کے ناف سے لطیفہ اخفیٰ تک پہنچ جائے اور ساتھ اسم قدوسٌ کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم رب الملائکۃ والروح کے وہانسے انتقال کرآئے اور بطور ضرب کے دلپر مارکر دل کے اوپر کے دروازے سے داخل

ہوکر جسم کے دروازہ سے نکلکر قبر کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایکبار مین یہ مدعا حاصل نہو تو ساتھ حضوری اور توجہ اور التجا و عاجزی کے کوشش کرتا رہے امید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہوجائیگا ناواقف لوگ اس کشف قبور کو موجب قرب الٰہی کا جانتے ہین اور فی الحقیقت وہ مورث دوری کا ہے۔

## اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سید صاحب نے آسان اور سہل الحصول کردیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئین۔ سو لطیفۂ قلب زیر پستان چپ اور لطیفۂ روح زیر پستان راست اور لطیفۂ سر ان دونو لطیفون کے بیچ مین وسط سینہ پر اور لطیفۂ نفس عین ناف مین اور لطیفۂ خفی پیشانی پر جہان ماتھا ختم ہوکر بال شروع ہوے اور لطیفۂ اخفی تالو کی جگہ جہان بچون کے سر مین حرکت ہوتی ہے واقع ہین۔ اس ترتیب سے اِن لطیفون کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے اور انکا ذکر اسقدر ہونا چاہئے کہ طالب خود اُس ذکر کو معلوم کرسکے اور سکھلانے والے کو چاہئے کہ اپنے لطیفون کو ذاکر کرکے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز و زاری سے اُنکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالی سے دعا کرے اوّل ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی اُسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال کرے۔ اوّل ہر لطیفہ کو جداگانہ ذاکر کرکے پھر ایکبارگی کُل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت مین معلوم ہونے لگے اور اُسمین ایسی مشق ہوجائے کہ جب چاہے بلا تکلف اُنکو ذاکر کرلے۔ چونکہ ہر ایک لطیفے کے واسطے ایک نور مقرر ہے پس وہ نور بذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف مین مشق ہوجائے تو حبس نفس کے ساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ مؤدب دو زانو رو بقبلہ بیٹھکر اپنے دم کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفۂ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی پر تھوڑا توقف کرکے لطیفۂ اخفی پر جا پہنچے اور الٰہ کو لطیفۂ اخفی سے کھینچکر لطیفۂ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو لطیفۂ قلب مین ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ مین حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور مونہہ اور لب اور زبان کی نہونے پاوے تو اس شغل کو بعدد طاق عمل مین لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کرکے پھر نفس کو چھوڑدے اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اُسیقدر عدد ذکر کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس مین اکیس بار تک پہنچ جاوے اور جب اسکی مزاولت ہوجائیگی تو ہزار سینکڑون تک نوبت پہنچیگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اُسکے لطائف مین پیدا ہوجائیگی۔ جب یہ شغل اپنے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعلہ جوالہ طالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کرکے مثل خط آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک ٹکڑا جسم انسانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہین اور قرآن مجید مین

یس وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنی ہر ایک چیز اللہ کی
تسبیح کرتی ہے مگر تم انکی تسبیح کو نہین سمجھتے تم سو حسب فحوائے اس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی
مین مصروف ہے لیکن بوجہ پردۂ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہین سکتا پس اس سلطان الذکر مین ہر ایک
عضو کے ذکر پر طالب آگاہ ہو جاتا ہے اُسوقت سارے اجزائے بدن کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کر کے
مثل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو بھی چاہئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کر کے مثل لطائف
ستہ لگانے کے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن مین ایک حرکت نمایان
معلوم ہونے لگیگی یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے
منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی مثل رعشہ کے تمام بدن مین حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہے چیونٹیان
سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی اور تمام بدن مین ایک قسم کی خنکی اور شگفتگی محسوس ہوگی اور ایسا
معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلائش نکلکر نہایت ہلکا اور سُبک ہو گیا اور تمام بدن اور در و دیوار
و خس و غبار اور سنگ و خاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانون مین پہنچنے لگیگی اور اگر طالب
کا ورد حد زیادہ بڑھ گیا تو اُسکے ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا
جب سلطان الذکر قابو مین آجاوے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو
بھی ملالے - اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل مین لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر
ہو جائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے - اور نورانیت کے پردونکا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک
پہنچنے کا ہے - جب یہ نورانی پردے ظاہر ہون تو مراقبۂ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردون کو طے کرتا
ہوا پردۂ بے رنگی تک پہنچ جائے اور پردہ بے رنگی تک پہنچنا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے - اسوقت
سلوک متعارف ختم ہوکر سیر فی اللہ شروع آتی ہے جسمین عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوتے ہین +

اس طریق مین کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی
شغل دورہ کرتے ہین جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف وقائع آئندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے
دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعہ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت مین تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور
پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سجدے مین رکھکر نہایت خشوع و خضوع و عجز و زاری سے ایکسو
بار یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ کہے اور پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کر کے سو رہے
امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب مین یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا +

**اصطلاحات طریقہ مجددیہ** - اِس طریقہ مین مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور لطیفہ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسطِ سینہ اور مقام لطیفہ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفیٰ درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے - اول لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب با وضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دور کر کے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُسوقت مرشد کو چاہئے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کر کے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف کا طالب مین کرے پس جب لطائف ششگانہ جاری ہو جاوین تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کرے مرشد لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہو جاویگا +

جب سلطان الذکر مین کمال حاصل ہو جائے تو ذکر لا الٰہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کے واسطے عمل مین لائے - اول نفی تمام عالم کی کر کے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہونچائے اور جہان جہان سے لفظ لا گذرتا جائے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جائے اور لفظ الٰہ کو لطیفہ روح مین پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب مین ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ اللہ کے نفی کر دے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کر کے اثبات ذات حضرت حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل مین لائے اور زبان سے کچھ تلفظ نکرے اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ مین ہر دم قایم رہیگی - اُسکے بعد نفی النفی اور فنا الفنا کی مشق کرے - اسکے بعد مراقبہ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھا کر عرش مجید تک پہونچا دے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہو کر ایک ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعین تمام عالم کو گھیر لیتی ہین اور چونکہ اس نور نے نہایت وسیع اور فراخ ہو کر تمام عالمِ امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرۂ امکان ہے اور دوائر سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغریٰ ہے اور اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے اس دائرہ مین تحت قلب کا بھی کھلجاتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشان ہو جاتا ہے کہ چارون طرف سے اُسکے انوار چمکتے و دمکتے ہین اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کر کے حد لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا ہے صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے - اسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم بہ ولایت کبریٰ ہے اور یہ ولایت مشتمل تین دائرون اور ایک قوس یعنی نصف دائرے کے ہے - ولایت

کبریٰ کے اول دائرے مین مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالی کا کرتے ہین اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت
خداوند تعالی کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہین اور اپنے تئین اُس سے دور اور غائب نہین جانتے بلکہ
ہر کام مین شریک اور شامل تصور کرتے ہین جیسکہ آیہ کریمہ اِنَّ اللہَ مَعَنَا (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) مین
معیت باری تعالی کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت مین ہر دم
اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی مین معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے اور جب مراقبۂ معیت مین پختہ
ہو جائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نور اس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے
اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہین اُسکو) کا ہے۔ اِس
مراقبہ مین اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اس مراقبۂ محبت مین بھی دو دائرے
اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہین۔ اوّل مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ
شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت مین مُحِب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونو
خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کر جاتی ہے اور مُحِب کو اضمحلال اور
فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہان سے دوسرے دائرے محبت کا شروع ہے اس دائرہ مین نفع اور فائدہ
محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہین ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ
کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے دل سے مثل فوارہ جوش مارتی
ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محب سے باقی نہین رہا تو یہان پر
دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ مین پہنچکر محب فنا در الفنا
ہو کر نسیًا منسیا ہو جاتا ہے۔ اُسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالی کا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ایک
اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہین منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور
اجسام اور افعال اور احکام مین جو تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتے ہین اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر
اُسکے مظاہر کا ہے اور علی ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمۂ پند آمیز کہنے
کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا
ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر
کے ملاحظہ کرکے طرف اصل مُسمّٰی اِس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اِسکے بعد اسم الباطن
کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزون کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک
ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہین کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے اور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القا کرنے والے احکام آلٰہی
کے ہین کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اُسکو لوگون کے دلون مین القا کرتے ہین اُسکے بعد
وہ حکم دنیا مین ظاہر ہوتا ہے اس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہین اور اُنکا تعلق اسم الباطن
سے زیادہ تر ہے اور نیز مورد فیض اس مراقبے کے تینون عناصر باطنی بھی ہین یعنی آگ اور ہوا اور پانی
کیونکہ یہ تینون عناصر بھی جسد انسانی مین باطن ہین اور جو تھا عنصر یعنی خاک اُسمین ظاہر ہے۔ پس جب
یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو تجلیات اسم باطن کی اس سیر مین ظاہر ہو جاتی ہین اسکے بعد سیر تجلی
ذاتی الٰہی کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے +

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہین اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ
سمجھتے ہین کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیاء عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت
تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بدعتی اور ملحد کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو
جوگی اور ساکنان حبش قدیم سے ان فنون کے اُستاد اور مشاق ہین اور علم مقناطیس حیوانی جسکا در نیولا
یورپ مین بڑا زور ہے انہین اشغال کا ایک شعبہ ہے پس اسمین شک نہین کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق
کریگا اُسپر وہ مقامات متعارفۂ سلوک کے کھلجاوینگے لیکن رد اور قبول ایک دوسری چیز ہے - مردود ان
بارگاہ آلٰہی کا وہان تک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے
مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب نہوگا تو گرفتار غضب سلطانی ہو جائیگا اور یہ بھی یاد رہے کہ
مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک مین بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے کچھ کمال کی بات نہین ہے اگرچہ مقبول
لوگون کو مقام معرفت ذات تک پہنچنے مین اور ترقیان بھی ہو جاتی ہین - جب سالک بمرتبۂ مشاہدۂ
جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی مین اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا
جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونو سے کرے - مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی
بے وضو اُسکو نہ چھوے اور جب مصحف مجید کو ہاتھ مین لے تو کسی دوسرے کام مین متوجہ نہو اور عظمت
قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ مین ایسی معظم اور
مطہر چیز محض بفضل آلٰہی پہنچی ہے ورنہ مجھکو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہان تھی اور
ایسے تصور سے مارے خوشی کے سینہ اُسکا مالامال ہو جائے اور اگر ایسا خیال خود بخود اُسکے ذہن مین
آئے تو بہتر ہے ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل مین پیدا کرے - اور اسیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ
اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیے اور نیز مال کو اُسکی راہ مین خرچ کرنا اور طریقہ ایثار

کو اختیار کرنا اور نوافل کا مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے مثلاً اگر سونا کا اُسکے خیال مین گذرے تو اُس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اُسکے کھانے کے واسطے اُسکے سامنے رکھا گیا۔ اور اسیطرح انبیا و اولیا بلکہ تمامی مسلمانون کی تعظیم مین کوشش کہ وہ سب اُسکے شافع اور ساعی ہون اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے۔ اس مقام پر پہنچکر وجہ اللہ کا مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہونا اللہ ربّ العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسے کہ قرآن مجید مین آیا ہے اَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (یعنی جدھر تم مونہہ کرو وہین اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر غور کرے تو بالیقین اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھکو عنایت ہوئی پس اسی طرح پر اور ہزارون نعمتون کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزین عالم مین موجود ہین اُنمین غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شے اُسکی واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز افلاک سے لیکر خس و خاشاک تک اُسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے پس اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کی نعمتون مین غور کرکے ہر دم اُنکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس جب اسطرح رحمت الٰہی بلا غرض بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اُسکی طرف متوجہ رہے چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اُس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان حال و قال سے اُس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے پس جب یہ مراقبہ وجہ اللہ کا بخوبی سرانجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر ایک نور مقدس ازلی جو ہر مومن کے حصے مین آیا ہے اُسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور تخم عقل کا ہے اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کریمۂ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا مین اس نور ازلی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس مراقبۂ وجہ اللہ کے کرنیوالیکو وہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر تمام بدن مین پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزون کو دیکھتا ہے ویسے ہی اس نور ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے۔ پس جب یہ طالب قصد کسی کام کا کرتا ہے یا کسی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اُس تجلی مین بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالیٰ کے پیدا ہوجاتا ہے اور بعض کم درجہ بندگون کا نور قلب سے تجاوز نہین کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہین پس اگر رضامندی الٰہی اس کام سے متعلق ہے تو اسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح اُنکے دلونمین اور رغبت طرف اُس کام کے خود بخود اُنکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضامندی الٰہی اُس کام مین شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض در نفرت

اُس کام کی طرف سے اُنکے دل مین لاحق ہوجاتی ہے اور یہ دریافت رضا یا نارضا باری تعالی کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے نہیں ہوتی بلکہ بمنزلہ چشم ظاہری کے یہ شناخت اُنکو حاصل ہوجاتی ہے - اِس مقام کے لوازم سے ہے خلعت مکالمہ سے سرفراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ؎

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول توبہ راہ نبوت کا بیان کرکے تعلیمات احمدیہ کو ختم کئے دیتا ہون (طریق توبہ) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق وادائے عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہ نبوت کو چاہئے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ قبیل اعتقادات سے ہون خواہ قسم افعال و اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے خواہ جنس افراط تفریط عبادات سے ہون اِن سب کو قرآن و حدیث سے تنقیح او رتفتیش کرکے ٹھیک کرلے اور اسکے بعد خلوت مین بیٹھکر غور کرے کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق مین کہ سر سے پانؤن تک احتیاجون سے بھرا ہوا ہون کسقدر بُری اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن مین ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی کی اُسکے ذہن مین جگہ پکڑلیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجائین اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیرلے اور اُسکے باطن مین خوف اور دہشت پیدا ہوجائے پس جب اس مراقبہ مین مزاولت پیدا ہوجائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفات ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اس عالم امکان مین کسیطرح بھی مناسبت نہ تھی مگر اُس رب العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس مین اُسکو نازل فرمایا ہے اور اپنے بندون کے درمیان ایک واسطہ ٹھیرادیا ہے - القصہ عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن مین ایسی مستحکم ہوجائے کہ جسوقت اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھین چندھیا جائین اور سینہ اُسکا پاش پاش ہوجائے پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑلے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے اور کسی مبارک دن مین مثل جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان مین داخل ہو اور جناب باری تعالی مین بہت عاجزی سے عرض کرے کہ بارخدایا مین ہرطرح سے عاجز ہون اور تو ہر چیز پر قادر ہے توبہ کہ قدم اول راہ نبوت کا ہے مجھکو عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نکر کیونکہ لیاقت دنیا بھی تیرے ہی ہاتھ مین ہے بموجب بیت ؎

تو کرم ساقی شوی درد تنک ظرفی نماند + لقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا + اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خضوع اور خشوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائے نماز وہی انعامات حق اور نتائج قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سے اپنے دل مین حاضر کرے اگر اُسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور جسم اور ظاہر

باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورۂ بالا عمل کرے اور جبدن وہ حالت پیدا ہوجاوے تو اسی اثنا مین
عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان رب العزت کے ایسے چست طور پر ملاحظہ
کرے کہ سینہ اُسکا اس خیال سے بھر جائے اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بارخدایا
مینے اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا اور ساتھ اس حبل متین کے مینے اپنے کو مضبوط باندھا پھر
سارے گناہون سے توبہ کرے اور قرآن مجید کو ایک توسل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بارخدایا تیری عنایت
پر توکل اور بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال مین مینے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان
اور مال اور آبرو اور فرزند وعیال اور استاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر مینے ترجیح دی۔ اے بارخدایا مین
عاجز محض ہون تیری عنایت پر توکل کرکے التزام اس امر عظیم کا مینے اپنے اوپر کرلیا ہے پس تو محض اپنے کرم
عمیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کرا۔ بعد ازان اس مچلکہ اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ
عالیجاہ سے مینے عہد باندھا ہے مبادا سرِ مو اسمین فرق ہوکر داغ نقض عہد کا دائمًا میری پیشانی پر لگجائے
اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن وحدیث اور اجتناب بدعات
مین اُس زمانہ مین مشہور ہو ظاہر کرے لیکن ہر حال مین قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اُس بزرگ کو شیخ ظاہری
خیال کیا کرے۔ جب طالب راہ نبوت کو رسوخ کامل مقام توبہ مین حاصل ہوجاوے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ
ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس یا ضبط اوقات مراد
نہین ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اُسمین پیدا ہوجایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نکرے جس سے
طبیعت ملول ہوجائے بلکہ بتدریج نفس کو اُسکا عادی بنائے پس اسیطرح پر کچھ وقت ذکر مین اور کچھ وقت
فکر مین صرف کیا کرے اور اُسکے عمدہ مؤدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصًا یتیمون اور مسکینون
اور مفلسون اور مریضون اور محتاجون کی اور حب ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فنا ارادہ کو جو اظہر
علامت اس طریق کی ہے پہنچ جائیگا اور فنا ارادہ کی بھی اس طریق مین دو قسم ہین ایک وہ جو مبادی
سلوک راہ نبوت مین حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالی کے ارادہ کا تابع کردے
دوسرے جو انتہائے سلوک مین نصیب سالکین ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ برائے انتظار ورود امر از جانب
مولائے خود اپنے ارادہ کو معطل کردے اور ان بزرگون پر رحمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہوجاتی ہے اور
جو حکم مولا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اُسکو چستی اور چالاکی سے عمل مین لاتے ہین اور جب فنا ارادہ اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدثین اور شہدا مین داخل ہوجاتے ہین۔ اسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے
اور ہیبت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو جناب

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون
مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جاوے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری
و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہو
اور محض قرب جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرلے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور
اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا مین اور ثواب
جزیل عقبیٰ مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گنا ہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا
مین اور عذاب شدید عقبیٰ مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور ایک خاص حد اُسپر غالب آجاوے
کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہوجاوے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریاے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ
شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا
پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوا اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے اُسیکے ہاتھ مین
نہین دیکھتا ہے پس تہِ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہے امواج بحرِ ذخار اور گرد باد ہوا
مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی لہر دریا
اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جابرہ سے
باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ
فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان مین جب مقدمہ خادمان سید صاحب
عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو
جواب دیتے تھے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہوجاتے ہین۔
مینے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے
لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے۔

## حصہ سوم

اب مین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کا ذکر شروع کرتا
ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ آپ سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپ اپنے
بمقام رام پور چند تو آمد لاتیون کی زبانی کئی مسلمان عورتون کو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کاحال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور درد ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے
تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو ۔ بعد اسکے جب کسی قدر
مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اُسوقت
سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت
آپکے ساتھ قریب دس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہوگئے تھے جنہونے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا
عہد واثق آپکے ساتھ کرلیا تھا سالکہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب)
مالیر کوٹلہ - ممدوٹ - بہاولپور - حیدرآباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڈھ - درۂ ڈھاڈر - درہ بولن -
پشین - قندہار - کابل پھر براہ درۂ خیبر داخل پنجاب ہوکر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی
مین جاکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے - مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب
تھے آپکے اس دورودراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت
کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگلی اقوام
مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئی تھی - جب آپ
اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس
شتر پر آپ سوار ہوکر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً مانگ لیگئین اور جب
تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرک خلائق لیگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن نیچے کی خاک
لیکے سر اور آنکھون کو ملتا تھا - پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین نمازیون مین ایک ایک تاملوٹ
غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان فرحان تھا سید صاحب
جماعۂ مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا اپنے خزانہ
غیب سے لشکر کو برابر روزی پہنچائیگا - بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی
بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرداگرد بستر کرکے سورہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اٹھکر نماز پڑھی
اور حضرت کی دعا مین شریک ہوئے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان
بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ٭

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکرگاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ٭

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے، اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور ہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قایم رہکر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت میں بھی جب تک تم مطیع رہو گے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہو، تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی +

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کر کے سید صاحب کے لشکر میں واسطے جاسوسی اور لانے خبروں کے بھیجدیا۔ قندہاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر میں تھی اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحب کے حضور میں حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی میں اُسکو بلا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے مگر اب میں اپنی بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کفار کی خبریں حضور میں لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج میں رحم کھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان** پسر **فیروز خان** میرا بھتیجا جو مدت سے مجھ سے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں آکر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ میں بڑھ آنا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریائے لنڈہ سے پار اتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کر کے **ہشت نگر** سے کوچ کیا اور **موضع خویشگی** میں جو جانب اکوڑہ ہے قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہاں ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ بہا

پسیند بعد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے فضل الٰہی پر بھروسا کر کے واسطے پہونچانے روزی
مومنین کے جناب باری مین دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی
آدمی نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے
آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجیے - آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدیئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ
نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی - قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے مین سے تھوڑا
سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا - گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر
کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سبنے خوب سیر ہو کر کھایا ؛

اسوقت آپکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا - جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین
کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ بارتی
تھی - جماعت دوئم مولانا محمد اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈونس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی
جماعت سوئم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ
لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی - جماعت چہارم الٰہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ
ریر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی - پانچوین جماعت کے سردار مُلا لال محمد قندہاری تھے - چھٹی جماعت
کے سردار مُلا قطب الدین ننگرہاری - ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی - آٹھوین جماعت
کے سردار جعفر خان قندہاری - یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین - ان
جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور ڈپو یعنی فاضل مُعین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا
اور اور متفرق کام تھے - سید صاحب مع وزرا خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے - خویشگی سے کوچ
کر کے لشکر نوشہرہ مین پہنچا بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ
سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے اُسوقت
سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مُسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے
کھانے پینے سے فارغ ہو جاے - بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مُشیرون سے مشورہ کر کے سب جماعتون
مین سے جوان اور تندرست اور چست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کر کے ایک سریہ تیار کیا - الٰہ بخش
جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون
کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کرو چنانچہ جمعدار نے بعد عبور قیام
گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا - جب سب آدمی سریہ کے عبور

کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کرکے شریک سریہ ہوگیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ بار سورہ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو
کل آدمی اس سریہ کے قریب نوسو کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی
اپنے اپنے ساتھیوں سے اپنے قصور معاف کراکے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہاں ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہوگی - قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اس میں ایک شخص
مین ملکی آدمی اسکے رہبر تھے - واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی - دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکرگاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جاکر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعۃً
سارے لشکر نے باواز بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا - دشمن سراسر غافل تھے آواز تکبیر نے انکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
**شیخ باقر علی عظیم آبادی** سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے اسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے - ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے - ہر ایک غازی نے بقدر ہمت خداداد
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصل جہنم کیا چنانچہ **عبدالمجید خان** جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے - چودھوین وار پر انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہون نے پھرتی کرکے **مولوی احمد الدین**
سے جو دو تلوارین باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی انہون نے بہت سے کافرون کو مارا **عبداللہ یا ہدایت اللہ** مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے
سات آٹھ کافرون کو تہ تیغ کیا **الٰہی بخش خان** و **شمشیر خان** و **غلام رسول خان** و **حید خان**
و **شیخ ہمدانی** و **علی حسن** و **شیخ بڈھن** و **شیخ رمضان** نے بڑی داد شجاعت کی دی - یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے انکی آواز تکبیر سے
کافرون کو غش آجاتا تھا لشکر کفار مین بھگی پڑ گئی غازیون نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا - گولا انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی - اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کرکے اپنے خیمے سے
نکلکر بھاگ گیا - اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہوگئی تھی - سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا - جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہوگیا - تب سکھون کی قواعددان پلٹنون نے جمع ہوکر چند بار تھین حملہ آورون پر ایسی باڑین کیں جنسے

اکثر شجاع تلوار ہاتھ مین روبرو مجاہدیون کے شہید ہو گئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلا مین گرد وسرے تشنگان شہادت نے اُنکو للکارا اور شرم دلائی وہ اُسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیون کے مثل زخمی شیر کے پھر ٹوٹ پڑے اُسوقت دونو لشکرون مین دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان مین کام آیا - اس عرصہ مین صبح نمود ہونی شروع ہو گئی تھی اُسوقت بابا اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدین نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور امامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب یہ سریہ مظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آ پہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور مین عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعاے خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑ کر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی مین جا اُترا +

اس پہلی جنگ مین حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۲۵ آدمیون کے مجروح ہوے اور لشکر سکھون مین سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوے - نام نامی شہداے اکوڑہ کے یہ ہین - [1] اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - [2] شیخ باقر علی قاسم غلہ - [3] عبد المجید خان جہان آبادی - [4] شمشیر خان جمعدار مورانوی - [5] شیخ بڈھن - [6] شیخ رمضانی مورانوی - [7] شیخ ہمدانی خالص پوری - [8] علی حسن گنگوہی - [9] غلام حیدر خان خالص پوری - [10] غلام رسول خان خالص پوری - [11] خدا بخش خان مینٹی - [12] شادل خان خیرآبادی - [13] کریم بخش بڈھانوی - [14] میانجی احسان اللہ بڈھانوی - [15] شیخ معظم جگدیس پوری - [16] دین محمد کورہرستانوی ببیواڑہ - [17] عباد اللہ مئو - [18] قاضی طیب - [19] امام خان خیرآبادی - [20] اولاد علی باڈھوی - [21] ہمایون بیگ لکھنوی - [22] امام الدین خان رامپوری - [23] باز خان خالص پوری - [24] سید محمد لہاروی - [25] محمد کمال خورم پوری - [26] ضیم خان حسین پوری بڈھانوی - [27] سید عبد الرحمن سیالمی - [28] شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - [29] غلام نبی خان گوالیاری - [30] عبد الرزاق دیوبندی - [31] جواہر خان لکھنوی - [32] منور خان ملیح آبادی - [33] عبد الجبار مورانوی - [34] عنایت خان بریلوی - [35] برکت اللہ بنگالی - [36] سید عبد الرحمن سندھی - [37] حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبضہ و تصرف مین کریگا +

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ دہ گونی قواعددان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا مسلمانون کے دل بڑھ گئے - بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین - اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانونکا شہرہ اس جنگسے تمام ملک مین پھیلا - ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے - ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھکر روانہ کی گئی - اس جنگ کے دو روز بعد **خادی خان** سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا - ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے **اباسین** کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پرفضا مقام تھا - اسی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +

شبخون حضرو

اسی مقام اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے - یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا - حضرو کے قریب سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی - اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی

**خادے خان** اور دوسرے سرداران اُس نواح نے **سید صاحب** سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے - سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہوگئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب فراز سے بھی واقف نہین ہین - اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو - اُن لوگون نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارۂ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے - اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی - ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندہاریون مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندہاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا +

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے پار اُتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا - جب **سید صاحب** نماز صبح سے فارغ ہوے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے **سید صاحب** کے حضور مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندہاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

گھوڑی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور یہ گھوڑا اُسی مالِ غنیمت مین سے بطورِ ہدیہ حضور کے پاس بھیجا ہے سید صاحب نے اُس ہدیہ کو قبول فرما کر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کر دیا۔ جب صبح روشن ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سا مال سرون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین اور اُنکے پیچھے قندہاریون کی جماعت بھی جو شریک اِس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقین سر کرتی ہوئی چلی آتی ہے پھر دیکھا کہ اُن قندہاریون کے تعاقب مین پندرہ سوار سکھون کے سوار بندوقین چلاتے ہوے بڑے جوش وخروش سے آ رہے ہین۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندہاریون نے ایک چھوٹی سی نہر کے کنارون کی آڑ پاکر اُن دُشمن کے سوارون کو روکنا چاہا وہ سوار منجانب الغین تھوڑی دیر رُکے تھے کہ اس عرصہ مین قریب پانسو سوار اور پیادون دشمن کے جابجا سے جمع ہوکر اپنے پندرہ سوارون کی مدد کو آن پہنچے۔ اس پچھلی کمکی فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھین مگر اس فوج نے اُن قندہاریون اور پندرہ سوارون کو اپنے حال پر چھوڑ کر اُن ملکیون پر جو مال مغروقہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا مُلکی لوگ شاہین کی گولیون سے پراگندہ اور بیقرار ہوکر کوئی شناس پر اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہوکر مع مال مغروقہ پار ہونے لگے۔ اسوقت سوائے ۲۴ نفر قندہاریون کے دفعِ دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا مُلکی لوگ حسب عادت قدیمۂ خود مال مغروقہ لے لیکر بھاگنے لگے مُلکیون کے آگے دریاے تہارا اباسین اور پیچھے دشمن کی شاہین تھین۔ یہان مُلکیون کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس افراتفری مین بہت مُلکی لوگ بدحواس ہوکر مع مال مغروقہ کے اباسین کی نذر ہوے۔ سید صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو بُلا کر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیون کو زیرِ حکم انور شاہ کے قندہاریون کی مدد کے واسطے روانہ کرد۔ اُسوقت وہ چند قندہاری پانسو دشمنون کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قریب پچاس نفر ہندوستانی بھی بلاحکم واجازت سید صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے۔ جب خادیخان کے آدمی عبور کر گئے تو سید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھکر اباسین کے اس کنارہ پر جاکر کھڑے ہو جاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیون نے جو خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قندہاریون کی امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ مین اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافرون کو شکست فاش دیکر پیچھے ہٹا دیا بلکہ چند میل تک اُنکا تعاقب کر کے اُنکو حضرو کی دیوارون کے اندر داخل کر دیا برکت السد بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ مین شہید ہو گئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوے مگر کفار کے سینکڑون آدمی ان چند لمحون مین دار البوار کو پہنچے۔ اِن دونو واقعون یعنی اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید صاحب کو معلوم ہو گیا کہ اِس ملک کے آدمی طامع اور خودرائے ہین۔ اپنی طمع اور خودرائی سے جنگ کو بنتے

زینت کرکے ہندوستانیون کے گلے ڈالدیتے ہین - اِن دونو سریون مین اگرچہ لاکھون روپیہ کا مال ولائتیون کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم نہین ہوا جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا - حضور کے وقوعہ کے بعد سردار خادے خان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہوکر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی تابض مال مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور کسیکی نہین سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولائتیون کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲ ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقّہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آیندہ کو انتظام جہاد بعد تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کرکے خلافت حقّہ کو جاری کرے اور اس صورت مین سب مسلمانون پر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہوجائے اور اُسکے حکم کی نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے - تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور رؤساء نے اپکی امامت پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قایم ہوکر خطبہ مین آپکا نام پڑھا گیا - سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعۂ خطوط آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کرلیا - اسی تاریخ کو ایک خط مع تشریح و بیان کُل واقعات گذشتہ کے تحریر ہوکر نصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی جب یہ خط ہندوستان مین پہنچا تو علمائے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا - سرداران پشاور کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ نماز مین ضرور کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے - اُسکے جواب مین سید صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا اللہ ربّ العزت کے ہاتھ مین ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اُسکا ثمرہ خدا سے پائینگے - اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور مین بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھون پر غالب ہو گئی - آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہین کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپخانہ کے موضع سرمائی مین قریب نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے حاضر ہین آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھون سے جنگ شروع کیجئے - یہ خبر سُنکر سید صاحب نے سردار اشرف خان اور سردار خادیخان کو مع پانسو آدمیون کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ کو روانہ کردیا - جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھون کے جنرل کا سید صاحب کے حضور مین پہنچا جسمین بعد اظہار بڑے لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ شبخون سے جیسیکہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہین اگر آپ اصل سید

برباد رہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لین جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیت اور ارادہ اور
مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار مذکور سنگہ
نسخہ کتاب ہذا مین درج ہے ؛

ان ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقہ مست رہتے تھے درختون
کے پتون اور گھاس پات پر انکی گذران تھی ؛

حضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارہ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور
ارادہ حملہ کر کے باری دو تین توپ اور چھہ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور
یکبارگی بیک انکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اون سب
کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر
آپ اجازت دین تو ہم ملکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے انکو پسپا کر دین - آپ تبرکاً چند ہندوستانی
مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تاکہ برکت انکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سید صاحب نے
سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور
لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو اُنہون نے اپنی مخفی انواب اور شاہین کو سامنے
کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے انکو فرار
سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر انکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی
مجاہدین نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور خیک (مشک) دریا
کی منجدھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سر و سامان ہوکر
سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ؛ اس واقعہ کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ بجانب لشکر
سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب انواب و سرداران پشاور کے
دریائے لنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریائے لنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران
پشاور کے ہو گئے - اس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز
قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سیدو کے میدان مین سکھون سے
جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب
ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی - مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان
کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ نذر محمد اور

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلایا گیا - تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے - زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ تعالیٰ
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہوگئے
علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے - سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہوکر آپکے سوار ہونے کے
متقاضی ہوے - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے - مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی در
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچاؤ
چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ مین پہنچے - صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہوگئے اور کفار پر حملے
شروع ہوے - سکھون کے سنگھر یعنی خاربندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سرداران سمہ پہنچگئے اُسوقت بظاہر
درانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون
کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین
شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا - سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے
نمایان تھے - جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہوکر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اُنسے سرگوشی کی - اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر وتوپخانہ خود فرار ہوگئے - جب سرداران سمہ نے درانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہوکر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے - جب سکھون کو حسب اشارہ درانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہوگیا تو انہون
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپون کا نشانہ بنالیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی مذکور
کے اِس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تب اسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھالیا- اس دغابازی کے سبب سے
لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی
اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانون مین
مقیم رہے زہر کھانے کی تاریخ سے اٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال
دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر
مجاہدین کی مفصل آپسے عرض کی- آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھ پر گذرا وہ بسبب
مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب
مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا
وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
مجھ پر جاری کرادیا- اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی موضع چنڈلئی
سے خوند میر آپکو موضع بکدری مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار
ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و رحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ
اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ؛

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولایتون
کے ایک فتوی اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے
منافقون کا خون بحل کیا گیا- اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی
کی سخت تکلیف تھی- سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا
نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کڑاکے کے پڑکر کسی دن کسی گانون مین دعوت
ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر بھوکھ کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی
نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا- بعض دن فی غازی ایک ایک مٹھی جوار کی ملتی جسکو بسیار بطور
نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد
باری تعالی زائد از حد کرتے تھے- سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھکر واسطے فراخی رزق
مومنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع نواکئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے
کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر سے بھیجے مجاہدین کو تقسیم کردیا گیا
یہان سے چلکر آپنے ملک بُنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقہ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام گوٹ گرام مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا - جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا - پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قلب تھے آج یہ لشکر قلب سے خالی ہوگیا - پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے سید صاحب نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا - اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندھار کابل کا لمبا چکر کھا کر تو ن مین پہنچتے تھے - سید صاحب اسوقت تک اس دَورو سیر مین تھے بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچگئے چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبد الحی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے - جب مولوی عبد الحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور اُنکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جھپان (محافہ) بھیجدیا اور لب دریا تک اُنکا استقبال کر کے اُنکو لائے اور اپنے پاس ایک مکان مین اُنکو اُتارا - اس دَورو سیر سے فارغ ہو کر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۴ سنہ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکر گاہ) بنایا - اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کہ فی کس ایک ایک تا ملوث غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہو کر کھالیوے - بروز جمعہ فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیان بند ہوگئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے آپ لے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے + اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپیے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا - مجاہدین کی آپسمین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا - بیارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہو چکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر ومنی کی بیخکنی ہوگئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نرہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا - ایکروز مولوی الٰہی بخش رام پوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اُسوقت وہان تشریف لے آئے اور اُنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون اُنکے ساتھ پسوائے - جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جا کر اور گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے +

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

تھین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لاکر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہکو مدد دو - اس عرصہ مین ایک
رئیس **حبیب اللہ خان** رئیس **پکھلی** کا مع ایک عرضی کے پنجتار پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کرکے میرے بیٹے کو محصور کرلیا ہے اُسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین - اسواسطے اب سمجھا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کرکے میان **محمد** مقیم رام پوری کو مع ایک سو نفر نوآمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کردیا - یہ سریہ بخیریت تمام **پکھلی** پہنچا - سردار **ہری سنگھ** ناظم **پکھلی** اور چھچھ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سُنکر **بھول سنگھ** نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا - جب مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کرکے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان **محمد** مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کیے گئے اور مولوی **خیر الدین** شیر کوٹی میان
**محمد** مقیم کے نائب مقرر کیے گئے اور شعار اس شبخون کا **عبد اللہ** تجویز ہوا - جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمی کے باقی رہ گئے
اور باقی سب کافور ہوگئے اور لشکر بھول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا حسب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد ڈنگھر یعنی خاربندی ہوئی - میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفارون کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مُہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہوکر دونو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اُسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملہ پے در پے کرکے چھ ہزار کافرون کو خاربندی سے باہر
نکال دیا جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خاربندی سے باہر ہوگیا تو ملکیون نے کافرونکا مال
لیکر بھاگنا شروع کیا - کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جاکر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگادی جسکی روشنی سے وہ معلوم کرگئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لیکر بھاگ رہے ہین - دشمن قریب تھے کہ خاربندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی **خیر الدین** میان **محمد** مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھاکر فوراً خاربندی سے باہر ہوگئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہوگئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا - اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

واپس چلا آتا تھا راہ مین انہون نے بندوقون کی آواز سُنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر ابین مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے جنگ ہو رہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سریہ مین دو روز پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین مین سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت یہ بہانہ روند گشت ایک سکھون کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی - گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے مین آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگون کی کمر بندی کرا کے ایکدو باڑھ مار کر اُنپر حملہ کر دیا اور فرمایا کہ یار و جانے نہ دو کفار بھاگنے لگے بھاگ شروع کیا اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی مین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سُنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہین جم گئے اور پھر بار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کر دیا - جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ مین رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی اُس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہو گیا اُس حالت مین آپنے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہو گئی اور ہاتھ مین طاقت بندوق بھرنے کی بھی نرہی - اُس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کر دی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہو گیا اور مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اُس اُنگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کر لے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ بہت سے زخم لگتے ہین اور اُنمین کچھ ثواب نہین ہوتا - اِس شب مین ایک نسو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے ہاتھ سے مردار ہوئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھون کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نرہی اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب آگے

بے ظفر ومنصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے - مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک نہ پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید
احمد علی صاحب ہمشیرزادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی
صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین
چھ سو کے آدمی ہونگے سنی اور یہ بھی سنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک عناد عظیم برپا کرکے مع بہت سے
آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا
حال اسطرحپر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سد راہ ہونے درانیون
کے مقام کندہ مین ٹھیرے ہوے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط بھیجکر انکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ عنقریب
جلد راہ اسن کی تجویز کرکے تمکو بلا لیتا ہون - اس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور جانبازی مانہ لگانے
والون برجبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے - مولوی محبوب علی صاحب جو
بڑے تیز مزاج اور خودراے آدمی تھے درانیون کے سد راہ ہونیکی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے
نشیب وفراز زمانہ کے مقام کندہ سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑ کر پہلے ان کلمہ گو
کافرون یعنی درانیون سے جنگ وپیکار شروع کرو - خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت
تمام پنجتار مین پہنچگئے - لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ
ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے
روز بروز اسکا شعلہ بڑھتا گیا - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک
نہین ہوے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اسمین رہنے لگے اور بے تحقیق وتفتیش دیوانون کی
مانند خود سید صاحب پر انہون نے اعتراضات شروع کردئے - اول اعتراض انکا یہ تھا کہ سید
صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ
مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب
قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطرداری اور تواضع کے واسطے انکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور
صرف وہی غلہ اور بکری ومرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین
اسمین پکتا ہے کچھ بیت المال سے اسمین صرف نہین ہوتا - مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف
بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا
آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجاے میرے مہمانون
کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر انکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

تاکید فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض میں مولوی صاحب کو رلا جواب ہو گئے تو انہوں نے آپکی امامت میں قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک میں لائق اس کام کے نہیں ہون تو
خود آپ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہیں اِس بار گران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین - جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے در پردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہیں تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کس دن تمنے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے - بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین - بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آگئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری اُنہون نے اِسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی - مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہان
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو - مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ در پیش
ہے - مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہیں ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدّت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کر رہے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور و دراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہو جاؤ گے - مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر لاجواب ہو گئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان واپس

ہو گئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانوں کے لائق رکھتے۔

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کار و بار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا درانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند ہو گیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب میں لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ✣

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعۂ جانگداز وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر ۸ شعبان سنہ ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا۔ سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا کلمۂ آخری مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی بالرفیق الاعلیٰ ✣

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین تحریر ہوگا ✣

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا۔ یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعۂ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور سنہ [illegible] ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ✣

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کر کے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے۔ بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے درانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین۔ قریب الفہزار مجاہدین اور ملکیون کی فوج درانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکرگاہ اور قوت اور ہشیاری اور غفلت درانیون کا دریافت کر کے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا۔ ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کر کے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو۔ دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

جنگ اتمان زئی

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کرو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ جاوے اُسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے بڑھے۔ جب آپ مین دشمن کے لشکر پر پہنچ گئے اُسوقت سنتری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق کو سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپون پر جلد پہنچے گولانداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو درانیون کے لشکر کی طرف پھیر دو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپنے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی تو کانون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیئے گئے۔ اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی درانیون نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی اِدھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمین توپین لگادی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے مین یا ذنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس اتمان زئی اور اہل جنبر جنہوں نے سید صاحب کی مدد کا عہد وپیمان کیا تھا درانیون سے ملگئے اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے درانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہئے اور یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار ہوجاؤ اِدھر اپنے مورچال سے بوقت

شب سید صاحب نے اپنی فوج ہمراہ جلالہ واپس کرنی شروع کردی - صرف رانجبا نام ایک راجپوت ہندو جو
مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیواڑہ سے جاکر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک
تنہا دو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف
شبخون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اِس عرصہ مین
لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا اگاتو والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر
یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے اُنہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی
مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی - اِس جنگ آتمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت
نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے
مدت تک اُنکو شرارت سے باز رکھا +

اِس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو
معیت لنواقیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا و دیگر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ
اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اِس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۴ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علماء اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے
متفق ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول اِن معاہدین
مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا - جا بجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے
باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروے شرع محمدی کے قاضیون
کے حکم سے فیصل ہونے لگے - تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہوگیا - چوری چکاری زناکاری اور
قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص
پیدا ہوا کہ اُنہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) دینا قبول کر لیا - سردار خادیخان
رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو بہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی
کہ اُسنے درخواست کر کے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بُلا لیا +

حسب المطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھون کا مع فوج کثیر کے
پہلے حضرو مین پہنچا سردار خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس
حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کر کے ملک سمہ
مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے - انٹورا صاحب دریاے اباسین سے

عبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا۔ انٹورا صاحب کے ساتھ قریب دس پندرہ ہزار فوج اور انواب اور شاہین تھین۔ جب سید صاحب کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو اپنے اُن دو نو پہاڑون کے بیچ مین جہانسے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قدآدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور برج بنوائے اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے۔ جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیون کے چوپہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیئے گئے۔ ایک رات کو سو سواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آپہنچا۔ سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور دھوان ہوتا تھا جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانو اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے چلے آتے تھے۔ چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ پرانے ظالمون کی راہ کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ اور دھوان لکھی ہے۔ اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار کر رکھا ہے اللّٰہم زد فزد +

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندہاریون کے قریب نو سو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان پڑھکر اُسکا بیان بڑی صاحت اور فصاحت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسیوقت ہزارہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جبتک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے۔ اس بیعت کے بعد آپنے سر برہنہ ہوکر اپنا ضعف و بیچارگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی اور استقامت اور نصرت آلہی کو طلب کیا۔ اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کرا کے مرنے پر مستعد ہوگیا۔ اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوئے آپکے لشکر کے تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللّٰہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ تا آخر پارہ نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا۔ یہ نشان دادا ابو الحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا۔ اور دوسرا نشان جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورہ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا نشان فتح اللہ تھا۔ اُسپر رکوع اخیر سورہ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا۔ جب لشکر کفار موضع ستالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوا انٹورا صاحب نے دوربین لگاکر لشکر اسلام کا جائزہ لینا شروع کیا۔ لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلاکر کہا کہ تونے ازراہ فریب اور دغابازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سارا وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ انٹورا صاحب طوعًا وکرہًا مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

دیا۔ مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی
سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز و افسر شاہین
کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون
سے مُردار ہوگئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا
صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہا سے درہ تک
اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی پھرتی سے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب
نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دل پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریائے اباسین
سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا +

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص
نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کرکے پھر امام وقت اور خلیفہ برحق
سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کو خلاف اور رؤسا اُس دیار
کا اپنے ملک میں جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ
کیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کو جو سید صاحب
کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گانو جلوادیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے
کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلہ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے
باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسا یہ فتوٰی شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جائے
تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرءت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور
باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اِس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اِس منافق کی تعزیر اور
تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمٰعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موصوف
براہ موضع بازار و گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ دارالریاست خادیخان سے سات
کوس ہے پہنچے - اس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اِس تیاری کی
خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو
آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کردونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر
موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اِس لشکر مین قریب سات سو آدمیون
کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

تنبیہ خادیخان رئیس ہنڈ

ر کے پہنچگیا - راستے مین آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہوگیا تھا - مولانا نے قریب قلعہ
ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا اب حاجت سیڑھیون سے حملہ کرنیکی نہین
اسواسطے آپنے فوراً پچیس ۲۵ آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیون کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ تم
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جاکر مخفی ہو جاؤ اسوقت اہل قلعہ پاخانہ اور پیشاب کے واسطے دروازہ قلعہ
کا کھولکر باہر آئینگے تم بمجرد کھلنے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے
باڑھ مار شروع کردینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اسکو نہ روکنا - پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ اول مجاہدین
کی ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا - پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کرکے مع سارے
لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے - اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے - چند دشمن جو مقابلہ
پیش آئے مارے گئے باقی افغان و خیزان خالی ہاتھ بھاگ گئے - مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست
کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا - قرابین اور بندوقون کی باڑھ نے اُسکو
استراحت سے جگا کر اس خدائی مار سے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج تہی دستی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی
اور تمامی ہتھیار اور قلعہ مسلمانون کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص و بیص اور اضطراب مین کوٹھے پر ٹھہرا
یہ منافق بھی مسلمانون کی گولی سے دارالبوار کو پہنچا - مجاہدین نے اُسکے مال و منال اور نقد و جنس پر دست
درازی نہین کی مگر گھوڑے اونٹ اور ہتیار وغیرہ جو سامان حرب و ضرب کے وہان پائے گئے سب غازیون
کے تصرف مین آئے - مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی مُلّانون نے بطمع
بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کردیا - خادیخان کے مرنیکے بعد اس ملک مین مجاہدین کی
روز بروز بڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد و رفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی - مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک دو کوس
تک بلا جماعت آدمیون کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ
اُس ملک کے بمقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے - امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق
ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہو جاے مین احکامات شریعت کو
قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہونگا چنانچہ اس چاپلوسی اور دھوکہ مین خود سید
صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل دہانی امیر خان مذکور
قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجدیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو

دخل کرایا اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا۔ یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا اس موقع کو غنیمت جانکر مع سوسوار مع چار سرداروں موضع ہریانہ دار الریاست امیر خان برادر خادیخان کو بہیجدئیے۔ سنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل ہونے سے منع کر کے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے رنجیت سنگھ سا نامی جنرل پنجاب کا باوجودگی پندرہ ہزار فوج کے کتراکر بھاگ آیا اور پھر کبھی اسطرف موںہہ نہین کرتا۔ مگر یار محمد خان نے اس نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے مین اُسنے جان و مال وآبرو سب برباد کردی۔ ان دنون مین (جبکہ درانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) مابین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار بہت نقصان اُٹھاکر بے نیل مرام پسپا ہوگئے۔ اسوقت تک درانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی پھرتیون اور بہادری کا تماشا دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا۔ اس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھہ ضرب توپ اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرا کے ملک مین اپنی آمد کا دولہ ڈلوادیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہوگئے جو مخالف تھے وہ فوراً درانیون سے جاملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلوتہی کر کے پہاڑون پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے۔ یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کر کے صرف مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب لشکر اسلام کی مین آرمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے۔ مولوی مظہر علی صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کاروائی منافقین کا معلوم ہوگیا اُنہون نے اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جادبایا اور چند بار تھین پھرتی سے مار کر بہتون کو داخل جہنم کردیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہوگئے اور ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا ؛

جنگ زیدہ

۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۵ ہجری بروز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع توپ و شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب
کے مقابل زیدہ کے پہنچگیا - اِدھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے آمادہ و طیار ہوگیا اور قریب تھا کہ
اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنون نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے
پیام بھیج بھیج کر ضایع کرادیا - جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہو گئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح
ہرگز نہین کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کر دینگے - یہ جواب نخوت آمیز
سُنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش مین آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد
اسماعیل صاحب کے تیار کرکے شبخون مارنے کے واسطے اُنپر روانہ کردیا - اِس لشکر کی تیاری مین ایسی سرعت ہوئی
کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً آگے پیچھے ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے
لشکر گاہ مین پہنچے ہونگے - اس لشکر مین چھ سو چیدہ آدمیون کی جماعت تھی - صرف دو تین سو آدمی کمر بند
سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا - مولوی صاحب شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہوکر
مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھادی - ہندوستانی بندوقچیون اور قرابین چیون کی ایک جماعت
علیحدہ کرکے سب سے آگے روان کردی ولایتیون کو سب سے پیچھے رکھا - جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوارن
دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا - مجاہدین نے تیز قدمی کرکے دشمن کے
سوارونکا تعاقب کرکے جب اُنکو گولی کی زد پر خیال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمین بہت سے سوار
مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر مین پہونچنے پر گولہ انداز ہوکر تمام لشکر پہلے
ہوشیار ہوکر توپ اور شاہین سے مقابل ہوئے مگر مجاہدین نے جرات اور پھرتی کرکے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے
پہلے دشمن کی توپون کو چھین لیا - توپون پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر بھرمار شروع کی - پے درپے
چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر مین بھگی پڑگئی مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازون کو پکڑ کر اُنھین کے
ہاتھ سے بھاگتے ہوئے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی - تھوڑی دیر مین سارے لشکر گاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ
ہوگیا - پلاؤ کی دیگین پکی ہوئی تیار تھین حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائین - دو تین
جوان عورتین بھی یار محمد خان کے خیمہ مین پائی گئین معلوم ہوا کہ کسی گانو ملحقہ سے واسطے بدکاری کے
اُنکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا - ملکی مخالفون کو توپون اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین
کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکر گاہ دشمن کے مبارکباد دینے
کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کرکے اُنکو ثابت کرادیا کہ میدان
جنگ مجاہدین کے ہاتھ مین ہے اور وہ تمانی شکست کھاکر فرار ہوگئے - اس رات کو دشمنون پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہین پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کی جوتے بھی وہین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف توپ اور شاہین
اونٹ مع ساتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب ضبط کر لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب
کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالی بجا لا کر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار اپنے رہنے کو واپس آئے جس جس گانو مین سید صاحب
گئے گانون کی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا
سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا بمقام موضع ہریان اور ددھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے
ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے - سید صاحب نے پنجتار مین
پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکہ جنگ مین
لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین
اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا - اس وعظ کی تاثیر
سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کر کے سید صاحب
کے حضور مین حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور
پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا - اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے
منافقون کے قلعون پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا -
اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوے
تھے - اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے
معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت
سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے
خائف ہو کر مہاراجۂ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین
طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک
اُس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ
بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ ہجری باتفاق سارے جملہ علما و
رؤسا سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و
اطراف پشاور کے روانہ کی گئین - یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

ہم نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ منظورۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے از امراء مسلمین منازعت داریم و نہ باکسے از رؤسا مؤمنین مخالفت - باکفار لیام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام - صرف با دراز مویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایای خود را برائے ادائے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین ہمنے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسون کو بھی دکھلا امداد و اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بروقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاری (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کے خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کردینا چاہیے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار اور دو عمدہ یابو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کردیا +

ان ایام مین عبد الحمید خان رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر مقام ٹونک وغیرہ ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کرکے اپنے یہان رسالدار مقرر کردیا - انہی دنون مین حسب الطلب خان زمان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہوگئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اسوقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندرپور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا تربیلا سے واپس آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوے اور وہان سے چلکر پایندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

امیرالمومنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک انہیں اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور اپنی والدہ کے اس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھا قلعہ ہنڈ مین اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک مدت تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو اول قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائین اور جہان جاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم نہوگا۔ جب اس عہد و پیمان کے بعد غازی قلعہ سے باہر ہوے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر سب کو ذبح کرونگا۔ اس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالبًا کوئی انگلشمین تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا +

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فورًا قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک مکان مین قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچ گئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے آکر اُسپر قبضہ کر لیا۔ اسوقت بھی لاکھ کا معاملہ دگرگون ہو گیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغوائے سرداران پشاور راہ مخالفت آغاز کر دی تھی اس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہو کر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوے تو پائندہ خان حاکم امب و عشرہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہیں دیا اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پائندہ خان کو لکھا کہ بعجز تمام اُسکے ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہو کر آئین۔ پائندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا کہ پائندہ خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک لشکر

اسلام واسطے تادیب پایندخان کے اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع گھاڑی مین چھوڑکر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کر کے بجانب آنب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت کردی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نکرین اگر پایندخان مقابل ہو تو پھر سیف وسنان سے جواب دینے کا اختیار ہے یہ لشکر دو حصے ہوکر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فردسہ مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہوکر اُسی نواح مین لوگون کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندخان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیداً لکھدیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندخان پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندخان نے دستہ اسلام متعینہ آنب کو غافل پاکر خود ان پر حملہ کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہوگئی تھی اُسنے پایندخان کے لشکر کو آتے دیکھکر وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہوکر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ عشرہ بھی آکر شامل ہوگیا اس دستۂ دوم کے پہنچنے تک پایندخان براہ گھاٹ چیتربائی دریاے اباسین عبور کر کے فرار ہوگیا - اِسکے فرار ہونیکے بعد قلعۂ آنب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اِس جنگ آنب مین چھے غازی شہید ہوئے - اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اِسی جگہ یعنی قلعۂ آنب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلا لیا تھا - اِس ملک مین بھی احکام شریعت جاری ہوکر جا بجا قاضی اور محتسب مقرر ہوگئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جلیسکہ پہلے سے ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہوگئی تھی - دفتر وغیرہ سب آنب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے دفتر مین نو دس مُحرّر تھے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری سید صاحب کے وزیر تھے - سید صاحب کی مُہر جسپر اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کُھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ کندہ تھا منشی فضل الرحمٰن صاحب کے پاس رہتی تھی - اِن ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے انکو آئے تھے۔ کشمیر مین بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیان مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے حضور مین پہنچی تعین کہ درشیدا لاکر یا رام صوبہ دار کشمیر معتوب ہوکر لاہور کو بلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف لاکر دخل کرلین اور ہم سب مسلمان دل وجان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے۔ ان عرضیون کے پہنچنے پر بجانب کشمیر جانیکا سید صاحب کا ارادہ بھی ہوگیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہان سے دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کثیر اسطرف کو جائیگا تو غالباً وہان پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی خبر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے ولائتیون سے خود غرضی اور بیوفائی اور دغابازی مین کم مشہور نہین ہین عین موقع پر دغا دین تو پھر اس نادیدہ ملک مین سخت مشکل ہوگی +

ان ایام مین سید صاحب کو منظور ہوا کہ غازی نکلتے زمین بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھون کا ملک اور قلعے ہین انپر حملے کئے جائین اسیواسطے ایک لشکر تیار ہوکر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اس لشکر کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گذرگاہون سے عبور کرکے بمقام پھولڑہ جمع ہوا۔ مولوی محمد حسن رام پوری اور سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمٰعیل اس لشکر مین سردار تھے مسلمان رعایا راجہ رنجیت سنگھ جو ملحق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خودبخود سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر احکامات شریعت پر چلنا قبول کرکے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ کرکے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک مین بلانا چاہتی تھی۔ ایسے لوگون کو امان نامے مہری سید صاحب اس مضمون کے عنایت ہوگئے تھے کہ فلان رئیس فلان دیہ کا اینجانب کے حضور مین حاضر ہوکر احکام شریعت پر چلنا قبول کرکے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بدل خود اختیار کرگیا اور اسقدر نقد و اسباب واسطے خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اُسپر اور اُسکے گانو پر کوئی غازی دست درازی نکرے اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانون کا مال تصور کرے۔ جب مین آدمی یعنی فوج کلان اس حملہ آور لشکر کی پھولڑہ مین پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب راہ مین ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف ہوگئے۔ صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے یہ دونو سردار فن جنگ سے ایسے واقف نہ تھے جیسے انکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اس کام مین برق تھے۔ اس فوج کا لشکرگاہ بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بڑی بےموقع جگہ پر ہوا تھا۔ فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھے لشکر کفار نے یورش کرکے ایک غازی کو تین تین سوارون نے جا گھیرا۔ اس گھبراہٹ مین غازیونکی صف

پھولڑہ

ہوکر پھر بار کا بھی کچھ موقع نہو سکے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دو نو سردار بھی شہید ہو گئے۔ سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکتے تھے اس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوے جسنے چند باڑھون مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے انکو پسپا کر دیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنگلی اور گڈھی چمڑی کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آنب کو لوٹ گئے ۔

اندنو نہین سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت احدے اسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور ہم امیر ہون سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقراء کو دعا گوئی امرا کی ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جاوینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے انکی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ۔

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہو گیا مگر سید صاحب نے اسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اسلام کی کرتا رہے۔ ان ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے اٹک کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کر دیا۔ مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہو کر مع جواب راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیزالدین صاحب کے روانہ کئے گئے - یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب
مین بھیجی گئی جہان بمجرد پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بعنوان رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار
عالیہ سے مقرر ہوگیا - ایک مُلا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی
دوسرے دن مولوی خیرالدین صاحب و حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا
صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسنج اُسکے خیمہ مین داخل ہوئے اُسوقت اُس خیمہ
مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے - یہ لوگ السّلامُ علیٰ مَنِ اتّبع
الہُدیٰ کہکر نیز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا
صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیزالدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیرون کو پاس بٹھلادیا پھر انٹورا صاحب
صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے - حاجی بہادر شاہ خان صاحب
نے مولوی خیرالدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیرالدین صاحب سے کہا کہ
مین آپسے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون - مولوی خیرالدین صاحب نے ازراہِ دور اندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی
کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر خواہ مین
آئے بلا تکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر
دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے - پھر کہا
کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اُسوقت ایک شخص بصورتِ فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس
آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی
کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور ذیرباری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی
اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی
بھلائی ہے - کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا - مولوی خیرالدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل
دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت
کفار اور اُنکو مالیہ دینے سے کیا کام - خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست
مین نہین آئے - یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر اُنکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے
تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفاتر اور فوج وعساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و
جدال کا رکھتے ہین - مولوی صاحب نے فرمایا غالبًا آپنے سُنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملکِ ہندوستان مین
بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوا خلائق ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید رشید اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے انکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹورا صاحب نے کہا البتہ مینے سُنا ہو کہ خلیفہ
صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر اُنکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض
بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین مشقت اُٹھانا اور باوجود
بے سروسامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہین ہے اب آپ دل لگا کر سُنیئے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کر رکھے بلکہ اُنمین ایک لُطف اور لذت دالرکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ انکے ادا کرنیکی اللہ
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز - روزہ - زکوۃ تینون سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سُستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سروسامانی کے ساتھ آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے اِن ایام مین کسی امیر
اور دولتمند سے بھی اسطرح پر بن نہین آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسی
سے نہین ہو سکا اُسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے
حوالے کر کے اُس سے مُنہ چُراتے ہین - اس سبب سے اُن پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہی
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسی
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیا کو بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑے صاحب اِمداد و اُولوالعزم ہے - بعد ادای
حج اُنھونے چاہا کہ اس پانچوین فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سنا تھا کہ قوم یوسفزئی
سکھون سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے انمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا
کرنے اس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش
اور ترغیب تحریص سے اس ملک کے لوگون کو بھی شریک اس کام کا کرلیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون
آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرلی اور انکو اپنا سردار بنا لیا پس اسی روز سے آپ
بلقب امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور
جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور وسعت
خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد
ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا
کرے۔ ترقی دین اور اسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت
جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال
کہتے ہین پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب
ترقی دین کی ہے اور فتوحات اسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ
مجاہدین اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ
کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہدا کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ ان
سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ
نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیا داروں
کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالی کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ
ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالی کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
خداوند تعالی اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت
دلا دیتا ہے اگر آپکو اس سے انکار ہے تو آپکا دعوی تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج
اور توپ رسکلہ نتھا انکو محض بتائید الہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا
صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پنجتار پر جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے پنجتار
جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت امب مین ہین اور امب کے ایکطرف دریا
اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گزار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اب ایک سخت مقام
ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور
مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہوگا اُس وقت ہمکو ضرور نمک حلالی کرنی ہوگی
پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور
تحائف کی جاری ہو جانا چاہیے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب
اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے
ہوجاتا [illegible] اسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک
پر کبھی نہ آئیگی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو
کچھ غرض [illegible] ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت
ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سر بند یا کلاہ یا
ہتھیار ہوتا ہے اور انکی سرکار مین ہتھیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہین تعجب نہین کہ کوئی ہتھیار ہی عنایت
کرین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سر بند و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا العوض میرے تحائف
کے عنایت کردین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجایش ہوجاے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ
مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ
صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کر لینگے کیونکہ یہ بات دوراندیشی طلب ہے
اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ
کہتا ہے قبول کر لو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دوراندیش سے مشورہ کرکے پھر بھی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص
قبول کر سکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو
اُسکو یہ امر قبول کرنا محال ہے [illegible] ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا
کیونکہ میرے اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ
و دیگر اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہوجاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل
ہوجاتا ہے ایسے سوال [illegible] انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے
کے اور دو تین بار [illegible] مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار سوال
لی بے سود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے
کا [illegible] پھر ہم آپکو بطور خراج گھوڑا کسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب نے ارادہ کیا

اہل دالسیی بے سرو سامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہو جاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پہ فوراً اسلمان ہو جاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر بدقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرین تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کر دینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مو بمو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کر دینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا آخر
اپنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ اُنہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہو کر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرما کر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار ویر سنگھ نو مسلم خفیۃً مولوی خیر الدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خلاف خان ایک جگہ جمع ہو کر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی رہے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے ۔ آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کردیوین ۔ مخوف
مولوی صاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کردیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا
کہ راہ مین جو گانو مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا سبب ایک یہ بات
باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جاکر مقیم ہوا بعد
غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہوگیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا
اِس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس
رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوئے کھڑا رہا ۔ رات کو پانی
کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہوکر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون
آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہوکر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ
اُس رات کو لشکر خالصہ مین بے طرح شور و غل ہوکر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا ۔ انٹورا صاحب نے
لشکر کا یہ حال دیکھکر **یوسف خان** اجیٹن اور دوسرے افسرون کو بلاکر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی ہے
کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تشفی دیکر بھاگنے
سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ اُنپر رہا ۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احدے سارا لشکر بڑی سرعت
سے پسپا ہوکر دریائے **گُنڈہ** سے براہ پُل عبور کرکے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے
سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے بنگیا تھا یہانتک
حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اِس لشکر نے دریائے گُنڈہ سے عبور کرکے بلا حکم کسی افسر کے پُل کو بھی توڑ ڈالا
کہ کہین غازی اِس پُل کے راستے سے یورش نہ کرائین ۔ اُسی دن مولوی خیر الدین صاحب بھی بلا حصول
جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہوکر پنجتار کو چلدیے ۔ اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بمقام اتب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت
سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی ہو بہو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کردی **سید**
صاحب نے سنکر فرمایا شاباش وجزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے
اور اِس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے **سید** صاحب بہت خوش ہوے **سید** صاحب نے
یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ آپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +

اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعۂ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہوگئے
اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعۂ مذکور پر جاکر قابض ہوگیا +

فرار انٹورا صاحب بر پنجتار

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ میں جاری ہوا تو اُس ملک کی کواری عورتوں نے جو بعد
گوئے ونا یعنی منگنی صدا ایجاب قبول اور نیز اُن عورتوں نے جو بلا گوئے ونا اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی
ہوئی بڈھیاں ہو جاتی تھیں آوازۂ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعوں سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جملہ کاربرخوانین اور علماء و حامیٔ دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطاء دختروں کے مخصوص نہیں فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دختروں کو کسیکے نکاح
میں نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ اپنے کسب کا کرلے بلکہ ہر قوم میں لڑکے اور لڑکیاں دونو پیدا ہوتی
ہیں پس جسقدر رقم بعوض لڑکیوں کے دوسروں سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکوں کے نکاح میں دوسروں کو
دیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست میں جاکر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتوں تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ میں مرجاتے ہیں اور بہت آدمی اُن ملکوں میں کسی عورت کو مفت پاکر پھر یہاں
واپس نہیں آتے اور لڑکیاں والدین کے گھروں میں بیٹھی ہوئی بڈھیاں ہو جاتی ہیں اور اکثر اُنمیں تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری میں گرفتار ہو جاتی ہیں اگر یہ کل لڑکیاں جو اسطرح سے رکی ہوئی ہیں بروقت
بلوغ اپنے شوہروں کے گھروں میں چلی جاتیں تو اُنسے ہزاروں مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضۂ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل وجان قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہیں ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود معہ پنجا عدد کو درانیوں کے پاس چلا گیا - جا بجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزاروں جوان لڑکیاں شوہر والیاں ہوگئیں سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی ومردان کے ایک شبخون ہوتی ومردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب تھے - انکے ہمراہ عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنوں کو کسی ذریعہ سے
اس شبخون کی خبر پہنچ گئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولایتوں کے تیار تھے مگر غازیوں نے حملہ
کرکے گڈھی اُنسے چھین لی مگر قاضی حبان صاحب جو ولایتوں میں اول درجہ کے مومن و معین لشکر اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول میں قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے مولانا محمد اسمٰعیل

صاحب نے دونو گڈھیون کو فتح کر کے بعد لینے عہد پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگذاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کر کے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا - جب درانیون کا لشکر حمکنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی - سلطان محمد حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جابہ خوانین سمہ تحریر کر کے اس مضمون کے روانہ کیئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئے پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تمسے اور سید صاحب سے تلوار سے لون یہ یورش ایسی پُرجوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان و پیر محمد خان و برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کر کے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو بکقلم نیست و نابود کر کے سمہ کے ملک کو بھی اُجاڑ دینگے سید صاحب نے عبدالحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آور درانیون کے بھیجکر عین اُنکے راہ پر گڈھی امان زئی مین اپنی کسقدر فوج بطور ہراول قائم کرا دی - انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستہانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑ کر خود سید صاحب بھی انب سے روانہ ہوگئے - جب سید صاحب ستہانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارۂ درانیان اِدھر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور چیتر بائی کے چڑھائی کر کے آتا ہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعۂ انب کے کھُدوا دی - سکھون کی فوج نے محاذی گڈھی چیتر بائی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڈھی چیتر بائی پر گولہ باری شروع کی غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے اُنکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اُٹھا کر پسپا ہوگیا - جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع مین آرمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بمعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعۂ انب سے اور چیتر بائی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب اور مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہیئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے - گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعۂ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر حمکنی سے کوچ کر کے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب نے

حملہ سکھان بر گڈھی چیتر بائی

سے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدۂ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو اس
مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ ومقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہین مسلمانان
کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کرکے کارو بار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر
بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز وناتوان بھی اللہ پر بھروسا
کرکے آپکا جواب بضرب سیف وسنان دینے کو حاضر ہین اور فتح وشکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے
سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع
پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے
لڑنے نہین آئے - یہہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہوکر ارادہ امارت
اور حکومت کا رکھتے ہو پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کرکے اس زمین کو تمسے پاک
کرین - جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے
چارہ نہین ہے تحریر وتقریر کی گنجائش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھوکر جنگ کی تیاری کیجیے - لیکن
سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار
اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہیے تاکہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ
بمضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لا کر خدا کے واسطے
کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے
اعمال وافعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت وجہاد اور صلح وجنگ منتہوا اُسکی رضا
کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدۂ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھ حاجت
لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر وچشم آپکی خدمت
مین حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے - وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ + اور اگر کوئی امر خلاف شرع
شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اسکی
تلاش کرنی چاہیے کہ ہم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے
ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کرکے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہیے - وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْاِثْمُ
عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی - اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھکر اُسکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس
آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے -
بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو

جگہ کلام کی باقی نہ ہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا اور وہ منتقم حقیقی اس نخوت و
تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر پاک سے دور ہو جائیگا اُسی روز سواران طلایہ نے
آکر خبر دی کہ درانیون کا لشکر گڈھی مہیار مین داخل ہونیکا قصد کرتا ہے اُسی دم لشکر اسلام مین تیاری
کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہو کر بجانب مہیار روانہ ہوا مگر راہ مین خبر ملی کہ اہل قلعۂ مہیار کو درانی
لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام وہین ٹھہر گیا۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر
کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بارادۂ جنگ صف آرا ہوا۔ ادھر سے لشکر اسلام
بھی تیار ہو کر بارادۂ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعۂ مہیار اور دربار مہیار کی حفاظت کے واسطے
وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام بھمہ اقسام اُس روز ساڑھے
تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ
اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون
کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون
کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے
بھائیو تم دوڑنیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیز روی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی
توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادون مین شامل
ہو گئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ
جان سید صاحب کے داہنے بائین قائم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا
بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا
توپون پر پہنچ گئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑ کر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی
شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیون کو اپنے دانتون مین
دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کوہائی
شمشیر تھے جسکا ایک ایک فیر کر کے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد
کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے
بڑی پھرتی سے صف آرائی کر کے بھر مار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اور قرابینون کی باڑھ پر باڑھ
مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو دو تین تین آدمی تو صرف بندوقین بھر کر سید صاحب
کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر سید ہمین است سید ہمین است

لڑائی مہیار

اسی سرعت سے اُنپر پھر مار کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوکر آتی بن خلف کے مقام پر پہنچے - درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا - جب کئی ہزار درانی مارے گئے تو اُنہون نے سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپائی شروع کی اُسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور اُنہین توپون سے بھاگتے ہوے دشمنون پر گولہ باری کرکے اُنپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُنکے بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اُسدن مارے گئے - غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوے میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور اتواپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا - بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اُس میدان مین ادا کی - اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین پہنچے اور وہین شب باش ہوے دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء وہین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے - ہشتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیان نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اُسدن بھاگتے ہوے بہت سا اپنا اسباب چھوڑ گئے - دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہشتی و مردان مین جاکر اُس اسباب پر بھی اپنا قبضہ کرلیا +

اس فتح کے بعد شہر پشاور کی تیاری کی گئی اُسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے - مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانون والے جو درانیون کے ظلم سے ازلبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور زراندازی حوصلہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے - پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم ہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہوتا گیا + سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے - جب سید صاحب موضع ایکی مین پہنچے تو بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانون مین قریب پشاور کے ٹھیرے ہوے ہین اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم و مہربانی کے امیدوار ہین - بمقام کمٹ فردسی ارباب

فیض اسد خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور ... کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبۃ النصوح کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر ایمان لائے تو آپ اُسکو ضرور مسلمان کروگے اور جبکہ مین مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہون اور اپنی خطاؤن ماضیہ کا مُقر اور تائب ہوکر اقرار کرتا ہون کہ تاحیات اپنے تئین
آپکے خادمون اور غلامون مین شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرمائینگے اُسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھ سے
توبہ کرا کے مجھکو اپنے خادمون مین داخل کرلین اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائین اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخشکر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کردین سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک مین آئے ہین اور چاہتے ہین کہ سب مسلمان اس کام مین ہمکو مدد دین
تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑکر سکھون سے جو ہمارے اصلی دشمن ہین جا کر مل گیا اور سکھون
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہمسے جنگ کرکے خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلامنامے اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر حمایت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اُسکے فہم مین نہین آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیار کی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہوکر ہم عاجزون کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اُسکا تعاقب کرکے یہانتک آپہنچا ہے۔ اُسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے وکیل مذکور بےنیل
مرام پشاور کو واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے پہنچی کہ مین تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کرکے حضور کے خادمون
مین داخل ہوجاتا ہون پھر ملک کا عطا کرنا نکرنا حضور کے اختیار مین ہے جسکو چاہین عطا فرمائین۔ اُسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ مین اس شرط پر یہ ملک اُسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کرکے رفاقت کفار سے دست بردار ہوجائے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو۔ جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اسد خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی۔ اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہوگیا اور ایک سرائے کلان مین جاکر فروکش ہوا اور اُسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
مین سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اُس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے۔ جب یہ لشکر پشاور مین داخل ہوا تمامی مرد و عورات
اپنے اپنے دروازون اور مکانون پر کھڑے ہوکر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

بعد عید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے اس کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے بتاکید اکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلاادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزار ہا تھین
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑکر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہو گئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکامات شریعت جاری ہو گئے اور محلہ
در محلہ اور مسجد در مسجد نماز کی تاکید ہو گئی تارکان صلوٰۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر برکت
قدام سید صاحب کے یہ شہر رشک عرب ہوگیا چور بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دو سو مہر کی طلائی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی نمازی یا ملکی دل
سے راضی نہ تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سردارون کو بامتثال امر سید صاحب چون وچرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوائے آمنا وصدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے
فرمایا کرتے تھے ؎ رموز مملکت خویش خسروان دانند + تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون وچرا نکرو - آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کرکے اس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوک پھر
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین اُنکی بیخ کنی ہوکر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوائے اسکے مجھکو اب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھ سے ملتجی
ہوئے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہوجائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کا نہین ہون بلکہ محض للہ فی اللہ بار گران اس عبادت جہاد کا مینے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دیگر فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رکن از ارکان اعظم دربار پشاور و خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو بہتر ہے کہ خیرخواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شہر پر ملک پر حکومت ہو جائے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور انکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کرکے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور مجھپر اسوقت یا آئندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے انکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا ہونگا - اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی - اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور سے پیام ایک آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمعیل صاحب کرکے نیابتہً انسے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزار خانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
انسے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کیے اور پھر اپنے اعمال اور افعال ماضیہ
سے توبۃ النصوح کرکے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کرکے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزار خانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا - دونو طرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اسدن اس میدان مین حاضر ہو کر اتحاد باہم
پیدا کرین - بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور ریشمی قمیص اور ایک تلوار زیب تن فرماکر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوے - تمام شہر پشاور کے اعلی و ادنی امیر و غریب ہندو مسلمان اس تماشا
بے نظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دو چند ہو گئی — دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کنارون پر مقابل ایک دوسرے کے صف بندی کرکے کھڑے ہو گئے ما بین اُن دونو لشکرون کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم [illegible] صاحب سے جدا دور کھڑے رہے — دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کر رہے تھے — ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب ملاپ [illegible] اور احاطہ مجاہدین اور قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا — اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے عالم کامل اور [illegible] اور [illegible] تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داماد مولوی الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے بعد حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کرکے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینون تک انتظام پشاور اور طریقہ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قواعد شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے آخرکار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی شروع کی — خوانین [illegible] تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت دربارہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کرکے سید صاحب کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور مین بھی ہونے لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمین لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت کا رکھتا ہے جسمین میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہین ہے — اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس مین بلا کر پوچھا کہ تمنے جو میرے بھائی کو قتل کر دیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا مین نے اسکا جواب بطور دفع الوقتی دیکر سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل مین یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا منع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی باس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر تقاضی تھا آپنے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے تھے اور یہان حاضر نہ تھے اور مین نادان ناخواندہ تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھولگئے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دلپر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اسوقت پشاور مین حاضر نہ تھے **محمد عظیم** آخوندزادہ آپکا اُستاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور مین موجود تھا بلکہ اُسنے **سید صاحب** سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر **سید صاحب** سے بغاوت کی تھی باغی کا قتل کرنا شرعاً جایز ہے مسئلہ باغیون کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو۔ پھر اُنہون نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ مین سید صاحب سے لڑنے کو ہنیر گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین بہ اہل و عیال خود خدمت مبارک مین حاضر ہو جاؤن **سید صاحب** نے بجواب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلایل شرعی جواز قتل یار محمد خان کا تحریر کراکے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آو۔ یہ جواب ابھی راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کو جسنے بڑی سعی سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس مین بلاکر قتل کرادیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کردیا جائے۔ ایک مخلص آدمی نے جو اس مجلس مشورۂ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررۂ قتل مؤمنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کردی تھی مگر **سید صاحب** نے اس

قتل مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور

خداکا شکر کہ اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہمسے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعہ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثہ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
مظہر علی صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک سمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اپنی
اپنی جگہہ چھوڑکر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصراللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معاً
پہنچے اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک سمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارۂ مقررۂ سابق ہر ایک
گانومین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی۔ مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنھون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلہ عشر کے ہر گانو والے تیار ہورہے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کوٹین اور ان دغاباز ملکیون نے خندروس کوٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین۔ اس دھوکہ مین آکر سب غازی غافل
ہو گئے۔ اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدادادئے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے اُنکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا۔ کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانومین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل کلے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیرالدین
شیرکوٹی وغیرہ کے از رہ تقدیر او رتدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے۔ اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیکھ بھی مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھ کر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا
قلم اسکی تفصیل لکھنے پر جرأت نہین کرتا۔ جب سید صاحب کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اسکا کچھ اثر
آجتک تمہیز نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنھون نے تمرد اور سرکشی کرکے اُن مسلمانان دیندار کو جو لُب لُباب
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کرڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی اپنے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لے لیگا۔ اب مین اس ملک مین نرہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی دو بیویان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

قتل عام تحصیلداران عشر

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالی نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
راحت اور فتح و شکست مین محض واسطے حصول مرضی باریتعالی کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست مین جانیکا
ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالی مجھکو کہان لیجاویگا - غالبًا اس سفر مین بھی
تکلیف آب و دانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمہ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے پھر ایسا
نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے اُسکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سوا ملک عرب کے اسوقت کوئی
جگہ امن کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند و نصایح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کیے کہ ہر ایک
آدمی اُنکو سنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تا دم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کرنی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلا رؤسا
خصوصًا موضع شنکیاری وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان
ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت مین حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردمان خدو
جبال جس قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے
اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کس قدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا اب تم
تم سے بہت خوش ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی و جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ دار
ہو کر خود مجھ سے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نرہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر
تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالبًا

بوجہ کل اقوام سمہ بار ذمہ داری مجاہدین کا اٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا۔ جب اس سرگوشی کے سبب
صاحب نے مردمان خدو خیل سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان
کو بجاے قایم مقام سمجھکر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت
پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچایے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا
ملک ہندوستان سے آئے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہو نے دینا۔ موسم
سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے
تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پایندہ خان منافق کے سید صاحب راہ پکھلی کی چھوڑکر ماہ رجب سنہ ۱۲۴۶
ہجری آپ براہ کنگائی مع بنڈ ھیری اور سکا ابل کرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوے۔ سردار فتح خان
پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے
آپنے اُن دو توپون کو جو درانیون کے مال غنیمت سے آئی تھین ایک محفوظ جگہ مین دفن کرا دیا اور دو
قرابین مع دو زرہ جامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۲ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند
خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نواکلی کو
امانتاً سپرد کر دین۔ جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم معیت عبد القیوم صاحب اور
غازیان قلعہ امب اور عشرہ اور گڈھی چترپالی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے۔ مقام
کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے
ملک سمہ سے ہجرت کرکے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریاے
اٹک سے عبور کرکے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع
خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون
نے قتل کرکے ہر ایک گانو مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو
پکڑ لا کر لاہور کو لیگئے۔ اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات
کر دیا بروقت حملہ او رقتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر مرشد اور امام کے
ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل
ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جا کر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری
تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ
ہو چکا تم اپنے سوختہ گھرون کی جا کر مرمت کرلو۔ مؤرخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دہ دہ گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو مین مارے گئے اور مثل شہدائے
کربلا دنیا ہی مین اس سجد ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام مقام
راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہو گیا اور بسبب شروع ہو جانے موسم برف باری کے وہان
مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو آپکے حرم محترم سے بمقام
راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو مجاہدین
تیار ہو کر طرف بیچون اور درہ بھوگرمنگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمعیل
غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمعیل
صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جب
کبھی موقع پاکر درہ بھوگرمنگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو دیکر پسپا کر دیا - اس ملک
کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیان فوج
اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ خوشی خود
مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بیچون اور بھوگرمنگ سے بڑھکر [illegible]
قبضہ کر لیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پڑا ہوا تھا
اور مظفر آباد جو اُس ملک کا دار الریاست اور سکھون کا ہیڈ کوارٹر تھا سرداروں سے خالی [illegible] بہ
مشورہ سلطان زبردست خان و راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی
خیر الدین شیر کوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہون نے
بعد مقابلہ اور مقاتلہ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا سکھ گڑھی مظفر آباد مین جاکر پناہ گزین
ہوئے اور اُدھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیون کے بیچون اور
بھوگرمنگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً اُسی اور سے واپس آکر گڑھی
حبیب اللہ خان مین جو مابین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفر آباد
جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفر آباد سے واپس ہو چکی
تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کر کے درہ بھوگرمنگ اور بیچون پر جہان خود سید
صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بار سال
عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمعیل صاحب نے گڑھی حبیب اللہ خان پر
ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہو کر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

عزم روانگی درہ بھوگرمنگ

جنگ مظفر آباد

صاحب نے بایں خیال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کر لیا
جب بمجبوری شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایما سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کر کے مولانا
مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے - جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوگڑمنگ کی طرف ہو گیا
تو راجہ شیر سنگھ نے اسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کر کے خالی میدان پا کر بالاکوٹ پر چڑھائی کر دی جب
لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہو کر سید
صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے
سے آدمی واسطے حفاظت بھوگڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے - آپکے حرم محترم اسوقت راج دواری میں
تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت
کے واسطے وہان متعین تھے +

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سنکر مظفر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور توپ اور
شامیانے وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا گو راجہ شیر سنگھ کا لشکرگاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس
تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکرگاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ انمین سے گذر لشکر
خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑون مین سے تھا مگر اس
پر بسبب ... اور گھاس وغیرہ جم جانے کے سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم
نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ
تعینات کر دیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے
روکنے کے واسطے کافی نہ تھا - ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا
اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کر دیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ
غلطی واقع ہوئی کہ اس کوہی راستہ پر تھوڑے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے - راجہ شیر سنگھ
اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا
ولایتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جا کر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے
اسکو مطلع کر دیا بلکہ اسکے آدمیون کو ساتھ لا کر وہ کوہی راستہ دکھلا دیا - جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری
خبر ملگئی تو اسنے ایک اپنی جمعیت کو اپنا سالار بنا کر اسکے ... بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کر دیا
مرزا احمد بیگ پنجابی ... مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کر کے آخر کو سخت نقصان اٹھا کر
پسپا ہو گیا - اسوقت سکھون نے اس ... پر قبضہ کر لیا - بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا
کہ مسلمانون کے قبضہ سے منٹہ نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر متصل ہوا
و نیز سارے غربی پہاڑ پر چھا گیا تھا اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور بابا
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین
موجود تھین اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون
طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہان سے
مقابلہ کیا جائیگا۔ سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع
سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہردار جو اُنکے ہاتھ مین رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور مین
شاہین رکھوا کر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ ملا لال محمد قندہاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنے کو تعینات کئے گئے۔ اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان مزروعہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع
جماعت مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوے اور یہ تجویز پختہ ہوگئی تھی کہ جب لشکر کفار
کھیتون اور دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہین مورچون سے
گولیون کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک نمازی اپنے اپنے دوستون
سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور
خون جوش پر تھا۔ اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوائے سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین۔ ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل
سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہوگئی تھین اور قریب تھا
کہ دشمن ناکامیاب ہو کر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین۔ اُسوقت سید صاحب یک بیک مسجد بالائی
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کر کے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غیر مزروعہ
مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

ہی ساتھ نیچے والی مسجد مین پہنچے - اس مسجد زیرین مین پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدائے غیبی بار بار بطرف میدان جنگ کے بلاتی ہے - اسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات مین تھے آپکا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر اُسپر نہین ٹھیرتی تھی - کنارہ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسی تیر چلا رہے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگ گئین تھین ادہر کی بندوقین بھی دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین - دشمن کے سامنے دلدل تھے اور اُنکے سر پر مجاہدون کی بھرار بھرمار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے اُنکو کوئی چارہ نہ تھا - ایسے نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑہی بھرتی سے دلدل کے دہانے کنارہ پر جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی - جب سید صاحب مسجد زیرین سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اُسوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باواز بلند یہ حکم دیا کہ کل فرامین جو بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحب کے اردگرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اُسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگاکر بیٹھ گئے تھے - دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل دیکھ کر اپنی فرار سے رک گئے اور اپنی ساری ہمت سے اُنہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع کیا - اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے شاہین لاکر لگادو - شیخ موصوف شاہین لانے کو روانہ ہوے - ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے ہمراہ سید صاحب کے تھے اُسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندہاریون کی جماعت جو دامن کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اُسطرف بہت زور دیا ہے قندہاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا کہ اُسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے - اُسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کر کے مراد دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اُسکو منع کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا - اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پرلے کنارے دلدل پر حملہ آور ہین یورش کر کے اُنکے قتلے قتلے کر دون - ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے اُتر آئے ہین اُنکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہو جاوینگے اور پہاڑ کی راہین تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے - اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے - چند لمحہ اس گفتگو کو ہوے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ارادے کی
کسی آدمی کو اطلاع نفرما کر بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل مین کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری
اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں
دلدل سے پار ہو گئے اور تنِ تنہا ہزارون دشمنون کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریون کے ریوڑ
(گلہ) مین شیر آکر کودتا ہے دشمنون پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہو گئی - جو مجاہدین اُسوقت کنارہ
دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل مین کود پڑے اور بمشکل تمام اُس سے پار ہو کر بکے بعد دیگرے
آپسے جا کر مل گئے - اس دلدل مین اکثر مجاہدین کی بندوقین بھیگ کر نکمی ہو گئی تھین ایک لمحہ مین وہ
ہزارون دشمن جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے کنارے دلدل پر تھے غازیون کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ
کے اوپر سے اُسوقت قریب دس ہزار بندوقون کے غازیون پر چھوٹ رہی تھین - غازی دشمنون کو مارتے
ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا - غازیون کی بندوقین بھی ایسی نکمی ہو گئین تھین
کہ پہاڑ والے دشمنون کو گولیون سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب
مثل شیر اپنی جماعت مین کھڑے تھے کہ اُسوقت یک بیک آپ نظرون سے غائب ہو گئے - مولوی جعفر علی
نقوی جو آپکا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنین
درمیان جماعت از نظرِ من غائب شدند" یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا - اسوقت بوجہ
آپکے غائب ہو جانے کے سارے لشکر اسلام مین ہل چل پڑ گئی ہر شخص اُس گولیون کی بارش مین اپنے بچاؤ
کو بھولکر مثل عاشقون کے آپکی تلاش مین پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ حضرت کہان ہین"
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاء الدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت
وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسیوقت دشمنون کی گولیون سے شہید ہو گئے - غازیون نے سارا میدان
جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نملا - اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ
بھی مردے سے بدتر ہو گیا - اُس حالت یاس مین لشکر اسلام اپنے سردارون سے خالی بالاکوٹ
کی طرف پسپا ہوا - اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیون کا
مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہان کے کھیتون اور دلدل مین صدہا آدمی شہید ہو گئے - اُسوقت
کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ مین زندہ رہون ہمتین پست ہو گئی تھین دل ٹوٹ گئے تھے جان و مال
ہو رہی تھے - اسوقت دشمنون نے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اور بالاکوٹ مین پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیون
کا لوٹ لیا اور گانو مین آگ لگا دی - اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا - مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہین
کہ پیچھے لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہوکر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب
ہو گئے - یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع سٹی کوٹ مین (جو ایک گوجر ونکا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین
زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھا کر اپنے گانون مین
لے گئے تھے - اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاغان کے سفیر ہوکر گئے تھے اور مولوی عبد اللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہوکر آپکے رفیق غیبوبت ہو گئے - مولوی جعفر علی نقوی پلۂ شہادت کو غلبہ دیتے ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولانداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کرکے بمقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی
لاش پر دوشالہ ڈلواکر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھواکر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اُسکو دفن کرادیا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے
ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجا کر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت
کروایا تھا چنانچہ اُنھون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلواکر اور نماز پڑھواکر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ مین موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھون
کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہانسے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس
آئے اُسوقت تک کل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین - ملکیون نے
مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن
کرکے باقی کل شہدا کی لاشون کو جمع کراکے ایک گنج شہدا بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا - اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا
ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفقا
کو دیکھا - اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے اگر اسبب

بعد زمانہ کے جو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہوگئی خیال غیبوبت خود بخود لوگون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحب جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی پلہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہوسکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہوگئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے سُنا ہے کہ جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان (جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے) تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد و احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہوگیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار سنہ ۱۸۴۶ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا ÷ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے - ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اُسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس قوم نے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور ... مذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کرسکتے ہین اور غالبًا سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی - بلاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید ... کے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور ... آپنے کام لیا - بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سرحد پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ ... امرا اور رؤسائے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہوچکے تھے ایسی کاروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پہیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکا اسلام کا بج گیا ہوتا +

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل و اُلوالعزم سپاہی جنگجو صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دلون کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے - مگر جیسے بجائے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سُنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا - اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا بیکو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم معاف کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ مُبتلا تھا - جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اُسکی صادق یقین نے اسکے دو برس کے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی

اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہو گیا - اِس سے بڑھکر عجیب یہ دو ہزار غازیون کو بارادہ جنگ سکھان
ساتھ لیکر براہ سندھ و قندہار و کابل و پشاور یاغستان مین پہنچا اسکے پاس نہ کمسریٹ تھی نہ خزانہ اور نہ
میڈیکل اِسٹاف اور نہ سلح خانہ اسکے لشکر مین دو نو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم
لوگون کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہو جاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول بعد کے اسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور
جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہون نے برسون رنج راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست
اور بھوکھ پیاس مین ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز اخیر تک اُسکا ساتھ دیا ہے کہ جنکا نظیر سوائے صحابہ
رسول کریم کے تواریخ اسلام مین اور کوئی پایا نہین جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے
حصول رضامندی باری تعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - اِنکا ہر متنفس جام
شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلی کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور
توکل اور زہد اور اُلو العزمی کے اس بے نظیر بزرگ کو پولٹیکل پیچیدگیون اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ
نہ تھی اُنہین دونو نقصون نے اُسکے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر آخر اُسکو بالاکوٹ مین وہ دن دکھایا کہ
جسکی یاد سے آجتک ہزارون خلقت کے دل دُکھتے ہین - اگر اِن سب خوبیون کے ساتھ جو اُسکی ذات
مقدس مین موجود تھین فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اِس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے
پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہین تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی
ہی عملداری سمجھتے تھے اور ہمین شک نہین کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو
تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھونکا زور کم ہو +

قریب چار ہزار صفحون کے مختلف مؤلفون کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہین مگر لوگونکی پست ہمتی
اور کم مائگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کر کے مینے اُن پھولون کے تختہ زارون سے جو میرے سامنے منبر رکھے
ہین اُردو زبان کے بھبکہ مین رکھکر سب تازی اور شیرازی پھولونکا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کہنہ دماغ
اُسکا ایک ایک پھویا لیکر معطر ہو جائے اور با این اختصار پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہین دیا
گو بہت قیمتی کراماتی واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - مین اس سوانحہ عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم
کر کے آپکے بعض خلفا نامدار کا حال لکھتا ہون +

# حصۂ چہارم

## بیان خلفاء حضرت سید احمد صاحب

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزارون ہین صرف جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئین اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب ولایت اور کرامت ہوئے ہین انکے عجائب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے۔ تمامی اسلامی دنیا اور خصوصًا ہندوستان آپکے خلفاء سے معمور ہوگئی تھی شاذ و نادر کوئی بے نصیب شہر اور قریہ ہوگا جہان آپکے خلفا کا گذر ہوکر توحید الٰہی کی منادی نہوئی ہو۔ اسوقت تک کروڑون آدمیون کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہیگی۔ یہ عمل بالحدیث کا چرچا جو اسوقت ملک ہندوستان مین ہو رہا ہے آپ ہی کی ذات مقدس کا پرتوا ہے۔ آپ کے ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگون کو قرآن حدیث سمجھنے کا بہرا ہوا۔ جبیسکہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ اْلاَمَانَۃَ تَنزِلُ فِی قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّۃِ (ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگون کے دلون مین اُترتی ہے اُسوقت قرآن اور حدیث کے مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہین۔ اب مین بطور تبرک فقط آپکے چند خلیفون کے نام نامی درج ذیل کرتا ہون۔ اول اور افضل سارے خلیفون کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ہین۔ دوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید۔ یہ دونو بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے۔ سوم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب ابن مولوی رفیع الدین صاحب۔ اس بزرگ کا اخیر عمر مین سر پھر گیا تھا۔ مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعۂ بالاکوٹ ناخوش ہوکر اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی حیدر علی صاحب رامپوری۔ مولوی محمد علی صاحب رامپوری مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان دونو بزرگون کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجدیا تھا یہ دونو بزرگ سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہین کرتے تھے مگر بادل محزون بہ تعمیل حکم مرشد برحق کے ہندوستان کو چلے آئے اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے اُٹھاتے ہین (غالبًا اس فقرے کے یہ معنی ہونگے کہ اس تخم سے اتنے پودے لگین گے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا۔) مولوی وحیدالدین صاحب پھلتی شاگرد رشید

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی
برادر مولوی وحید الدین صاحب موصوف مولوی خدا بخش صاحب ساکن میرٹھ مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ
بزرگ منشی اور خانسامان سید صاحب کے تھے مولوی احمد الدین صاحب پھلتی قاضی عماد الدین صاحب حکیم مغیث الدین
صاحب سہارنپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین آخوند شاہ محمد ولایتی مولوی حبیب محمد صاحب تبتی ....
یہ بزرگ علمای خراسان و بخارا اور ماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا اور دوسرے اشخاص خاندان کا رنگ ڈھنگ دیکھکر
انکے ایسے معتقد ہوگئے کہ بوقت بحث سر نیچا کئے ہوئے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب
انکے ساتھ والے مولویون نے انسے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہین بولتے اور ساکت بیٹھے رہتے ہو تو انھون نے
جواب مین کہا تھا کہ مین تو ان لوگونکا طریق اور رویہ مثل صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتا ہون پھر
ایسے بزرگون سے کیا بحث کرون - آخر کو یہ بزرگ سید صاحب کے مرید ہوکر بڑے نامی مشائخون سے ہوے
مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنسے امرتسر وغیرہ ممالک پنجاب مین بہت ہدایت ہوئی اس بزرگ سے
فیضیاب ہوے تھے - اب بھی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اولاد احفاد امرتسر مین رہتے ہین اور وہ
چشمۂ ہدایت بدستور اس خاندان سے جاری ہے منشی ظہور علی صاحب پیرجی محمود شاہ صاحب نبیرۂ حضرت
شاہ عبد الرزاق صاحب جھنجھانوی حکیم نظام سبحانی صاحب جھنجھانوی آخوند عبد العظیم خان صاحب مفتی
الٰہی بخش صاحب ساکن کاندھلہ شاگرد رشید مولوی شاہ عبد العزیز صاحب - اس بزرگ نے ساتوان دفتر
ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے مفتی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا جب ایک
ہزار شعر کا ترجمہ ہو چکا تو آپکا انتقال ہوگیا آپکے انتقال کے بعد مولوی ابو الحسن صاحب آپکے فرزند ارجمند
نے اور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ انکا بھی انتقال ہوگیا مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ
بھائیو ساٹھ برس سے آجتک جو ہمنے پیسا تھا وہ سب دلیا تھا اب سید صاحب کی بدولت میدہ ہوگیا
مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر تھے کہ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے مگر سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر
دارین جانتے تھے - حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی شہید میانجی شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہین کے
مرید رشید اور خلیفۂ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ مین اپنے انوار سے ہندوستان اور
عربستان وغیرہ ممالک کو منور کر رہے ہین چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے مثل مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جنسے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی مولوی
سخاوت علی صاحب جونپوری مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ یہ دونو بزرگ

بھی قبل از معرکہ بالا کوٹ اسیطرح ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی شجاعت علی صاحب عظیم آبادی شاہ
محمد حسین صاحب عظیم آبادی مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب
مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی
مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید مین بمقام
پورٹ بلیر (کالا پانی) کے راہی فردوس ہوئے یہ دونو بھائی بڑے اولیائے کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے
استقلال اور ثابت قدمی اور صبر و شکر مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے جامع کتاب ہذا بہت برسون تک حالت قید
مین ان بزرگون کے ساتھ رہا ہے اور انکے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے۔ ان بزرگون کے
حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے مولوی غلام جیلانی صاحب رام پوری رام پور کا خلیفہ آپنے اس
بزرگ کو مقرر کیا تھا مولوی محمد عظیم صاحب نابینا پشاوری مولوی فخر الدین صاحب بہار شریفی مولوی
نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحۃ المسلمین
کی اور بھی بہت تصانیف ہین رسالہ جہادیہ بھی انہین کی تصنیف سے ہے افسوس ہے کہ یہ بزرگ باینہمہ ارادت قبل از
معرکہ بالا کوٹ رنجیدہ ہوکر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی
محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری مولوی شہاب الدین صاحب
مولوی ملک پنجاب مولوی میان فضل صاحب سیالکوٹی امام الدین صاحب حافظ محمد صدیق صاحب صوفی نور محمد
صاحب سید عبد اللہ صاحب لد سید بہادر علی مولوی اکرام الدین صاحب دہلوی صاحب تفسیر سورۂ فاتحہ مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی ثم ہوشیار پوری اس بزرگ اور انکے بیٹے نے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین بھی سید صاحب کی زیارت کی
ہے مولوی عبد اللہ بنارسی مولوی شاہ لطف اللہ سلونی۔ اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا
قائم مقام کرکے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری مین جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو انسے پوچھے
مولوی نظام الدین صاحب دہلوی قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی۔
مولوی شیخ جیون صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کوئل مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد
متصل جائس ملک اودھ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے مولوی سید محمد صاحب مولف
مخزن احمدی مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونو بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے میر احمد علی صاحب
اس بزرگ کا انتقال بمقام رائے ویلور ملک مدراس سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین ہوا سید حمزہ ساکن ملک برہما مولوی یعقوب
صاحب دہلوی مولوی شاہ اسحق صاحب دہلوی مولوی مرتضیٰ خان صاحب رام پوری مولوی سید محمد حسین
صاحب ساکن بھنگرہ ضلع مظفر نگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہین مولوی چشتی صاحب

ساکن کاندھلہ مولوی عبداللہ صاحب لوگون کا بیان ہے کہ بروز معرکۂ بالاکوٹ یہ دونو بزرگ بھی سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہوگئے بلکہ مولوی حسنی صاحب کو تو میرے بعض دوستون نے بعد معرکۂ بالاکوٹ کے بہت دفعہ
دیکھا بھی ہے اور انکے قرابت دارون سے بھی سنا ہے اور انکے ہاتھ کے لکھے ہوے خطوط بھی بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے انکے گھر پہنچے ہین واللہ اعلم بالصواب - اب مین مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمعیل شہید اور اُن دو
خلیفون کا جنکو سید صاحب نے تخم ہدایت کرکے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری
ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہون ؛

## مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید علیہ الرحمتہ

آپکے بڑے خلیفون مین مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید ہین یہ دونو بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی
اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب کا مزاج بوجہ بردباری اور وقار حضرت
ابوبکرؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد علی الکفار و فجار حضرت عمر سے زیادہ تر مشابہ تھی
ان دونو بزرگون کا ذکر خیر سید صاحب کے سوانح عمری مین جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ
داخل خدام ہوے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپکی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی
علیحدہ نہین ہوے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگون نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا - انکی جان نثاری اور فرمانبرداری
ضرب المثل ہے یہ دونو بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پانو دوڑنیکو اپنا فخر دارین جانتے تھے - ان دونو سرتاج علماء
دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئین بالکل مٹا دیا تھا - پاخانہ کمانے چکی پیسنے دانہ دلنے گھاس
کھودنے بوجھا اُٹھانے سائیسی کرنے غرض کسی قبیل سے ذلیل کام سے بھی انکو عار نہ تھی - روحانی برکات سے مالا مال
ہونیکے بعد یہ دونو خاندانی بزرگ مقتداے قوم و امیرزادے نازو نعمت مین پلے ہوے دہلی سے خوش خوراک
اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بھی کبھی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھاکر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچکر
اور چٹائیون یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خرم اور شادان و فرحان رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُنکو دہلی کے
پلاؤ و قورمہ و توشک و تکیہ مین بھی نصیب نہوے تھے - دراصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ
کوئی دنیوی نعمت اُسکی لذت اور شیرینی کو نہین پہنچتی بلکہ دنیا مین کوئی ایسی چیز موجود ہی نہین ہے جسکو مزہ
ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجاے - مینے ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب مین لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے
ہین کہ جسطرح پر ایک نئی دلہن اپنی نا کتخدا ساتھنون اور ہمجولیون سے اپنے مزہ وصال کو کسی کھانے یا میوے
وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہین کرسکتی اُسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اُسکو

تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ لذت مے نہ شناسی بخدا تا نچشی + دنیا
کے لوگ ایسے آدمیون کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہین ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی + دیوانۂ تو ہر دو
جہان را چکند + ان دونو ستارون کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہین۔ مولوی صاحب شہید کی خط
بصارت کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرۂ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ
اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونیکا دعوی کرے تو مین بلا تامل اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی عبد اللہ صاحب
معروف چہنڈ وڈے سے (جو ایک اولیاء کامل صاحب کشف ملتان مین تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء
اللہ مین سے سب سے برتر ولی مقبول خدا کون سا بزرگ ہے اُنہون نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر مین مینے
دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ مینے مولانا شہید کو
جنت مین ایک چھپر کھٹ پر بیٹھے ہوئے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک روز
کسی کور باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگون سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل
اور قران و کتب احادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے اُنہون نے
اُسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اُسکے جواب مین فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزارون کتابون مین پڑھا
اور حدیثون مین دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سید صاحب کو اُن سب کا عامل پایا ہے۔ ؎
منکشف اُسپہ ہر ایک شئے کی ہے لمیت + نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر + علم کو اُسکے
نگر علم لدنی کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر + مولوی عبد الحی صاحب سلوک راہ ولایت
اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن مین اُستاد کامل تھے اور
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سلوک راہ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اسواسطے
آپکے ملفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور
سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبد الحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے
دیگر است + مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہین مگر
ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب آئے
تھے کچھ علاقہ نہین رکھتی اسواسطے مین اُنکو یہان بتمامہ درج کرنا نہین چاہتا +
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبد الغنی صاحب نبیرۂ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی کرامت علی صاحب حیدرآبادی جو مولانا شہید کے
ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھ دیتے

تھے اور کبھی مطالعہ وغیرہ کچھ نکرتے تھے آپکے ہم سبق طالب علمون نے اس بے پروائی کی شکایت مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی تب شاہ صاحب نے اُسکا سبب اُنسے دریافت کیا اُنہون نے اپنا سارا سبق
پڑھا ہوا شاہ صاحب کو ازبر سنادیا اُسوقت اُن طلباء کو آپکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا
مولوی سدیدالدین خان صاحب خلف الرشید مولوی رشیدالدین خان صاحب امین مدرسۂ کلکتہ جنکا ہزارہا
روپیہ کا کتب خانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ہجری مین لوٹا گیا تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے
کتب خانہ کے لوٹے جانیکا افسوس نہین ہے جسقدر اُن حاشیون کے ضائع ہوجانیکا ہمکو افسوس ہے
جو علمی کتابون پر مولانا شہید نے چڑھائے تھے کیونکہ وہ کتابین تو پھر بھی مل سکتی ہین مگر اُن حاشیون کا
ملنا سراسر محال ہے۔ بیان کرتے ہین کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ
کا فتویٰ لکھکر اور اُسکو اپنی نشستگاہ مین چھوڑکر اندر مکان مین تشریف لیگئے تھے اس عرصہ مین مولانا
محمد اسمعیل صاحب شہید بھی وہان تشریف لے آئے اور اُس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتون
کی اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہین رکھ کر چلے گئے۔ جب شاہ صاحب واپس تشریف لائے
اور اُن ترمیمون کو دیکھا تو نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علم ابھی تک ہمارے
خاندان مین باقی ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمعیل نے
لی اور تحریر رشیدالدین نے اور تقویٰ اسحاق نے۔ مولوی محمد اسمعیل نے تمامی درسی کتابین شاہ صاحب
اور مولوی عبدالحی صاحب سے ختم کرلین تھی اور بوجہ اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریائے
ذخار علم کا ہوکر اُسکی موجون مین تبحر کررہے تھے کہ اس عرصہ مین اُنکی خوبی قسمت سے سید صاحب
سا پیر کامل اکمل اُنکو ملگیا جنکی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم جسنے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم
آپکے ہم مکتب کلکتہ والے کو دہریہ بنادیا تھا انکے حق مین ایک عمدہ آلہ اشاعت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے
ساتھ ہوگیا یہانتک کہ آپکے مخالفون کو آپکے روبرو بات کرنی دشوار تھی۔ مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اُس
زمانہ مین حاکم اعلیٰ شہر دہلی کے سررشتہ دار اور علم منطق کے پتلے اور فلاطون و سقراط و بقراط کی غلطیون کی
تصحیح کرنے والے تھے مولانا شہید کے سخت مخالف ہوگئے چنانچہ کتاب تقویت الایمان کے اس مسئلہ
پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کردینے پر قادر ہے اُنہون نے سخت اعتراض
کیا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا دوسرا پیدا کرنے پر ہرگز قادر نہین۔ اسکے جواب مین
مولانا شہید نے ایک فتویٰ بدلائل عقلی و نقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتویٰ
تیمناً ہمنے بھی چھاپ دیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی سے آپنے مخالفون کا مونہہ بند کیا ہے خلاصہ

جواب یہ ہے مولانا شہید لکھتے ہین کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہے اور تکوین یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت ہے سو وجود مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہے نہ تحت تکوین کے تاکہ وقوع اُسکا لازم آئے۔ اور تقویت الایمان کے اِس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ رب العزت جل جلالہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ مقصود نہین ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہوچکے پھر آپنے واسطے ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ ط بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ترجمہ کیا وہ ذات پاک جسنے زمین وآسمان کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہین ہے کہ مثل اُنکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کرے۔ ہان وہ ضرور بڑا پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر آپنے لکھا ہے کہ اس آیت مین ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین راجع ہے اور گو اس آیت مین بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے مثل پر اُسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ؛

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی مین تھا خود بادشاہ بھی اُنکی خاطر داری کرتے تھے۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الٰہی مین لاجواب ہوگئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کرادیا گیا تھا لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد مین آپکے وعظ ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی گر اُسوقت جامع مسجد کے اندرونی حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمین صدہا ہندو لوگ بھی دُکانین لگاتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانۂ خدا مین بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندؤن کے شامل ہونے کی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوراً بادشاہ نے وہ بازار بند کرادیا۔ ایک روز ایک جلسۂ وعظ مین ایک روسیاہ بدعتی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور پکڑا گیا۔ سبحان اللہ یہ بھی ہادیان اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ اُنکے قتل کا ارادہ کرین اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہین مگر اس اقدام مین ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کے ہوتے ہین۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی مین سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبرسن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کرکے رانڈون کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاح ثانی کی فضیلتین اور اُسکو عیب سمجھنے کی بُرائیان ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان

کرنی شروع کین کہ ہزار ہا رانڈون کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی مین ہو گئے - ایک معتبر و ثقہ شخص جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت قریب دس ہزار کے بیکس اور بیبس رانڈین آپکی سعی اور کوشش سے شوہروالیان ہو گئین اور آپکی بدولت یہ رسم زبون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اُٹھ کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو گئی - اسوقت بھی پچاسون آدمی آپکا وعظ سُننے والے دہلی مین موجود ہین وہ کہتے ہین کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین مین نالہ وزاری سے شور ہو جاتا تھا اور روتے روتے ہچکیان بندھ کر بیخود ہو جاتے تھے - ایک دولتمند شیعہ نے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار تھا مولانا شہید کو بُلا کر آپکا وعظ اپنی قوم مین کرایا تھا قریب تین چار سو شیعون کے اُسوقت آپکے وعظ مین حاضر تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو اکثر شیعہ بیہوش ہو گیا - بعد اختتام وعظ کے اُنہون نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپنے منظور نہین فرمایا - ایک روز خانم کے بازار مین قریب تنیس ۳۳ کسبیون کے آپنے جمع کراکے اُنکو وعظ سنایا اُس شام کو اُنمین سے اُنتیس ۲۹ کسبیون نے توبہ کر کے نکاح کر لیے +

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب رام پوری کی زبانی تحریر کرتے ہین کہ ایکروز مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے آپنے دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتین رتھون اور بہلیون مین سوار ہو کر بلا پردہ کہین کو جا رہی تھین مولوی صاحب نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون عورتین ہین ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیاں فلانی بڑی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہان جا رہی ہین - مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان ہین اُس شخص نے کہا کہ ہان مسلمان ہین تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہین تو ہماری بہنین ہین کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہین پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتین بدکاری اور زناکاری مین گرفتار تھین اور تم نے اُنکو نصیحت نہین کی اسواسطے اب تو مین انکے مکان پر جاکر اُنکو نصیحت کرونگا آپکے رفیقون نے کہا کہ آپکے وہان تشریف لیجانے سے آپکو بدنام کر دینگے کہ کسبیون کے واڑے مین بھی آپ جانے لگے - آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اس بات کی کچھ پروا نہین جب اللہ اور رسول کا حکم سُنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سناویگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مؤمنون کا حق برابر ہے آپنے اول اپنے دلسے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیان کاٹکر چیلون کو کھلا دین یا تیرے جسم کو ہاتھی کے پانوسے باندھکر کھنچوائین کیا تو اُسوقت بھی اللہ ہی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہان جب تک میرے اندر سانس ہین خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا

جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشون کا سا بھیس بدلکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہان سب کسبیان جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھین آپ نے وہان جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ اللہ والیو آؤ اللہ والیو - اُسوقت چند چھوکریون نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا سنائیگا اور تماشا دکھائیگا وہ سمجھین کہ کوئی تماشا گر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا آپ نے اندر جاکر بہت نرمی سے پوچھا کہ تبرکی صاحبہ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ اوپر بالا خانے مین مع اپنے مہمانون کے جشن کر رہی ہین مولانا صاحب اوپر تشریف لیگئے اور دیکھا کہ ڈیری بی صاحبہ بڑے تزک اور شان سے مع اپنے مہمانون کے کرسیون پر بیٹھی ہین چارون طرف شمعدان روشن ہین چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی وہ آپکو پہچان گئین اور اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھکر آپ کے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئین اور پوچھا کہ حضرت آپنے کیونکر تکلیف فرمائی آپنے فرمایا گھبراؤ نہیں مین کچھ صدا سنانے آیا ہون تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی جگہ مین آرام سے بیٹھ جاؤ - چونکہ اُنکی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئین - مولانا صاحب نے حمایل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئین پھر آپنے اُن آیتون کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہان نہ حسن وجوانی کو قیام ہے اور نہ مال و زندگانی کو یہانکی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے - یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کندنی کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے بیان کیا کہ ساری عورتین ہوش باختہ ہوگئین پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر ونکیر کا سوال اور وہانکے عذاب کا بیان اِس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی اور ہر طرف سے نالہ وآہ وگریہ وزاری شروع ہوئی پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکارون کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کئے جاوینگے اور جو کوئی اِس فعل بدکاری کا دنیا مین سبب یا وسیلہ یا موجد و معاون ہوا ہے وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا - جب بروز قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کی جاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے ساتھ سینکڑون اور ہزارون زانی وبدکار بھی لائے جائینگے جنکی زناکاری وبدکاری کا تم باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و ادا نے اُنکو اس آفت مین پھنسایا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت سے جبکہ سینکڑون اور ہزارون زانی وبدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے

اللہ رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا - یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ کسبیون کی ہچکیان بندھ گئین تب آپنے آب توبہ سے اُن خستہ حالون کے دلون کو ٹھنڈا کرنیکو توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اس بیان وعدہ عفو اور شرح غفاری اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلون کو کچھ ہوش آیا - معاً اسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور آخر مین فرمایا کہ جسکا دل جس سے چاہے اُس سے نکاح کرلیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہوجاوے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ترجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُسنے گناہ ہی نہین کیا - جب یہ وعظ ہورہا تھا اسکی شہرت تمام شہر مین ہوکر ہزارون خلقت اُسکے سُننے کو وہان آکر جمع ہوگئی تھی - راستے بند ہوگئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لدگئے تھے - نتیجہ اس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتین قابل نکاح اُس مجمع مین موجود تھیں سبھون نے توبہ کرکے نکاح کرلئے اور جو بوڑھی اور سن رسیدہ نایکا وغیرہ تھین اُنہون نے محنت و مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی +

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیون پر گذری بازار مین کھڑے ہوئے وعظ فرمارہے تھے اُس وقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ چمکے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھون مین چوڑیان کڑے اور پانوں مین چھڑے اور شہانہ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفنن طبع مولوی صاحب کے نزدیک آکھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا جب اُسکے دل پر کچھ اثر ہوا تو محو ہوآپ کے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر اُسکی طرف متوجہ ہوگئے اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب آخرت کا اس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہین بیٹھے بیٹھے چوڑیان توڑ ڈالین اور زیور نکال کر علیحدہ کردیا اور ہاتھ پیرون سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے واسطے سیڑھیون کے پتھرون پر اُنکو اسقدر رگڑا کہ خون جاری ہوگیا - بعد اختتام وعظ کے تائب ہوکر آپکے خادمون مین داخل ہوگیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور وہان کا مخنث بمقابلہ سکھان داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا +

ایک دفعہ ایک وعظ مین مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی عبد اللہ خان صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب وغیرہ

علما راجل دہلی نے جو آپکے سامعین وعظ تھے دوبارہ اوس رکوع کا بیان ہونے کی درخواست کی حسب استدعا اون لوگون کے ایک دوسرے جلسہ مین آپنے وہی رکوع پڑہا اور بعد ترجمہ اوس روز اوس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ مین اس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر غیر تہا مگر بیان کی خوبی روز اول سے بڑہ کر تہی - ایک تیسرے وعظ مین بہی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا مگر یہہ بیان اون پہلے دونو بیانون سے غیر تہا مگر بیان کی خوبی ہر دو روز ماضیہ سے کہین بڑہ چڑہ کر تہی - آپکے وعظ سے ہزارون بدعتی بلکہ شیعہ اور ہندو وغیرہ بہی کثرت سے ہدایت پایا کرتے تہے - بہت ہی کم تہا کہ کوئی شخص آپکی زبان ہدایت نشان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان سُن کر شرک اور بدعت سے توبہ نکرے -

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تہا اور یہان تک آپ سے ضد اور عداوت ہو گئی تہی کہ وہ کہا کرتا تہا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمعیل حرام کہین گے مین اوس چیز کو ضرور حلال کہونگا ایک روز مولانا نے اوسکی یہہ بیہودہ ہٹ سُنکر فرمایا کہ ہم اوسکی ماں بہن کو اوس پر حرام کہتے ہین بہلا وہ اون کو اپنے اوپر حلال تو کر لیوے - کہتے ہین کہ مولوی فضل حق صاحب نے آپکی کامیابیون کو دیکہہ کر آخر فرمایا تہا کہ مولوی محمد اسمعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور مین نفس کا شیر ہون - جب عید کی نماز کے دن آئے تو سب موحدون نے جمع ہو کر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم امام عیدگاہ بدعتی ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا اچہا نہین ہے کسی دوسری جگہہ نماز عید کا بندوبست کیا جاوے تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت مین تفرقہ ڈالنے والون پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ مسلمین کے باعث نہون گے مولوی قاسم بہی ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی شاگرد ہین وہ یہہ سب باتین محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہین اپنے عقیدے سے نہین کہتے -

مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکہتے تہے گلے مین انگرکھا اور چست پاجامہ سر پر پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو حمائل کیئے رہتے تہے سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑہنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تہے سید صاحب کے بیسیون واقعات جنگ مین شاید شاذ و نادر کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمعیل صاحب ہو کر نہ گئے ہون اور آپکے ساتھہ ہمیشہ تائید الہی ہوا کرتی تہی کہ کبہی کسی حملہ مین آپ ناکامیاب ہو کر نہین آئے بعض موقعون پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیون سے آپنے ہزار ہا کفار کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کی ہے

ایک سفر مین جب آپ ایک سراے مین ٹھہرے ہوئے تھے اوس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے سراے مین حاضر ہوئے وہان پہونچکر اون لوگون نے بجاے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا کہ گلے مین تلوار لٹکائے ہوے اپنے گھوڑے کی خدمت کر رہا ہے اونہون نے اوس سپاہی سے پوچھا کہ میان سپاہی مولوی محمد اسمعیل صاحب کہان ہین سپاہی نے جواب دیا کہ اون سے آپکا کیا کام ہے اونہون نے کہا کہ زیارت سے مشرف ہوکر کچھہ مسائل کی تحقیق کرینگے آپنے فرمایا کہ کیا مسائل ہین اونہون نے بڑے بڑے ادق مسائل جو سوچ کر لائے تھے بیان کئے آپنے گھوڑے پر کھرا کرتے کرتے اون کے ایسے جواب باصواب دیدیئے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینون مین بہی نہ بن آتے تب وہ لوگ سمجھہ گئے کہ غالباً یہی شخص مولوی محمد اسمعیل ہے تب اونہون نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکے ساتھہ کچھہ کتابین نہین ہین آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے مین ہے اول اوس سے سمجھاتا ہون جب کوئی اوسکو نہین مانتا تو یہہ تلوار جو میرے گلے مین پڑی ہے اوسکا علاج ہے ان دونو کے ہوتے اور کتابون کی کیا ضرورت ہے مولوی عبدالاحد ابو سعد لکھتے ہین کہ عبداللہ سراج جو بروقت حج کو تشریف لیجانے مولانا شہید کے مکہ معظمہ مین شیخ العلما تھے مولانا شہید کے روبرو دوزانو بیٹھہ کر اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے اور علم مناظرہ اونہون نے مولانا شہید ہی سے سیکھا ہے۔

صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراءالنہر وغیرہ کے جمع ہوکر بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید مین آپ سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک بحث رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہوکر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہہ شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اوس مین غوطہ لگائے ہوئے ہے اِس سے کون جیت سکتا ہے لیکن باوجود اِس فتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمعیل صاحب سے فرمایا کہ یہہ وقت ترک تقلید کا نہین ہے ہمکو اِسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اوٹھا کر اپنے اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہین ہے اِس جھگڑے سے جسکی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب مین ہے ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہوجاوے گا۔ یہہ ہی اوسوقت کی ایک روایت ہے کہ جب تبت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیان اور جُبّے پہن کر مولوی محمد اسمعیل صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین مین آئے تو اوسوقت مولانا شہید چکی سے اپنے گھوڑے کا دانہ دل رہے تھے وہ سارے ولایتی مولوی آپکا یہہ حال دیکھہ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے

لگے کہ ٹہیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے کتے ہین ۔

روایت کرتے ہین کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکہی او سوقت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب دونو زندہ تہے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اوس کتاب کو دیکہا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے گہر مین ابہی تک محقق علم حدیث کے موجود ہین ۔ مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے لوگون کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابین لکہی ہین منجملہ اونکے ایک تقویۃ الایمان ہے یہہ کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی مین ایک لاثانی کتاب ہے اِس کتاب سے اِسوقت تک لاکہون آدمیون نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری آیندہ نسلین اوس سے ہدایت پاتی رہین گی ۔ ایک شاعر نے اس کتاب کے حق مین کہا ہے ÷

جسپہ ہوجاوے مگر الطاف حق ÷ تقویۃ الایمان کا لیوے سبق ÷ ہر جز اوسکا ہے ہدایت کا سبق ÷ آسمانی علم کا اظہار ہے ÷ دین ایک مدت سے سوتا تہا پڑا ÷ غازیئے حق نے دیا دین کو جگا ÷ ورنہ رفتہ رفتہ قبر اولیا ÷ سجدہ گاہِ خلق ہوتی بر ملا ÷ شکر خالق کا ہمین درکار ہے ÷

اب جو اسمٰعیل غازی مولوی ÷ دین کے دریا مراتب مین ولی ÷ جب اونہون نے تقویۃ الایمان لکہی اوس مین تفریق حق و باطل مین کی ÷ پہر گیا جو شخص نامنجار ہے ÷ مومنون کے حق مین تقویت ہے وہ ÷ فاسقون کا باعث لعنت ہے وہ ÷ فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ ÷ قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ ÷ کفر کے حق مین گویا تلوار ہے ÷ تقویۃ الایمان کا پہلا حصہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنون کی تفسیر مین) مولانا شہید نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر تمام کر دیا تہا اسواسطے اوسکی عبارت بڑی پُرزور مثل ننگی شمشیر کی ہے جسکی نورانی شعاعون سے مشرکون اور گور پرستون کے دل کباب ہوتے ہین دوسرا حصہ اس کتاب کا (مشعر تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپکی وفات کے بعد مولوی محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی پُرزور نہین ہے اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتہہ سے لکہا جاتا تو عجب گُل کہلتا اور پہر معتقدان سید صاحب کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نرہتا دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات مین حقیقت امامت ہے ۔ اس کتاب مین آپنے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کے ساتہہ بیان کیا ہے اوس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور اپکی اطاعت کی خوبیون اور نافرمانی کے بُرے نتایج کا بیان کرنا مقصود تہا ۔ اوس کتاب کے ہر ہر فقرے مین مشارٌ الیہ

سید صاحب ہین کتاب مذکور مین سید صاحب ہی کی شان مین آپنے لکھا ہے ہر کہ یکدم بخدمت
گذاری او مصروف نگردید خیالے ست پُر اختلال و ہر علمے کہ دربیان اعظام و اکرام او بکار نیاید
وہمے ست سراسر باطل و محال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے اس کتاب
مین آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثون کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر مؤکد
اون سنتون مین سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے رفع یدین کرنے والا ثواب
پاوے گا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نکیجاوے اگرچہ عمر بہر نکرے اور جو عالم احادیث
ثبوت رفع یدین کا ہوکر رفع یدین کرنیوالون پر طعن کرے وہ اون لوگون مین داخل ہے جو مخالفت
کرتے ہین رسول اللہ کی بعد ظاہر ہوجانے ہدایت کے ۔ تنویر العینین کے خاتمے مین آپنے لکھا ہے
کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑہنے مین دونو طرف دلائل قوی ہین لیکن طرفین کی دلائل مین تامل
کرنے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑہنا اولی اور افضل ہے اوسکی ترک سے اور پہر آپنے لکھا
ہے کہ اسیطرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولی اور افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتین بہت آئی
ہین اور صبح کی نماز مین قنوت کا پڑہنا یا نہ پڑہنا دونو مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے
کی روائتین بالجہر کی روائیتون سے زیادہ ہین تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑہنا بہتر اور روشن ہے ۔
اور ہاتہہ چہوڑ کر نماز پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا اور ناف کے نیچے یا ناف
کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتہہ رکہنا مساوی جہان چاہے رکہے کیونکہ دونو طریق اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہین

چوتہی کتاب آپکی دینی تصنیفات مین ایضاح الحق اسم با مسمی ہے پانچوین کتاب حقیقت
نبوت ہے اس کتاب کو جامع نے نہین دیکہا ۔ آپنے ایک فارسی قصیدہ بہی سید صاحب کی شان
مین کہا ہے اوسکی چند بیت بطور تبرک یہان لکہی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے + بیا و تہنیت شجرۂ امامت
کن + کہ بعد گم شدنش بان چگونہ گشت پدید + ہزار شکر بہ یزدان پاک کز فضلش + ز نور قدسی
غیبش قطرۂ چکید + ز فیض او بہ قلوب جمیع اہل یقین + زچار سو گند آن قطرۂ جذب و لہاط +
بطرز سنگ کہ معروف شد بہ حدید + بداہتہً ہمہ احبار این زمان دانند + کہ ذات اوست ازینا
عرصہ منصب تجدید + ہمہ کمال تو موروث ز احمد مرسل + کہ عرق پاک تو اوصاف پاک از و بکشید +
چو نام نامی او بفرعۂ تو رسید + فلک بگفت گرفتی ز رہے سہام حدید + درین زمان توئی جانشین
پیغمبر + خلیفہ و خلف و وارث و وصی رشید + ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بہی آپکی تصنیف سے

و در دین محفل جمعی من جمیع عرب و عجم

ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے + آلہی تیرا نام کیا خوب ہے + کہ ہر جان کو وہی مطلوب
ہے + اسی سے ہے ہر دل کو آرام وچین + وہی سب زبانون کا ہے زیب وزین + ۔ صراط
المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر مین آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبت
پر ایک بڑی شاہد عادل ہے ۔ اِس کتاب کے دیباچہ مین آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام
الٰہی بیحد وبے شمار ہین اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی صحبت بابرکت مین میرا حاضر رہنا
ہے اور آپکی مجلس مبارک مین حاضر رہنے سے مین نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سُن کر
بہت فائدہ اوٹھایا پس واسطے خیر خواہی مسلمانون کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے اِن فیوض
اور برکات مین غائب مسلمان بہی شریک ہو جاوین اور طریقہ اِسکا سوائے تحریر کرنے
اون مضامین بلند پرواز کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب مین جو فرق ہے وہ کسی
پر پوشیدہ نہین ہے جو فائدہ حاضر اوٹھاتا ہے غائب نہین اوٹھا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری
نہ مل سکے تو جسقدر تہوڑی ملے اوس کو بہی ترک نکرنا چاہیے اسواسطے مین نے کمر ہمت کی چست
باندہ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثناء مین کچہہ اوراق متضمن سلوک
راہ ولایت جنکو مولانا عبدالحی صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سُنکر تحریر کیا تہا مجہکو ملگئے سو
انکو بہی غنیمت جان کر دوسرا اور تیسرا باب اِس کتاب کا اون سے مرتب کر دیا اگرچہ حسن
ابتدائی اِس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف مین یہہ بات تہی کہ اِس کتاب کے مضامین
بعینہٖ ویسے ہی لکہے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے تہے لیکن آپکا
نفس عالی اپنی مبدء فطرت مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اِس
واسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر وتقریر سے بالکل
صاف ہے سو میرے خیال ناقص مین اِن اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید
مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہین
صرف اون لفظون سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوے سمجہنا دشوار ہے اسواسطے
تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف سے کرکے اِن مضامین
کو لکہا گیا مگر باسکے ساتہہ ہی جہان تک مین لکہتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپکے
سمع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچہہ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اوسمین غلطی ہوئی تہی
اوسکی آپنے اصلاح کر دی ۔

اللہ رب العزت کا حمد ہے کہ یہہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر
اہل اسلام ہند کا تہا واقعہ ۲۴ - ماہ ذیقعد سنہ ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافرون کو اپنے
ہاتہہ سے تہ تیغ بید ریغ کر کے بالاکوٹ مین شہید ہوا لکہا ہے کہ آپکے گہوڑے سے جدا ہونے
کے پہلے آپکا جسم مبارک گولیون سے چہلنی ہوگیا تہا تاہم آپ نے صدہا کافرون کو داخل جہنم کیا
آپکو ناس سونگنے کا بہت شوق تہا اپنی شہادت سے چند لمحے پہلے آپنے اپنی ڈبیہ نسوار
کی نکال کر سونگہی اور پہر اوسکو جہاڑ کر پہینک دیا اور فرمایا کہ بس یہہ آخری سونگہنا ہے ناس
کو سونگہہ کر اور لشکر کفار مین گہس کر آپ شہید ہوگئے یہہ ایک روایت ہے کہ آپکی وفات کے بعد رنجیت
شیر سنگہہ خلف مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے جو سکہون کی فوج کا جرنیل تہا آپکی لاش پر دوشالہ
ڈلوا کر بہت عزت سے آپکو دفن کرا دیا چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر آپکی بنی ہوئی بالاکوٹ مین
موجود ہے - اور دُنیا کے لوگون کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی
قبر پر اب وہان کے لوگ نسوار چڑہا کر منتین اور مرادین آپ سے مانگتے ہین مولوی محمد عمر صاحب
آپکے صاحبزادے تہے سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین وہ بہی لاولد اس جہان سے رحلت کر گئے اور اس
دنیا ناپایدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہے کہ اوس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین جسمین
بیسیون عالم فاضل موجود تہے اب ایک شخص بہی نہین رہا بالکل خاندان بہر کا خاتمہ ہوگیا
انا للہ وانا الیہ راجعون -

## مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہہ بزرگ رامپور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر علی
صاحب کے چہوٹے بہائی تہے - سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تہے اور چند بڑے بڑے معرکون
مین شریک جنگ بہی رہے ہین - حسب الہام الٰہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی
کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کر دیا تہا اور چونکہ
انکی واپسی حسب مرضی الٰہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تہی اسواسطے اِن دونو بزرگون کے ہاتہہ سے کیا کیا
خلافت کو فائدہ پہونچا اور دوسرے چند عالم بلا دور جو جہاد کی سختیون کی برداشت نکر کے بلا اجازت
اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تہے مین اونکی کارروائیون
کو اس مجموعہ مین شامل نہین کرتا لیکن دعا کرتا ہون کہ اللہ رب العزت اونکی تقصیرات کو معاف کر کے

س وعید شدید سے بچاوے جسمین حکم ہے لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا
مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً یعنے نہین ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلاحکم امیر کے ایک بالشت
بہر جدا ہوکر چلاجاوے مگر جب مریگا تو حرام کی موت مریگا۔
جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندہ ہند مین پہونچے
تو آپسمین مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکہن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس
کو تشریف لیگئے۔ بماہ محرم سنہ ۱۲۴۵ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس مین پہونچے۔ اور
مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ مین فروکش ہوئے اور اپنی کار
روائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سنت کی شروع کی ہزار ہا خلقت آپ کے وعظ و
نصیحت سے راہ راست پر آئی جب آپکے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد خان عالم خان بہادر
تہور جنگ ہی جو ایک بڑے معزز رؤسا مدراس سے تہے ایک رات کو دو آدمیون کو ساتہہ لیکر مولانا
صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ مین تشریف لائے بمجرد ہمکلام ہونے کے نواب
صاحب موصوف جنمین مادہ ازلی سعادت کا مکنون تہا آپکے مرید ہوگئے یہہ نواب صاحب ہی مثل
دیگر امراء ہند کے سنہیات شرعی اور خصوصاً راگ باجے میں غرق تہے۔ ہر وقت آپکی مجلس مین
راگ رنگ رہا کرتا تہا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور انگریزی باجون سے بہرا ہوا تہا ایک
عملہ باجہ نوازون کا علیحدہ مقرر تہا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپکے دل کی کیفیت بدل
گئی بلا فہمایش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجاے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اوسکی بُرائی آپکے
دل مین گہس گئی اوسی رات کو گہر مین پہونچکر باجون کا توڑوانا شروع کیا۔ جب شوقین لوگون کو آپکے
اس ارادہ کی خبر ہوئی تو ہزارون روپیہ دیکر اون عمدہ عمدہ باجون کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب
نے بموجب اس قول بزرگون کے۔ آنچہ بر خود نپسندی بہ دیگران مپسند۔ باجون کو فروخت نہین کیا بلکہ
توڑوا کر پہینک دیا نواب صاحب کا تمام خاندان معہ زن و بچہ باستثناے والدہ نواب کی مولوی صاحب
کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا سن اوس وقت قریب ساٹہہ برس کے تہا شرک و بدعت
مین از سرتا پا غرق تہین اور کاٹ باوا کی مُرغی ہر مہینہ مین نذر چڑہایا کرتی تہین۔ چونکہ یہہ مخدومہ
حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تہین اونہون نے اپنے جدامجد حضرت غوث
الاعظم کو ایک مرتبہ خواب مین دیکہہ کر عرض کیا تہا کہ مین آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہون اوسوقت حضرت
قطب سبحانی نے ایک جوان ہمکو دکہلا کر کہا تہا کہ انکے ہاتہہ پر بیعت کرنا سو جب کوئی مشایخ اس مخدومہ

کو اپنا مرید بنانا چاہتا تہا یہہ اوسکی صورت دیکہکر اور مطابق اوس حُلیہ لکہہ کے بناکر ہمیشہ انکار
کر دیا کرتی تہی جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب
واسطے تطبیق حُلیہ کی بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گہر مین بولائے گئے یہہ مخدومہ
مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکہکر بول اوٹہی کہ یہہ وہی شکل ہے جو میرے جد امجد
نے مجکو دکہلائی تہی - یہی میرا پیر ہے پس اوسی وقت مولانا صاحب کے ہاتہہ پر بیعت کرلی اور
تمامی رسومات شرک و بدعت کو ترک کرکے موحد متبع سنت بن گئی اب تو نواب صاحب کے گہر
مین ہر مرد و عورت نوکر چاکر دائی دادا کو نماز پنجگانہ پڑہنی پڑی تہوڑے دنون مین ببرکت بیعت مولانا کے
یہہ گہر جو فسق و فجور سے مملو تہا صالحین اور صالحات کا مسکن ہو گیا - بجاے راگ باجا کے یہان
اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس ملک مین ترسو نام ایک ہندون کے
دیوتا کی مسلمان بہی پوجا کیا کرتے تہے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہو جاوے مسلمانان
نے گاے کا گوشت کہانا اپنے اوپر حرام کر رکہا تہا مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال
ناقص کو مسلمانون کے دل سے دور کرنیکے واسطے ایک عام جلسہ مین گاے کے گوشت کے کباب بکوا کر
سب حاضرین جلسہ کو کہلاے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اون سے ناخوش ہو جاوے گا
اونکے دل سے دور ہو گیا اوس ملک مین جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بہوت یا ترسو دیوتا کا
ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب کہلا کر بہیجدیتے تہے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت امیر المومنین سید
احمد غازی تمکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اِس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت
یہان سے چلے جاؤ - یہہ پیام توپ و رہکلہ کا حکم رکہتا تہا جن بہوت اِس پیام کو سُن کر فوراً
چلا کر بہاگ جاتے اور پہر اوس طرف رُخ نکرتے -

اِنہین ایام مین ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
مین آپکے ہاتہہ پر بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تین باتون کی پروانگی مانگتا ہون آپ نے پوچہا کہ
وہ تین باتین کیا ہین عرض کیا کہ مین پتلیان نچایا کرتا ہون اور ترسو کی پوجا عورتون سے
کرایا کرتا ہون اور شراب پینے کا عادی ہون یہی تین باتین جنکو مین ترک کرنا نہین سکتا مولانا نے
فرمایا بڑے میان بیعت تو کرلو اوسی وقت اوس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتہہ پہیلایا
آپنے اوسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کئی بار کلمہ پڑہوایا اور سخت توبہ کرائی اوسکے بعد الفاظ
بیعت کے اوسکے مونہہ سے کہلائے اور پہر دعا کے واسطے اپنے ہاتہہ اوٹھاے آپ بہت گڑگڑاکر

اُنکے واسطے بہ آواز بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہوگئے
پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت مین وہ پٹارا ٹیلیون کا جلا دیتا ہون
اور تعزیوں کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا - اُسوقت مولوی صاحب
نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک مریدان خاص سید صاحب سے آپکے ساتھ تھے فرمایا کہ
آپ بڑے میان کو لیجا کر گرم توجہ دو آنہون نے اُسکو لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ مین بڑھا بیہوش
ہوگیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور مین حاضر ہو کر شکر یہ حصول
اس نعمت دارین کا کرنے لگا - ایک روز ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک
پہلوان آدمی اور بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوے
مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کر کے حضرت کے
سامنے بیٹھ گیا اور بہ آواز بلند بڑے کڑاکے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیر المومنین
کو مولا مشکل کشا نہین کہتے مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہہ
لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تب مولوی صاحب
نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہین اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے
پر ہے اس سوال کو سُنکر وہ گھبرا گیا اور ہوش باختہ سا ہو کر بولا کہ لفظ کشا تو فارسی اور لفظ مشکل
عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کرو کہ عربی لفظ مین فارسی ترکیب کے ساتھ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی مین دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ غالی
شیعہ بغلین جھانکنے لگا اور لاجواب ہو کر چلا گیا - کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی
تمکو شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے - اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی بشر واقف
نہ تھا یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل مین کچھ جگہ ہوئی - اس عرصے مین کھانے
کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا - مولوی صاحب نے
اپنے ہاتھ سے ایک مُٹھی بھر چاول اُسکی رکابی مین رکھ دیے اُسوقت خداوند تعالی نے اُن
مُٹھی بھر چاولون مین ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیرون چاول اُڑا جاتا تھا اُس
مُٹھی بھر سے سیر ہو گیا تب تو اُسنے ہاتھ دھو کر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدہ رفض سے

تائب ہوکر تمامی زیورونکو اُسوقت نکالکر پھینکدیا اور تادم زیست نہایت متقی اور پرہیزگار رہکر خاتمہ بخیر کے ساتھ اِس دنیا سے گیا +

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت مین رہا کرتے تھے - ایک رات کو اِس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہین ہین اور اُس حجرے کی جسمین یہ دونو آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر کھڑے ہوے غسل کر رہے ہین - جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لاے تو اُس صاحبزادے نے جرأت کر کے پوچھا کہ اندر کی زنجیر برابر بند رہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لیگئے اُسوقت آپنے تبسم کر کے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندون کو کوئی چیز نہین روک سکتی مگر تم اسکا چرچا نکرنا +

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندۂ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رُشد کے مدت دراز سے ایک مُرشد کامل کی تلاش تھی - ماہ محرم مین ایک روز اِس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والاجاہی مین شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہین اور جملہ حاضرین ڈاڑھین مار مار کر رو رہے ہین اِس شخص کو تعجب ہوا اور اِس نالہ زاری کا تماشا دیکھنے کو مع چند آدمیون کے اُس مسجد مین گیا - مولوی صاحب کے دلِ پُردرد کی تاثیر ساری مسجد مین چھائی ہوئی تھی چونکہ مسجد بہت لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیون پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوے ابھی مولانا کے بیان کی آواز انکے کان مین نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر انپر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے اِس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب کے ساتھ ہوگیا مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہین تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُنکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہون نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہون کہ اُس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا - تب مولانا نے ازروئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کرلو - یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اُس مصری کے موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سنکر خان صاحب

بھی معتقد ہو گئے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا کے ہو گئے اور اپنے سارے کنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرادی +

راجہ میگم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد نواب والاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایون محل مین مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اس وعظ مین حاضر ہوا اور اس خیال سے دکہین وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جاے لوگون نے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے کا موقع نہ رہے۔ القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبخت ازلی تھا بھاگنے کا موقع نہ پاکر شال سے اپنے کان بند کر لئے۔ لوگون نے اسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو مولانا کا وعظ سننے کے مدت سے مشتاق تھے اب آپنے کان کیون بند کر لئے اسنے جواب دیا کہ کلمات اس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوے جاتے ہین اور دل طرف اسلام کے مایل ہوا جاتا ہے اسواسطے مینے کان بند کر لیے ہین کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قایم رہے اس وعظ مین حضرت مولانا صاحب نے صاحبخانہ یعنی نواب والاجاہ کو بھی مواخذہ آخرت سے بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ مین اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کرائی تھین مگر افسوس ہے کہ آخرت کے بڑے لیے سفر کے واسطے جہان سواے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب امیدین منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہین کی۔ بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہان انکا کون رفیق و ہمدرد ہوگا۔ وہان انکے لیئے ڈیرے اور خیمے کسکے اہتمام سے کھڑے کئے جاوینگے وہان شمعدان اور قندیلین کہان سے آوینگی اور سوائے ٹکڑے کفن کے وہان کوئی لباس گرمی اور سردی کا انکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کروفر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڈھے گور مین بے توشک اور تکیہ کے بیکسون کی مانند سونا ہوگا وہان سواے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور سبب روشنی کا نہوگا اور منکر و نکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہوگا۔ اس بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہان کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت نفسی نفسی (آپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے مین آہ وزاری کا شور مچگیا اور روتے روتے لوگون کی ہچکیان بندھ گئین +

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دلمین یہ ارادہ کر کے کہ آج کچھ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سُنین گے غیروقت مین مولانا کے قیلولہ کی پالکی مین سوار ہوکر مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے - مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے مین قیلولہ کر رہے تھے مگر بمجرد پہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفۂ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے نواب صاحب موصوف کو سُنانے لگے - پھر ایک اور دن یہی نواب محفوظ علیخان صاحب مولوی صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے اُسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئنہ رکھا ہوا تھا اُس آئنہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل مین آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئنہ مجھکو دیوین تو اُس سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کرون - جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر پالکی مین سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آئنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا - غرض اس قسم کی صدہا کرامتین اس پہلے سفر مین مولوی صاحب سے ظاہر ہوئین اور ہدایت کا تو یہ حال تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب کی دین توحید پر قایم ہوگئی مسلمانون کے متقی اور پرہیزگار ہو جانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہان بھی شراب کی دوکانون پر فت آگئی شراب بکنا بند ہوگیا یہانتک کہ مدراس کے کلالون نے سرکار مین اس مضمون کی عرضی پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہین کر سکتے اس شہر مین ہندوستان سے ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُسنے تمام مسلمان خریدارون کو سیندھی اور شراب نوشی سے منع کر دیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا - بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالون کا استغاثہ بالکل صحیح ہے +

اُنہین ایام مین کسبیون اور طوائفون نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار مین عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار مین اس نووارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑ گیا ہے سرکار مین ہماری جسقدر باقیات ہین وہ مرحمت ہو جائین تاکہ اُس سے ہمارے روزمرہ کا خرچ تو چلے - جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب مین ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعۂ بالاکوٹ کے شہر مدراس مین بہت سے خلیفے مقرر کرکے جہاز مین سوار ہوکر براہ کلکتہ پھر رامپور اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپکے ہمراہ رکاب رامپور تک آئے تھے راہ مین بھی اشاعت دین حق کی اور کرامتین آپ سے ظاہر وہویدا ہوئین +

چار پانچ برس آپنے امامت کرکے پھر ۱۲۳۶ھ ہجری مین بہ ارادۂ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ مین پہنچے - آپ ابھی جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو روانہ نہوے تھے کہ شہر مدراس مین آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسیِ وطن آپکے ہمراہ رام پور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت ممدوح لکھکر بسواری جہاز کلکتہ کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ اُس جہاز پر حضور تشریف لاوین تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا - اُس خط مین آپکو تکلیف دہی کا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوگئے اُسکی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہان کچھ اولاد نہین ہوئی آپ یہان تشریف لاکر اُسکی اولاد کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کرین - اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور خلیفون نے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی میں تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے - جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ کو روانہ ہو جائینگے - غرض کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۳۶ھ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے - ہزارہا خلقت اُس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ پر آئی تھی جہاز سے اُترکر منتیال پیٹ کے محلے مین ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپنے نزول اجلال فرمایا - بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ مین تشریف لائے تو قریب دو سو آدمیون کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے - پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات نصیحت آمیز سناتے رہے - اِس عرصے مین سحری کا وقت ہوگیا دسترخوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقون مین ڈالکر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت اُنہین اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولون سے دو سو آدمی سیر ہوگئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا - بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دعا سے دو ماہ کے بعد بمادہ نقیہ بتفضل الٰہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہوکر فوت ہوئی - اِس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی بیدین نے اُسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھکر ازراہ تصنع بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب - اُسکے جواب مین صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم السلام علیک کہو وہ شخص یہہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ ہوگیا کہ جنکے
بچون کی ایسی توحید ہے تو پہر بڑون کا کیا کہنا ہے ۔

شہر مدراس مین آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانون اور خصوصاً
پیرزادون وغیرہ نے (جنکی روزی مین توحید و اتباع سنت کے پہیلنے سے خلل پڑتا ہے) شور
کیا مگر مولوی صاحب نے سواے صبر اور تحمل کے اور کچہہ نکیا بلکہ بلوائیون کے واسطے یہہ دعا
کیا کرتے تہے کہ ای خداوند تعالے تو نے مجکو بہت نعمتین بخشی ہین بعض مسلمان بہائی اون نعمتون
پر حسد کرتے ہین سو تو اونکو بہی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتون سے سرفراز کرتا کہ اونکا حسد دفع ہوسکے
ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زنانے مین آیا جایا کرتی تہی آپکو زہر بہی دینا چاہا تہا مگر
وہ زہر آمیز کہانا آپکی ایک لڑائی کے کہانے مین آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہکر بفضل الٰہی پہر اچہی
ہوگئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہہ تعدی بلوائیون کی دیکہکر اونکے واسطے بددعا کرنا چاہا تہا لیکن
مولوی صاحب نے منع کردیا اور کہا کہ جب ہمارے جدامجد حسن مجتبی کو زہر دیا گیا تہا تو اونہون نے
یہان تک صبر کیا تہا کہ زہر دینے والون سے انتقام بہی نہین لیا تہا ۔ نواب صاحب مدراس بہی
جنکی بہو کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تہی باغواے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن
ہوگئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ گیارہ سو روپیہ ماہوار اسی وجہ
سے نواب صاحب نے بند کردی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہوجانے کی پرواہ نکی
اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے بہو بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس
کی بہو تہی زیادتی کی گئی کہ کسیطرح اپنے عقیدہ توحید سے پہر کر حسب رواج قدیم مشرکہ ہوجاوے
مگر اوس بہادر عورت جوانمرد کی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو مین آپکی بیوی اور تابع
فرمان ہون مگر پاداش اعمال اور معاملہ گور اور موخذہ آخرت ہر ایک سے علحدہ علحدہ ہوگا اس
واسطے مین آپکے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہین ہوسکتی اس جواب باصواب کو سنکر
نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا کمانڈر انچیف کا ایک خانسامان جو آپکا مرید تہا حسب ایما
کمانڈر انچیف صاحب کی ایک عرضی لکہوا کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر
آپنے دستخط نہین کئے بلکہ اوس عرضی کو پہاڑ کر پہینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالے کرو
آخر مخالفون نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے مین یہہ سمجہایا کہ
مولوی صاحب کے مدراس مین زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اونکو گزند

پہنچاسکے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پولس نے وہی کارروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پھر واپس پہنچگئے - یہ واپسی اخیر سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین ہوئی سنہ ۱۲۵۸ تک آپ اسی کام ترویج وہابیت مین مصروف رہے اور سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین معرکہ بالاکوٹ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوئے اور مولانا شہید سے جا ملے ۔

## مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی **ولایت علی** صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن ملا محمد سعید بن قاضی احمد الدین بن ملا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن غلام مصطفیٰ بن جناب مولانا فخر العلما صوفی زمان زاہد دوران مخدوم جہاد ملا شکر اللہ استاد حضرت شاہزادہ والا تبار مرزا محمد **معظم** خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین **عالمگیر** معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی - آپکا سلسلہ نسب حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیری تک پہنچتا ہے جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہین + آپ سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین پیدا ہوئے - جب حسب معمول شرفاء ہند آپکو چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبون مین سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے - سات برس کی عمر مین آپکو یہ لیاقت ہوگئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی تشفی نہوتی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا - بارہ برس کی عمر مین آپ نے مختصرات سے فراغت حاصل کرلی - اسوقت آپکے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے استاد تھے سپرد کیا - پندرہ برس کی عمر مین آپکی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن قصبہ شکھولی ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہوگئی تھی - یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی - شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس مین مصروف رہے یہانتک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہان مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت مین پڑھنا شروع کیا - قریب چار سال کے آپکی صحبت مین رہے اُسی اثناء مین حضرت سید احمد صاحب رونق افروز لکھنؤ ہوئے اور ہزارہا عالم اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے - مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپکی خدمت مین بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین ملاقات کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب کو پیر میان بنا رکھا ہے جب تخلیہ مین

ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہوجاویگی سید صاحب نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت مین وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے اِن دونو عالمون اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہان موجود نہ تھا مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سید صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ ان دونو مولویون کی روتے روتے ڈاڑھیان تر ہوگئین بعد ختم ہونے بیان کے انہون نے ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اُسی دن سے مولوی ولایت علی صاحب کا رنگ بدلگیا جب سید صاحب بارادۂ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون اور عزیزون کو لکھکر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپسے بیعت حاصل کرلو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہین ملیگا۔ چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپکے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب سید صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہوسکے۔ جب مولوی ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نکرنیکا حال انکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ مین مشاہدہ کی تھی آپنے لوگونسے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجۂ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہان قائم کرکے وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ پٹنہ مین رونق افروز ہوئے شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی پیشوائی کو تشریف لے گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلہ کے دعوت کرکے آپکو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتون اور بچون کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کرکے آپکو اپنے مکان پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی سید صاحب نے شاہ صاحب کو خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب ولد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا اُسی مجلس مین مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیۂ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا۔ جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن

کو روانہ ہوے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب کے ہو گئے اور اس دنیاناپائیدار اور اُسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی صاحب زوج خواہر عینانی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے +

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوے اوائل عمر میں بڑے بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکون کا سا تھا کا کلین آہن تاب پشت پر پڑی ہوئیں اونچی چولی کا انگرکھا مغرق بہ زر اور چوری دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوے پہنا کرتے تھے - آپکے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ بہار کے تھے بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے - مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ پشمین یا زرین لباس یا ڈھاکے کی جامدانی ورتن زیب کا جوڑا آپکے زیب تن رہتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیان اور چھلے ہاتھون مین پڑے رہتے تھے - لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر انکا حال بدلگیا جبن قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت مین بھرتی تھے اور انہین سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت مین انکو اپنا نائب مقرر کردیا تھا مگر مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزۂ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والون کی آپ خدمت کیا کرتے تھے - اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حُبّ ایمانی سے مخمور ہوکر جنگل سے لکڑیان کاٹکر اور اپنے سر پر رکھکر لایا کرتے تھے - کھانا اپنے ہاتھون سے پکاتے - مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جابیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا مین مشغول رہتے - انہین ایام مین جب آپ تحصیل حُبّ ایمانی مین بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت مین رہتا تھا چارسو روپے نقد اور دس پندرہ جوڑے عمدہ کپڑون کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا - جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی مین پہنچا تو اُسنے قافلہ مین جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین - لوگون نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کرتے ہین وہ نوکر دریا کے کنارہ پر پہنچا وہان بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام مین لگے ہوے تھے انہین مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند لگا ہوا باندھے ہوے

اور گاڑے مین لتھڑے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے اِن ایام مین آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپکا خدمتگار تھا آپکو نہین پہچانا - خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپنے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے اُسنے بہت غصے ہوکر کہا کہ مین تمکو نہین پوچھتا مین اُن ولایت علی کو پوچھتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہین آپنے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی زیادہ خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے ہو جب آپنے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ اور طرف گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص ہے جنسے تم دریا کنارہ پر بات کر آئے ہو تب وہ دوبارہ آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوکر آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اُسنے وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کئے اور عرض کی کہ اِن عمدہ کپڑون کو پہنیے اور روپیون کو اپنے خرچ مین لائیے - کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت سیرت ہو رہی ہے اسیلئے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کرکے اُسنے زار زار رونا شروع کیا - آپنے اُسکی تسلی کرکے اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوئے آئے تھے ویسے کے ویسے ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے اور اُن سب کو آپکے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے - تین چار روز تک وہ نوکر وہان رہکر اسبات کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کرکے میرے پژمردہ دلکو خوش کرینگے لیکن اُسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو رخصت کردیا - اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی جسکے سُننے سے صاحبدلون کو سرور اور بیخبرون کو رنج ہوا - ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی - دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند +

اِس کیفیت کو سنکر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے بیٹے کے خود بریلی مین پہنچے اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت مین رہکر فیضیاب ہوئے + اسوقت واسطے جہاد اور مقابلۂ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان مین نفیر عام ہوگئی تھی اور سید صاحب مع جملہ مجاہدین ملک یاغستان کو کوچ کرنیوالے تھے اسواسطے سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سنی اور مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کردیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دونو
حقیقی بھائیون اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت دارون کے ہمراہ
رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے - جب خراسان مین پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع
ہوا تو اُسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات
ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیرون مین ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ
والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس مع مراسلون کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل
مین پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراء کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے ایک عمدہ
شاہی مکان آپکے رہنے کے واسطے مقرر کردیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل مین رہے روزانہ وعظ
ونصیحت توحید و اتباع سنت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھون نے جو ظلم مسلمانان
رعایائے پنجاب پر کئے تھے اُنکو خوب واضح کر کے سُنایا اور حمیت وغیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک روز
اثنائے وعظ مین بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی مین دربارۂ ردِ شرک آپنے بنا کر پڑھ دیا
اُس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا -
چند ابیات اُس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہین ؎ فرمود رسول آشکارا + من نیز برادرم شمارا
ہرگز نہ عبادتم نمائی + نہ غوث و قطب نہ انبیارا + من مشکل خود نمی کشایم + بر غیر مرا کجاست یارا + طاقت
نبود سوائے ایزد - درویش و فقیر و اولیارا + کار یاکان دعاست لیکن + تبدیل نمی کند قضارا + جز حق نبود
کہ دست گیرد + مسکین و غریب و بینوارا + مخصوص بحق بود عبادت + با بندہ بس ست یک مدارا + غیر از در
شاہ بندہ پرور + پیش کہ بریم التجارا + ہم درد تو دادہ خدایا + ہم از تو طلب کنم دوارا + تو مشکل دشمنان کشائی
تا چند گذاری آشنارا + جز ذات خدا بہ پیش دیگر + ہرگز نہ برید ماجرارا + تو بندۂ بندگان چرائی - بگذاشتی در
خدارا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب ست غلام باوفارا + ہر کس کہ شریک با خدا کرد + در دوزخ و نار ساخت
جارا + از شرک گریز صد منازل + دوزخ دایم مکن گوارا + فرمود خدا کہ مُردہ وکر + نشنید گہے ز کس ندارا + فریاد
کنید آن خدارا + کانچ شنود ز تو دعارا + تابوت و نشان و قبر سبزہ + این جملہ مثل سنگ خارا + در قبر بود
سوال اعمال + پرسند نہ حال کربلارا + عالم بہ نماز و روزہ مغرور + شرک و کفرش گرفت پارا + مشرک شدہ زاہد
و مشائخ + گیرند برائے زر ریارا + صد حیف کہ عالمان این دہر + کردند شعار خود دغارا + قرآن و حدیث را
بپوشند + تبدیل کنند مدعارا + اے مومن پاک لے مسلمان - گر خواستی رہ رضارا + قرآن و حدیث را بس
بنہ + بگذار کلام ماسوارا + جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُسوقت سید صاحب

کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکون مین بھی کوئی ہادی بھیجکر دین حق کی ترویج کرانی چاہئے سو اس کام کے واسطے مولوی **محمد علی** برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہو چکا ہے اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کئے گئے - ان دونو بزرگون کو اپنا خلیفہ کر کے بغرض ترویج دین حق بملک دکن آپنے روانہ کر دیا - یہ دونو بزرگ **سید** صاحب کے عاشق تھے انکو ہرگز **سید** صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انھون نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی چاہی لیکن **سید** صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپکو تخم کر کے اٹھاتے ہین (جس فقرے کے غالبا یہ معنی ہین کہ اس تخم سے بہت سے پودے پیدا ہو کر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا) آخر کو یہ دونو بزرگ بچشم گریان و دل بریان بجاآوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھکر وہان سے ہندوستان کو واپس ہوئے - ہندوستان مین پہنچکر ان دونو بزرگون نے باہم مشورت کی اور مولوی **محمد علی** صاحب روانہ مدراس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدرآباد دکن اور بمبئی کی طرف رہگیر ہوئے - مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کین انکا ذکر تو اوپر ہو چکا اور مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اول حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت شروع کی - اس شہر کے ہر گلی کوچہ مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوا - نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب **ناصر الدولہ** والی حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے آپکے پاس روانہ کئے - جب وہ عالم آپکی مجلس مین حاضر ہوئے اور چند سوالون کا جواب باصواب پایا تو وہ لوگ وہین آپکی بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیون کو جاکر بیان کیا - نواب صاحب نے اور دو عالم جو انکے دربار مین نہایت معزز اور علم و فضل مین یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت مین روانہ کیا یہ دوسرے مولوی بھی آپ سے ہمکلام ہو کر فورا بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیون کو بیان کیا اسوقت نواب صاحب کو بڑا شوق ہوا فورا آپکی دعوت کر کے آپکو مکان مین بلایا اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا آپ سے چند سوال کر کے اپنا اطمینان کر لیا - پھر آپکا وعظ سنا اور بیعت سے مشرف ہو گیا - بڑے حضرت نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک محرمات کی نہایت تاکید کی - اس روز سے نواب صاحب کا بھی رنگ بدلگیا - نواب صاحب کے گھر مین دو درجن سے زیادہ بی بیان تھین انھون نے اسیوقت چار بیویون کو اپنے نکاح مین رکھکر باقیون کو طلاق دیکر اپنے مصاحبون سے شادی کرا دی اور تمامی منہیات شرعی کو اپنے دربار سے دور کر کے مثل متقیون اور پرہیزگارون کے رہنے لگا +

بعد حضرت حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورہ سیر کرتے رہے اور اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے حیدرآباد مین بڑے حضرت نے ایک رئیس سید و حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ حیدرآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان بڑے حضرت کے ۱۲۴۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اُسکے بعد حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے۔ آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ یاغستان مین معرکۂ بالاکوٹ مین جہاد کا کام منتشر ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اُدھر عظیم آباد مین مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپنے وہان سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی اور اثنائے راہ مین جبل پور اور برہان پور اور نرسنگہ پور وکندولی و سیونی وغیرہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے دو برس کے عرصہ مین مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پر پہنچے۔ عظیم آباد مین پہنچکر رحمت اللہ نام پسر دوئم آپکے پیدا ہوئے۔ آپنے عظیم آباد مین پہنچکر وعظ رد شرک وکفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزون کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے پژمردگی ہوگئی تھی اُنکو بھی آپنے کلمات طیبات سے تر و تازہ کیا پھر اُنھون نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ معاش واقع لبنا بھکولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری مین حیران پریشان ہوئے پھر رہے تھے اُنکو اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپکے ماموں ہوتے تھے محلہ نمو ہیہ کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید کی اور دوسیر چھپرہ و مظفر پور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب فخرالدولہ کی مسجد مین جمعہ قائم کیا کہ ہر جمعہ کو وہان تشریف لیجا کر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد مین رہے اس عرصہ مین ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال مین دورہ کرکے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ مین پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن کو روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف ملک یمن اور نجد و عسیر و مسقط و حضرموت و سواکن و مخا و حدیدہ مین دورہ سیر کرتے رہے اور قاضی علی شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُنسے لی اور مثل دُرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابین اُنکی تصنیف سے اُنسے لین اسی دورہ سیر مین آپکا پسر دوئم رحمت اللہ نام کا انتقال ہوگیا اور اُسکا نعم البدل مولوی ہدایت اللہ پسر سوئم بمقام حدیدہ آپکے ہان پیدا ہوئے جب بعد چند سال آپ ملک عرب سے مراجعت کرکے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبدالرحمن پسر چہارمی آپکے یہان تولد ہوا۔ کلکتہ سے چلکر ملک بنگالہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک

بنگال مین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے۔ عظیم آباد مین پہنچکر مولوی عنایت علی کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین مصروف ہوے۔ انہین دنون کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عیدو صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن محلہ دیوان گوڑہٹہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سُننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد مین تشریف لائے اور آپکا وعظ سُنا بمجرد وعظ سننے کے حکیم عیدو صاحب کا رنگ بدلگیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریب خانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رونق دیکر ماحضر تناول فرمائین۔ آپنے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیون کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ سمجھکر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیون کے تشریف لائین۔ غرض حکیم صاحب رخصت ہوکر اپنے گھر چلے گئے اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیون کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا ادھر مولوی صاحب مع تین سو آدمیون کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے۔ حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیون کو دیکھا تو رنگ فق ہوگیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر دلمین کہنے لگے کہ اسوقت اتنے آدمیونکا کھانا کسطرح تیار ہوسکیگا۔ بڑے حضرت نے اُنکے چہرے کا رنگ دیکھکر فراست سے معلوم کرلیا کہ انپر کوئی مشکل پڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ مین بُلاکر حال پوچھا حکیم صاحب نے کل کیفیت عرض کردی تب بڑے حضرت نے اُنکی بہت تسلی تشفی کی اور کہا گھبراؤ مت ذرا وہ کھانا مجھکو دکھلاؤ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ مین گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہوگیا تو آپنے ایک بڑی چادر منگاکر اُسپر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرماکر اپنا پس خوردہ اُسمین ڈالدیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے نکالکر لوگون کو کھلانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپکے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ تھے سب نے سیر ہوکر کھالیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم یہ کرامت بڑے حضرت کی دیکھکر بڑے معتقد ہوے اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہین۔ انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدرآبادی اور اُنکے بھائی ناصر الدولہ مین ان بن ہوکر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہوگئے اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے اُنکو بہت خاطرداری سے اپنے مکان مین رکھا اور پھر ہر ایک کو خلعت خلافت کا عطا کرکے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کردیا۔ انہین دنون مین مولوی

احمداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے بچکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآبادوالی کا انتقال ہو گیا - اِس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمداللہ صاحب بھی آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا (جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہو چکے تھے) نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا - یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اِس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد و اُسکے اطراف مین ہوا - اِس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اِس سُنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارون بیوہون کے نکاح کرا دیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلما (آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے آپنے مع جملہ مجاہدین کے بعیت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُنسے نہ لا سکا تو اول اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا ہین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات نہین ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے اُنکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تازیست تیری چاکری مین رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے اِن شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہو کر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کر کے اعانت کا خواہان ہوا - اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ہے
اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت
کرو - اس تحریر کے تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لمہزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے بغرض
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے - انہون نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کر کے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کر کے ایک روز مقررہ مین
سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرا دیا اُس روز جا بجا ایکے عمال اور اہالیان پولیس قتل کیے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا تب مولوی صاحبون
نے اُس ملک کو ترک کر کے سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی اُنہون نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کر کے یہ اقرار نامہ لکھکر بھیجدیا کہ با امن و امان آپکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات مین جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلون کے جو انکی نوکری مین تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری مین پہنچے تو فوج انگریزی نے اُنکا محاصرہ کر لیا اور وہ افسران فوج جنہون نے
با امن و امان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہو گئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نہ تھا کیونکہ اُنہون نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہین کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہین ہے اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کر لی - اُن افسرون نے اُنکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کر دیا - راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہو کر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جا کر مقیم ہو گئے - یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو ۳۰۰ آدمیون کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نامی ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے - یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبون کا استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے اُنکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور ہمدردی ان حضرات کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکی قیمت سے مجاہدون کی تنخواہ یا تنخواہ دیکر انکو برخاست کر دین - اسوقت صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبون کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اول صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا استقبال کیا اور اندر لیجا کر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہوکر داخل ہو گئے پھر وہان سے آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ مین مصروف ہو گئے - بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجہ دیتے اور نو آموز لوگ واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر بیٹھتے اُسوقت صدہا مرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوسیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنا مین مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہوگیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہوگیا -

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان مین تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا- اُس روز تمام
اہل برادری اور مرید جمع ہوے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی- اِس نکاح مین دو سنت نبوی عمل
ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی- دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بروز نکاح وہان موجود نہ تھے صدہا
کوس کے فاصلے پر ملک بنگال مین تھے یہان اُنکی طرف سے نیابتہً بڑے حضرت نے ایجاب وقبول
کیا اور جسطرح نجاشی بادشاہ حبش نے امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضہ کا نکاح ساتھ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے کرکے اُنکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکے
اس بی بی کو کشتی پر سوار کراکے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک
بنگالہ کو روانہ کردیا ॥

انہین دنون مین جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر مین برکت بڑے
حضرت کے شروع ہوا تو فرقہ مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیجکر واسطے
مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بُلایا اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو مین اہل حدیث کو مغلوب
کردوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے- مولوی محمد فصیح حسب الطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور
مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوے- مولوی منور علی
صاحب اور نیز شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ
سے منع کیا مگر اُنہون نے نمانا- آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے
مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیون کی دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلا اور خاص وعام شہر کے
بھی جمع ہوے- جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان مین پہنچے تو بڑے حضرت
نے اس خیال سے کہ مجلس عام مین گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا
ہے اور خواہ نخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے- مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے مین لیجاکر بڑے
حضرت نے بحاضری چند خاص لوگون کے اُن سے فرمایا کہ مین حنفی المذہب ہون اور یہ مسئلہ متفق
علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہین ہوتا بموجب قول امام علیہ الرحمۃ- اُترکوا قولی
بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ مین ترک کردو) یہ رفع یدین اور آمین
بالجہر سُنت ہین اور انکا سُنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے- جب یہانتک بڑے
حضرت فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے

اُسیوقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخر الدین آلہ آبادی وغیرہ وغیرہ
پیش ہوئین بعد ملاحظہ اُن کتابون کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب
حق پر ہین اور ترجیح بالدلیل پا کر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے
خارج نہین ہوتا۔ جب تخلیہ مین یہ بات طے ہو چکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد فصیح صاحب
کے مجمع عام مین تشریف لائے وہان مولوی محمد فصیح صاحب نے باواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ
حق پر ہین جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونو ایک
ہین اُسیوقت جلسہ برخاست ہو گیا۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان
سے رخصت ہو کر محلہ لودی کٹرہ اپنے جاے قیام پر تشریف لیگئے تو انکے مریدون نے اور خاصکر
اُن لوگون نے جنہون نے انکو دو ہزار روپیہ دینے کر کے بلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپنے
ہنسی کرا دی اور پھر انکو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہو گئے اور اُن لوگون نے یہ
چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ مین بحث نہو جائے سامنے جلسہ عام مین گفتگو ہو اور مولوی واعظ الحق
صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسدفعہ انکی تائید کے واسطے مقرر ہوے۔ آخر مولوی محمد فصیح صاحب
مع معاونین بہ ارادۂ بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لاے اور از سر نو
جلسہ عام مین بحث شروع ہوئی۔ بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو انکے مقابلہ کے واسطے
مقرر کر کے آپ وہان سے علیحدہ ہو گئے۔ مناظرہ شروع ہوا مولوی یحیٰی علی صاحب اور حکیم ارادت حسین
صاحب کتابین کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھلانے لگے الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے
مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوے اُسوقت انکو کہا گیا کہ انکا زبانی
اعتراف اور اقرار معتبر نہین ہے اس اقرار کو ضبط تحریر مین لانا چاہئے چنانچہ وہ کل مباحث
بطور مختصر اُسی وقت لکھے گئے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث
صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کر لے تو وہ اپنے امام کی تقلید
سے خارج نہین ہوتا۔ اُسی مجمع مین مولوی محمد فصیح صاحب نے اُس کاغذ پر مُہر کر دی ہر چند مولوی
واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کر کے انکو مہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح
صاحب ایسے بےڈھب پھنسے تھے کہ سواے مہر کرنے کے انکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی ؛؛

اسی قیام شہر پٹنہ مین بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہانکے شریفون
مین دستور تھا کہ جب کہ زوجۂ اول زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کے واسطے

داسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا - اس رسم خلافِ سنت کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرادی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھین - دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجۂ اول کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کرادی - یہ دونو شادیان بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئین اور تمام برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اُٹھوادیا *

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا - اس ملک ہندوستان مین واپس آنیکا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دوپہر دن کو اور راتون کو زیر آسمان کھڑے ہوکر اور سجدے مین سر رکھکر نہایت بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعائین کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے سے ؎ اب کے مت نکالو مجھے گلستان سے میرا دامن بندھے تو باندھو گل کے گریبان سے *

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے مین چند مہینے باقی رہے تو آپنے دولت خانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل مین عمدہ عمدہ گھوڑے خریدکر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کبوترون سے کبوتر خانہ بھوادیا دیکھنے والون کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا مین پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرائش کو چھوڑ کر نجاوینگے - لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اس دولت دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیے - مولوی عبد الصمد صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کراکے اور گاڑیون پر لدواکر مع عیال و اطفال کے چلے آئیو - معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپکو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب و نشاط کو دفعتاً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہوتا ہے یا نہین - آپ پٹنہ سے روانہ ہوکر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڈھانا مین جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہان ایک ہفتہ تک قیام کیا - اس عرصے مین مولوی عبد اللہ صاحب بھی مع عیال و اطفال کے وہان پہنچ گئے - جب شہر والون کو آپکے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہان جاکر آپکے شریک سفر ہوگئے - جب آپ گوڈھانہ سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیون کے آپکے ساتھ ہوگئے تھے - گوڈھانہ سے چلکر موضع کوئیلور مین جو سون ندیا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا - حاجی امام علی صاحب رئیس کوئیلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپنے اُنسے پوچھا کہ کیا کچھ ستو آپکے یہان

...ین مین انہون نے کہا کہ ہان حلوا یا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھرون مین ستو تیار رکھتے
ہین آپنے فرمایا کہ دعوت کا لمبا چوڑا بکھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ۔ انہون نے لاچار ستو حاضر کردیے آپنے
وہی جیسی مٹی کی ہانڈیون مین جو بیلون کے کھانے کے واسطے وہان موجود تھین بعد صاف اور پاک
کرانے اُس ستو کو اُنمین گھلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل وعیال کے وہی ستو کھلایا وہان سے کوچ کرکے
...آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان مین فروکش ہوے۔ چودھری صاحب بڑے
...مقدور آدمی تھے اُنہون نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت
نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہمکو آرام دینا چاہتے ہین تو جو مین کہون اُسکو قبول کیجیے چودھری
صاحب نے منظور کرلیا تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیون کے واسطے کفایت کرے
مع ایک دیگ کے ہمکو دیدیجیے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کردی
بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل وعیال اطفال خود سارے قافلہ مین تقسیم کردی اور آرام
...ہوے۔ وہان سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے آپکو استقبال
کرکے اپنے مکان مین لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست
کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہان بہت نزدیک ہے اگر آپ وہانتک تشریف لیجاکر مراقبہ اور دعا کرین تو
باعث کمال مشکوری کا ہوگا۔ بڑے حضرت نے منظور کرلیا اور وہان تشریف لیگئے اول دعا مغفرت
کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح صاحب
کے والد کی مراقبہ مین ملاقات ہوکر بہت سی باتین ہوئین منجملہ اُن باتون کے ایک یہ بات بھی تھی
کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح
صاحب کو نہین ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتادیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت
مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس
پتے پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے معتقد
ہوگئے کہ دونوں وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونون حضرتون کو کھلاتے اور پس خوردہ کو اپنے گھر مین
لیجاکر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والون کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوے ڈیڑھ برس کے عرصہ مین دہلی پہنچے۔ اگر
آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہان درج کرون تو کتاب کو طول ہوجاویگا اسواسطے مین
غازی پور سے ... لگاکر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کرکے صرف دہلی کا کسیقدر حال

سنانا چاہتا ہون - دہلی مین قریب ایک مہینے کے آپکا قیام رہا گاہے جامع مسجد اور گاہے مسجد فتحپوری
مین بروز جمعہ آپ وعظ کرتے دہلی مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوگیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف
جوانب سے آکر آپکے وعظ مین شریک ہوتے - مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے استاد تھے
آپکے مرید ہوے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل
کی طرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اول تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل
اور انکے استاد کے بناچاری آپنے قبول کیا - اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص مین اجلاس فرمایا
اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھوایا - بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کوئی
پچیس آدمیون کے ہونگے قلعہ مین تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اتر کر لب فرش تک استقبال
کرکے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر ادنیٰ اعلیٰ آپکے ہمراہیون سے مصافحہ کیا اور وہ
تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایکطرف آپ بیٹھے اور
باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی
صاحب رزیڈنٹ دہلی اور دیگر امرا اور وزرا اپنی اپنی جگہون پر باقاعدہ کھڑے تھے - صاحب رزیڈنٹ
اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلا رہے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے
حضرت سے دریافت کی - آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگون کا عطیہ ہے کہ جس سے اسوقت تک گذر
اوقات ہورہی ہے - یہ سُنکر بادشاہ آبدیدہ ہوسے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت
پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ الخ آپنے اِس آیت کے معنی بیان کرکے
بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اِس وضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھون مین دُنیا اندھیری ہوگئی
پھر جب آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جھک کر آپکے گوش مبارک مین عرض کیا کہ دوزخ اور
عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے - بادشاہ کو اس سے رنج پہنچے گا اور یہان دستور
ہے کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہنے کو آتے ہین وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہین دوزخ اور اُسکے
عذاب کا بیان نہین کرتے مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نکیا اور عذاب قبر اور [illegible]
حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار
مجلس بہت متاثر ہوے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ مین دنیا اور دُون کی بے حقیقتی کا بیان ہوا
تھا اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مینے بھی کچھ اشعار ترک دنیا کی بابت کہے ہین - اُسوقت بڑے حضرت نے
یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا

بادشاہ نے تو سنو اور چُپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو
بات چلتے اور اُسکے بیچ مین دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے یہ بات سنکر بادشاہ چپ ہوگئے بعد ختم
ہونے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائین مین انکا مشتاق ہون۔ وہ اشعار
ایک بند کاغذ پر لکھے ہوے تھے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اُس بند کو اپنے ہاتھ مین لیکر اشعار پڑھنے
شروع کئے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اُسکے بعد جلسہ برخاست ہوا بادشاہ
نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادون وغیرہ
مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونو صاحب بڑے حضرت کے ساتھ ہوے اور حضرت نے کل ہمراہیون
کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہان سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر
پہنچے تو قریب پچاس خوانون کے انواع قسم کی نعمتون اور کھانون سے بھرے ہوئے بادشاہ کی طرف
سے پہنچے۔ اس مقام دہلی مین بہت سے شاہزادے اور شاہزادیان خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوے
اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے عمائد اور عالم فاضل اور درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف
ہوے۔ ان ایام مین دہلی کے لوگون مین بابت حلت و حرمت اُلّو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ
اس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت مین بھی حاضر ہوے اور اُلّو کی حلت اور حرمت کا فتویٰ
پوچھا آپنے ایک ذو معنیین برمحل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ
بھائیون مین اُلّو مُون کے جھگڑے مین نہین پڑتا مجھے معاف رکھو +

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لاکر
رہین ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ مین ہم لوگ رمضان
بھر شریک رہینگے پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ اِدھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک
ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے اور کہان سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے
ہین اسواسطے مولوی صاحب نے یہان زیادہ ٹھیرنا مناسب تصور نہین کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی
اور اسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جمنا پار آکر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہان سے کوچ
کرکے منزل درمنزل طے کرتے ہوے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی
عنایت علی صاحب کے انتظار مین وہان ٹھیرے رہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب
بھی وہان آپہنچے اور سب ملکر منزل درمنزل بمقام ستھانہ ملک یاغستان مین پہنچگئے۔ سید اکبر بادشاہ
اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی۔ جب ملک ہندوستان مین آپکی دوبارہ

ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے بڑے حضرت شب و روز
تعلیم و تلقین اپنے یارون مین مصروف تھے صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی پھر حدیث
اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا۔ اسوقت یہ لشکر سلوک حب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ
ہو رہی تھی کیونکہ پنجاب مین اسوقت ایک ایسے عادل اور بے رُو و ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے
کسی طرح مخالفت جائز نہین اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر بہت دور پڑ گیا تھا
اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت مین آگیا تھا۔ مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم
تھا اُنہون نے جہاندادخان والی آنب سے بوجہ اُسکی شرارت کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت
نے اسبات کو منظور نہین کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت مین تھا۔ یہ بات
مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیون کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے
علیحدہ ہوگئے اور بمقام نگل تھانہ سید عباس کے پاس جا رہے۔ اس عرصے مین بڑے حضرت کو عارضہ
خناق ہوکر بماہ محرم ۱۲۶۹ھ ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین آپکا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ ولایت علی رہبر دین حق + بماہ محرم چو شد زیر خاک + بگو از سر آہ سال وفات + شدہ جاے
سیرش بفردوس پاک +

بعد وفات بڑے حضرت کے منجھلے حضرت امیر ہوے مگر ۱۲۷۵ھ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء مین اُنکا بھی
انتقال ہوگیا ۱۲۷۴ھ ہجری مین یہان ہندوستان مین چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اُسکے ایک
برس بعد ۱۲۷۵ھ ہجری مین شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہوگیا۔ تب ہندوستان مین
بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی یحییٰ علی صاحب مقرر ہوے۔ اور کام وعظ اور
درس تدریس و جمعہ جماعت صادق پور اور نمو ہیہ دونو جگہون کا انجام دینے لگے اور وہان ستھانہ میں
بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان مولوی
ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوے جو غالبًا اسوقت تک زندہ ہین ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق
۱۸۶۴ء کے غدر مین مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب
اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہوکر کالے پانی
پہنچے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہوکر مکانات سکونت تک ان بزرگون کے کُھدوا کر پھنکوا دیے
گئے مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہین کالے پانی مین انتقال ہوگیا۔ اور مولوی
عبد الرحیم صاحب رہا ہوکر مارچ ۱۸۸۳ء مین اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحیی علی صاحب + ؎ چونکہ یحیی علی ستودہ خصال + عالم و زاہد و محدث بود + روح
پاکش گذاشت محبس تن + راہ ملک وصال حق پیمود + ہاتف سال آن از روئے الم + رضی اللہ ربہ فرمود

تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب ؎ چو مرد خدا مولوی احمد اللہ + مقیم جزیرہ بحکم نصاری + شب
ذی الحجہ و بست و ہشتم ز دنیا روان شد بفردوس اعلی + بتاریخ فوتش نکو گرد ہاتف + رہا گشتن
مومن از سجن دنیا + تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر ؎ زہے شہر عظیم آباد پٹنہ + کہ بودند
اہل علم و فضل ماہر + بر ایشان با عبور بحر پر شور + چو شد حکم دوام حبس صادر + از ایشان چند کس مردند در
قید + رہا گشتند باقی ماندہ آخر + بحکم وائسرائے قیصر ہند + کہ دارد بر رعایا رحم وافر + یکے زان مولوی عبد الرحیم
است + کہ وصف او نگنجد در دفاتر + چو کردم فکر تاریخ رہائی + مرا بیتے خوش آمد بخاطر + نظیرش کم تواند
یافت آنکس + کہ باشد در فن تاریخ ماہر + پس از طول زمن الحمد للہ + رہا گشتند اسیران جزائر + حروف
مسدیان سال ہجری + سنین عیسوی از شعر ظاہر +

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اور انکے
پیرو لوگ بلا تصنع حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں اہل حدیث غیر مقلد نہیں
کہلاتے بلکہ اپنے تئیں سب سے پکا حنفی المذہب جانتے ہیں کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث
صریح غیر منسوخ کے نہوں عمل کرتے ہیں۔ صراط المستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب اور مولانا محمد اسمعیل
شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہیں جانتے انکا اصل مطلب یہ
ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید اور اتباع سنت میں پختہ ہوکر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا
چاہئے سو محبت الہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونو مساوی ہیں اسواسطے اس گروہ میں مقلد
اور غیر مقلد دونو داخل ہوکر تحصیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہیں جانتا +

یہ بزرگ اللہ کی راہ میں بیٹھے ہوئے تھے باوجود خاندانی امیر ہونیکے انکی وضع گزران بہت سیدھی
سادی اور تکلف سے خالی تھی انہوں نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہیں سمجھا سب کو اللہ کا
مال جانتے تھے۔ ہمیشہ دو تین سو طلبا و مسترشدین انکے ہان جمع رہتے جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ
کے لئے پکتا وہی یہ بزرگ اور انکے گھر والے بھی کھاتے تھے۔ جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی
ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم
صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دلہن کے
واسطے کبھی تیار نہیں ہوا۔ پرانے کپڑوں کی مرمت کراکے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے وقت

مین خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھون مین بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی
مین تخمیناً پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اُسمین سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونو وقت خرچ ہوتا اور کبھی دو
اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہوتی - باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلہ
فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا - ماہ رمضان مین ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد و عورتون
کی ان حضرات کے ہان دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت مین جمع
ہوتے لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا - جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از
تقسیم تشریف لا کر دیگون کو اپنے ہاتھ سے کھولکر ایک ایک لقمہ اسمین سے تناول فرماتے اور اپنے
پس خوردہ کو دیگ مین ڈالکر اُسکے مونہہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے
کہ دیگون کا مونہہ کھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا مونہہ کھولکر کونڈون مین ڈالکر کھانا تقسیم ہوناشروع
ہوتا پھر اُسمین ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہو کر کھاتے اور کھانا
بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت دارون مین تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہین - اربعین
فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہین - ایک مشہور رسالہ موسوم بہ عمل بالحدیث بھی آپ ہی
کی تصنیف سے ہے - تیسرا رسالہ موسوم بہ تیسیر الصلوة بھی آپ ہی کی یادگار سے ہے - آپ شاعر
بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے مین آپ لاثانی تھے ایک دفعہ لوگون نے شب برات کی عیدی کی
آپ سے درخواست کی آپ نے دو عیدیان اُسیوقت لکھ کر حوالہ کردین ایک یہ ہے عیدی آئی شب
برات کرو رب سے تم دعا + مُردون کو میرے بخشدے زندون کو ا[illegible] + پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو
جب روز ہووے روزہ کرو رب کا تم ادا + (دوسری یہ ہے) ہے شب برات کھلے بدعتون کے در
مُردون کو آج حلوا کھاتے ہین گھر بہ گھر دیپک چھچھوندرین و چراغان پھلجھڑی + مثل ہنود طرز روالی ہی سر بسر

## حصۂ پنجم

### مجموعۂ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس و پیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کیے ہین جیسے
آپکے اکثر سوانح - اُس مُٹھے مکتوبات مین جسمین سے مین نے یہان یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے مولانا
محمد اسمٰعیل کے بہت سے خطبے اور روزمرہ رپورٹین کاروائی اور نیز بہت سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین

جو انہوں بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے مدرسہ کر خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد
مذاہب و مشاہدہا و کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں مینے بغور اُس مسودے کا ملاحظہ کرکے منجملہ
ہم عرض تحریرات کے جو اُسمین شامل ہین صرف ساٹھ مکتوب جو لُبِّ لُباب اُس مجموعہ کے تھے یہان شامل
کیے ہیں اور نسخہ اُسی مالک کو واپس کردیا اب اُس مسودے مین کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہین ہے
جو اس کتاب مین نہ آچکا ہو اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے مینے غیرون کے خطوط اور
شجرے وکرسی نامہ وغیرہ اسمین شامل نہین کیے +

۱ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از فقیر سید احمد بجناب فضائل مآب حضرت صاحب محی السنة قامع البدعة حجة اللہ
علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم ۔ بعد عرض سلام مسنون
تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ ۔ الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت
در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آن بلدہ امین ہستیم و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ
زادہا اللہ ... تعالی بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید ۔ امیدوار ادعیہ وافیہ متبرکہ آنجناب
ہستیم بفضل اللہ تعالی درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ
این فقیر یافتہ است پارہ ازان کہ اینوقت ضبط آن بقید تحریر میسر است بنابر تفریح خاطر مقدس آنجناب
و سائر برادران مومنین کہ بسا دعا ایشان رسد عرضہ میدہد ۔ درین عرضہ ہم اظہار نعمتہا او تعالی ہست
که آن هم از صور شکر است و مرافعہ این عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بر حال
این فقیر ابتدا آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ دعا فرمودہ اند بفضل او تعالی نوبت
بہمچنین معاملات رسیدہ و امیدواری ادعیہ وافیہ علی الدوام است تا کہ حق تعالی بمقصد اعلی و مطلب اسنی
رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلایق گردد چہرہ ابرروئے کار آید پس منجملہ آنہا اینست کہ در
تہیہ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ مداد و ستد وغیرہ بسیار زود بکار ہیماند تا کہ از صبح نوبت
بہ شب میرسید در ہمان ایام شبی بچنین کارے در خانہ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و
تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دستہائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ روحانیت
آن مکان نمودار شد رو بروی من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریان ایستادہ چیزے دیگر از مخلوقات
الٰہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود و روحانیت مسطورہ بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آن چیز دیگر شدہ
گفت کہ فردا آقائے نامدار ما را گذاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروئے غلبہ کردہ بود کہ قلقش درین نیز اثر کردہ

دمرا هم بگریه آورد و با مالک حقیقی خود هم این بندهٔ کمینه را دران زمان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او
تعالی عرض کردم که این همه اُنست و اُلفت این روحانیت از فضل تست والا مثل من هزارها بنده
عاجز اند کسے آنها را نمی پرسد و مکان ها را گذاشته میروند و آن مکانها بدر دلمی آیند و پروائے نیکنند
این اُنست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت بانست و مکافات و تسکینش
تو خود فرما مرا حکم شد که باۓ بگو که ترا بجنت خواهیم برد و این خطاب وے هم می شنید لیکن من هم
حکم بجا آوردم و با وے این بشارت گفتم خوش وقت و آسوده گردید و تسکین گرفت و روزیکه از دلمئو
روانه شدیم و در کشتی ها سوار میشدیم چنان مفهوم گشت که کشتی فلانے ازین کشتیها غرق خواهد شد و در آن
کشتی از اسباب مردم بار شده بود برائے این حقیر کشتی دیگر بجز آن معین شده دانستم که اگر تقصیر کسی خواهد بود
پس من هم بوجهیے هر چند غفلتے شده باشد در آن تقصیر شامل آمادگی سواری نمود در آن کشتی نمودم
از جانب غیب ارشاد شد که الحال آنرا غرق نخواهم کرد - شکر الہی ادا کرده گذاشتم الحمد لله که همه بسلامت
وحفاظت رسیدند و هرگاه از کلکته روانه شده بدریائے شور رسیدیم و آثار دریائے شیرین منقطع گردیده
دریائے شور بکمال ابهت و شوکت و دبدبه و طمطراق که حق تعالی او را عطا فرموده است پدیدار گشته با فقیر ملاقات
کرد و بمقابله و مواجهه استاد و الفاظ کلامش بیاد نمانده اما اینقدر محفوظ است که رعب و هیبت خود می نمود
و درخواست می کرد که التجائے و تضرعے و انکسارے پیش او کرده شود چونکه گاہے او را ندیده بودم و
او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و ابهت آن متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاهدهٔ ذوالجلال
جل جلاله هم حاصل بود هرگز غیبتے و غفلتے ازان سو نبود چون هیئتش دیدم و درخواست او معلوم
کردم رعب و ترس آن اصلا در نفس من اثر نکرد و پروائے آن ننمودم و در جواب آن گفتم که من و تو هر دو بندهٔ
خدا تعالی هستیم مرا از التجا بتو چکار هرگز بسوئے تو التجا نخواهم برد بلکه تو و من و آسمان و زمین و مورچها بدست
قدرت مالک خود یکسان هستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمته بیان نمودم
آن موج این بیان شنیده از مواجهه ام رفت فاما ناشادان معلوم می شد و آنوقت که جهاز بمقامے رسید
که به قاب و قمری معروف است و آن مقام مشهور است که در جهاز ها تزلزل و خطرات بسیار می شود
و جائے مخوف است در جهاز ما هم جنبشے پدیدار گردید مردمان را بسبب دوران و غیره اضطرابے و رنج
پیدا شد باوجودیکه جهاز ما بس فراخ و پهنا و گران بود حتی که در جاهائے دیگر سرش مردمان نشسته را
هرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شد که از جانبے میرفت و ارشاد شد که اگر ترا غرق کنم چه خواهی کرد
و کدام کس خواهد برآورد عرض کردم که خداوندا اگر غرق شدن من پسندیدهٔ تست و مرا غرق کنی و تمام عالم

ما نخواهد که بگیرد و برآرد و دستگیری من کند هرگز راضی برآمدن نیستم و دست خود بدست کسے نخواهم داد [illegible]
که بتبسم نتوان گفت نمودار شده فرمود که ترا غرق نخواهم نمود چونکه جهاز محاذی بندر عدن رسیده لنگر
کرد و آن روز پنجشنبه ناخداے جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور رفته و این فقیر درخواست نزول از
جهاز کرد که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه درانجا گذاریم و فقیر را تردد ے بود که احیاناً
اهل قافله خصوصاً ازنان را بسبب غیبوبت فقیر رنجے و تعبے خواهد رسید در فرود آمدن خود متردد
بودم شب جمعه رنگے دیگر بنظر آمد آنروز دوربین میدیدم و اندیشه آن بود که مبادا قزاقان و قطاع الطریق
باشند و مسموع شده بود که گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش می کنند و غارت می نمایند
یعنی علیجان خاطر گشته بود حفاظت و صیانت بهر حال مرجو و مدعو از جناب ایزدیست و در فرود آمدن
از جهاز تردد زائد بهم رسیده بود که از بارگاه بے نیاز مطلق ارحم الراحمین جلشانه بشارتے یافتم باین مضمون
که تو بعدن برو و اینها را بما گذار یا بسپرد ما کن و درین بشارت هر چند اهل قافله که در آن جهاز بودند
همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این عاجز زائد از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد
صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بعد اداے چند رکعت نفل دعا ها کردم
بحمد الله اجابت از آن سو متوجه بود و مژدها رسید یکے از جانب غیب بحال کسانیکه همراه فقیر بودند
عنایت خاصه بطورے متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعتهاے فاخره که از خوشنودی و رضاے وافره است
تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر بتفصیل می شد و رحمتے تدریجاً از آنها بعازمان حج که در آن
جهاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جهاز که اهل قافله در آنها بودند من بعد بتمام مبایعان بر دست
فقیر متوجه شده که مضمونش بخشش و غفران بود و همه اینها مفهوم میگشت و سابق ازین دعاے بر زبان
فقیر اجرا فرموده بودند که حاصلش این بود که این دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تست صلی الله علیه و سلم
و ما را بفضل خود درینجا رسانیده پس عنایتے فرما الفاظ بعینها محفوظ نیست فاما همچنین بود بعد از آنکه این
معنی معروض گردید اجابتش ظاهر شد و نیز به نشر هدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش
تا اقالیم روم بمردمان مژدها میرسید و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که بکمال محبت و مودت
خاص ارشاد شد که تو هر جا که خواهی بود بر در ما هستی و مطلبش چنان می فهمیدم که چنان غور و پرداخت
بپاس خاطر و تفقد و تکفل هر کار وعده کرده بود مقتضاے عموم و فرط کرم از کریمان می باشد همچنین
آن اکرم الاکرمین جل مجده حسب عظمت و علوشان در حق این فقیر وعده احسان و اکرام فرموده چه
درینجا قریب یکماه توقف شد مردمان بسیار درآنجا بیعت می کردند روزے پیر مردے کم بین و [illegible]

آمده بجناب ایزدی التجائے عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی ذنوب میگفت باعتقاد سے که
مالک القلوب والابدان در ویش راسخ بود و توسط و توسل باین فقیر می نمود و درخواست دعا می کرد
جوش رحمت الٰہیہ در آنوقت اولاً بحال آن پیر مرد که صراحةً معائنه می شد که او را بجانب سعادات الٰہیه
فوراً برند ثانیاً عموم و شمول آن معلوم می شد تا که در جوش رحمت دریافت شد که هر که امسال حج خواهد
بسبب توبها بر آن که تو در آنها خواهی بود همه را بخشیدیم و چونکه جهاز محاذی یلملم رسیده و استعداد احرام
کردیم فقیر غسل می نمود و چندے از رفقا غسل جسد داده اعانت در آن کار میکردند مغفرتے و بخششے
در حق ہمہا که این عمل می نمودند معلوم شد که همه آنها آمرزیده شدند من بعد که وقت تلبیه رسید شخصے
در آن مجمع سبقت کرده به تلبیه آواز خود را بلند ساخت عنایتے باینمعنی در رسید که هر که پیش از تو تلبیه می گوید
تلبیه اش را نمی شنوم - در روز حصول شرف سعادت دخول در مکه معظمه که گاه که از بیر ذی طوی گذشته
متوجه گرداشده ایم تا از آن راه در آئیم حالتے عجیب بر این فقیر بود که شرحش [illegible] طاری و نمودار بود حتی
که بر ہمه حضاران آن واقعه اثرش نمایان می شد لبیک که میگفتیم و این گفتن مخاطبه و مشافهه صریح بود
و اجابت و قبول آن میدیدم و در دعائے آنوقت نتیجه شده بود که بخوبی تمام مطلب عرض میکردم در آن
حال این مضمون بتعبیر عجیب از زبانم آمده ان شد که مردم جماعتے گنهگار و شرمنده از بلاد دور دست بجرم
ها سوئے تو رسیده اند و اینها را من آورده ام و چنین و چنان خواهان شده در آنحال عجیب بشارت حیرت افزا
پیش آمد باین کیفیت که اینها را چه گفته اید یعنی آنها خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند خصوصے
می دارند اشارتے رحمانی بود که شرح و تفصیلش همین است و این لفظ یاد است که ما خود از سند گرفته تا
اقصائے بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسه رسید که آیا این عنایت مختص باحیا است
یا اموات هم داخل اند گویا رحمتے متوجه بفقیر شده ممانعت از آن می کنند که تخصیص گمان مبر و رحمت عام
را خاص مکن من بعد دیدم که مردگان را آمرزشے رسیده بود و آنانکه به بلائے گرفتار بودند رہائی و مخلصی یافته خوشوقت
می شدند و این مغفرت عامه بتمام مؤمنین رسیده هر کرا در دل ایمانے گو ضعیف شده باشد از این مغفرت
محروم نمانده در لیلة القدر رمضان شریف دعاها بسیار عموماً و خصوصاً کرده شد و اجابت را متوجه آن
دعاها دیدم که همه را قبول در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا بوقوع آورده جلد تر جلوه گر فرماید همه مسلمین بدیدن آن
مسرور و شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بمسامع شریفه خواهد رسید متوقع و
مرجو است چه اینهمه بشارات اند و ثمرات و توجهات جزئیه ادعیه نبیله آنجناب است و آینده را ترقیات
ببرکت ادعیات ذاکیات امیدوارم و رجائے واثق است که دعاها فرموده باشند و فقیر و تمام معتقدین

مخلصین در اماکن و اوقات متبرکہ دعاہا بکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید۔ انہ علی کل شئی قدیر و بالاجابت جدیر۔ زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید۔ والسلام والاکرام +

(نمبر۲) نقل خط مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بنام منشی نعیم خاں صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ و نزول علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرۃ۔ از فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون و دعاے خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لائح باد کہ رقیمۂ بہجت ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ المسلمین بملاحظہ در آمد و سوال نیز مفصل دریافت شد۔ صاحب من ہمین قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشان را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود برایشان مکشوف می شد و وعدہ ہاے دور دراز غیب برایشان وا رد می نمود۔ مردم ہمین استفسار نمودند سید الطائفہ فرمودند کہ تِلْکَ خَیَالَاتٌ تُرَبّٰی بِہَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ یعنی این خیالات بے اصل نیست بلکہ از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شخصے می شوند و آنہا را دعوت بسوئے خدائی کنند اتفاق شود یا بمانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو حلقے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلان نعمت بتو خواہیم داد و از تو بسیار خوش و خورسند ہستیم و اوج تعیین در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبرا و اولیا و سابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہٗ و دیگر بزرگان وعدۂ مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بطفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ و آن ہمہ عدہ صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدالان کہ درین امت ہیچ زمانہ از ان خالی نمی ماند کہ بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ اَہْلُ الْاَرْضِ وَبِہِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ یعنی مردم زمین را بطفیل ایشان باران می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازین مراتب حاصل شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشان را اثرے ازان رسیدہ باشد غرضکہ انکار ایمعنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار این مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد و پس اینہمہ صادق اند زیادہ بجز تمنیات دارین چہ نویسد +

(نمبر۳) اعلام از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سپاس بے قیاس و ستایش بیاز آساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمتہ و عمت رحمتہ کہ مومنان پاک و مسلمانان بیست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ مخاطب فرمودہ و منافقین بدنہاد و معاندین پر فساد را بوعید

شدید قُل لَن تخرجوا معی ابداً ط انکم رضیتم بالقعود اوّل مرۃٍ فاقعدوا مع الخالفین ہ معاتب نمود۔ وہزاران ہزار بلکہ بے عد وشمار از اصناف درود وسلام بانواع خضوع واکرام بر رہنمائے جمہور انام و پیشوائے ہر خاص وعام کہ باداے مضمون نعمت مشحون آیۂ وافی ہدایہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وما وٰھم جھنم وبئس المصیر مامور است وباجرائے سداد حکمت بنیاد کریمۂ سیاست ضمیمہ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلاً ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ط موعود بر کافۂ آل واصحاب وسائر اتباع واحباب کہ بتحسین شرافت آئین ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ مشرف گردیدند وبکلام بشارت التیام واخریٰ تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب ط وبشر المؤمنین ہ مبشر آمابعد می گوید بندۂ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواہ کافۂ مسلمین ملقب بامیر المومنین کہ این اعلامے است عام بخدمت جمیع اہل اسلام خواہ اشراف کرام باشند خواہ اجلاف گمنام۔ خواہ از علمائے کبار باشند خواہ از عوام خاکسار خواہ از اراکین ذوی الاقتدار باشند خواہ از مساکین ذوے الاضطرار مشتمل برین معنی کہ مقصود خالق این جہان از خلقت نوع انسان اشتغال ایشان ست بہ عبادت رب وطاعت سید عرب نہ استغراق ایشان در مشاغل لہو ولعب ومحافل نشاط وطرب۔ اصل کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذو الجلال است نہ تکمیل مناصب جاہ وجلال وترفیع مراتب عز واقبال وتطویل وساوس امانی وآمال وتوفیر خزائن مال ومنال۔ سرمایۂ سعادات جاودانی وراحت دوجہانی اکتساب مدارج وجاہت وجلالت است بحضور ملک دیان ومالک زمین وزمان نہ امتیاز نام ونشان درمیان اخوان واقران۔ ہر چند شعار بندگان عبودیت کیش وپرستندگان انقیاد اندیش ہمین است

که در هر حال با طاعت مالک لایزال موصوف باشد و در هر آن تحصیل رضائے خالق
زمین و مکان مصروف و بهزار دل و جان بمحبت خلاق انس و جان مشغوف مانند و
با ایثار محبت او بر محبت هر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب هر مطلوب. درمیان اهل ادیان
و ابنائے دوران معروف قال الله تبارک و تعالی. اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ اِذَا دُعُوا
اِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ و
قال تعالی، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ اَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ
اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ط اما حصول این مرتبه اخلاص و منصب اختصاص به نسبت جمیع افراد عالم
و احاد بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول است لیکن بر ذمه هر خاص و عام که مدعی دین اسلام باشد ای
لابدی است که در وقت معارضه نور و ظلام و مقابله کفر و اسلام غیرت ایمانی را کار فرماید و بر مقتضائے
حمیت اسلامی عمل نماید که هر که در امثال این احوال هم جان خود را در سلک انصار حق منسلک نگرداند
بیشک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجه قصوی رساند و هر که درین صورت نیز از تائید دین پهلو تهی کرد لاز
دائم مقالفت رب العالمین برجبین شقاوت آگین خود زده و هر که بدین تقریب هم ازین معرکه روپوش گردید
یقینا بایمان خود را از دائره ایمان بیرون کشید قال الله تعالی اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝ و قال تعالی، وَجَاءَ
الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۝ و هر که در مقدمه دین ملک علام انتظار غلبه جنود اسلام کشید البته حق و
برکات متربصین لئام و مترصدین بد انجام رسید. قال الله تبارک و تعالی هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا
اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُصِيبَكُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ اَوْ
بِاَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا اِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۝ و آنچه درین دوران خداع منزل اهل شک و ریبه ارباب مکر و
فریب منظور میکنند که بهم رسیدن اسباب حرب جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجماع عساکر هزاران هزار
و قرائن بے حد و شمار از شروط اقامت جهاد است و فقدان آن باعث عذر عباد. پس این خیالے است
پر اختلال و وهمے است سراسر باطل و محال زیرا که حاکم عظیم و آمر حکیم سبحانه با آنکه جمع ادوات مقابله و اعداد آلات
مقاتله همین قدر فرموده وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ الخ و نفرموده وَاَعِدُّوا لَهُمْ مِثْلَ
مَا اُعِدُّوا لَكُمْ بلکه فرموده اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرموده كَمْ مِنْ فِئَةٍ
قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِاِذْنِ اللهِ و نیز فرموده فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اِنَّ اللهَ

يحب المتوكلين ۝ ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم
من بعده وعلى الله فليتوكل المؤمنون ونیز فرمود یا ایها النبی حسبك الله ومن اتبعك من
المؤمنين ونیز فرمود فقاتل فی سبيل الله لا تكلف الا نفسك وحرض المؤمنين و نیز [illegible]
بعضے از ملایانِ ابلیس کیش و درویشانِ تلبیس اندیش بنابر اغوائے تلامذہ و مریدین [illegible]
جماہیر مسلمین یا بپاسِ خاطرِ امرا و سلاطین نیابۃً عن الدجاجلۃ والشیاطین داد [illegible] تمیز در
تذکیرِ فریب انگیز می دہند و بندے از شبہاتِ نامسموع در ضمن چندے از کلماتِ نامطبوع بر مخاطبین
القا و در غائبین افشا می کنند کہ جہادِ لسانی افضل از جہادِ سنانی و جہادِ نفسانی اکمل از جہادِ جسمانی
تادیبِ عباد اولی از تخریبِ بلاد و ترغیبِ موافقین اعلی از ترہیبِ مخالفین تعمیرِ مساجد بہتر از تغییرِ
مفاسد مواصلۂ حبیب خوشتر از مجادلۂ رقیب مکالمۂ دل و جان آنداز از مکالمۂ سیف و سنان
مجالستِ محبوب اعز از مخالفتِ مغضوب منادمتِ احبا انفس از ملامۂ [illegible]
ارفع از محاربۂ [illegible] مواساتِ مصائبِ جمہورِ مساکین انفع از مقاساتِ [illegible] شیاطین
و امثالِ آن از مکائدِ تضلیلیت و دعاوی بے دلیل - قال اللہ تعالی یا ایها الذین آمنوا
ان كثيرا من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل ويصدون
عن سبيل الله - وقال الله تعالی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم
تتلون الكتب افلا تعقلون (وقال الله تعالی) يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند
الله ان تقولوا ما لا تفعلون ۝ ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان
مرصوص ۝ (وقال تعالی) اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله
واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله ط والله لا يهدي القوم الظلمين
الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اعظم درجة عند
الله واولئك هم الفائزون يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم
مقيم خالدين فيها ابدا ط ان الله عنده اجر عظيم (وقال) قل انفقوا طوعا او
كرها لن يتقبل منكم انكم كنتم قوما فسقين ۝ بالجملہ تفضیلِ جنودِ مجاہدین بر جموعِ قاعدین
منصوصِ آیاتِ قرآنی است و مدلولِ بیناتِ فرقانی - و معارضۂ آن بوسوسۂ باطل از وسمۂ صدق
عاطل ناشی محض از تخیلاتِ نفسانی است و تسویلاتِ شیطانی - (قال اللہ تبارک و تعالی) لا
يستوي القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم

وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً
وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ پس کسیکه مساعی جهاد در اتفتیح کند یا مشاغل دیگرا ترجیح
دهد در خدمتگذاری حق سست باشد و در پاسداری غیر حق چست و در تجهیز اقران غیور باشد و
در غیرا دیان بصورت براهنه معاندین نفسانی مسابقه کند و در اعانت مجاهدین مساهله پس همو ست
اثیم و گنهگار و ظالم و ستمگار و از بارگاه حق مطرود و مردود و بوعید شدید ثبت الی القرآن والفرآن
بعنه وزبت شغل در الصلوة بلعنه موعود - (قال الله تعالی) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (وقال تعالی) اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ایم والماد ست بکار و دل بیار و بیابان مرغزار و سبز درختان و بهار بهم
زان و مکان آمینه ارجمال لایزال ته تخته مشق واردات فراق و وصال و اعلی مراتب جانفشانی
و ظهار مصائب پریشانی ماکه در وادی دور دست سرگردانیم و در تمامی کوه و دشت بے سر و سامان
نه جان در بدن داریم نه سر بر تن جگر پاش پاش و دل فاش فاش - سینه چاک و دستان غمناک
یکدست بدامان حبیب و دست دیگر بگریبان رقیب و امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات
عشق و شور آن همه در گوشه عافیت مجرد وهم و خیال فقط شعبده قبیل و قال و در میدان مردانه سراسر
ثبوت صدق مقال و ظهور حقیقت حال اینهمه چرب زبانی است و اینهمه جانفشانی - اینهمه حکایات است
و اخبار و این سراسر صداقت و اظهار آن همه تکلف و تملق و این سراسر تحقیق و تخلق - الغرض چون
ما مردم که بندگان پروردگاریم و امتیان رسول مختار بے شک دعوی اسلام میداریم و جان خود را
در شهدا مان می شماریم چون کلام الله را بمعنی ناطق دانستیم و رسول الله را صادق لامحاله لله فی الله
امتثالاً لامر الله کمر همت بستیم و اتباعاً للسنة رسول الله فرا مد رخت سفر بستیم و در بلاد هند و سند و خراسان
و سیر نمودیم و در تمامی آنجا سیاحت کوه و دشت فقط طالب خیر بودیم - آخر الامر در شکل بلاد و دور دست
گردیده و تمامی این کوه و دشت نوردیده در اطراف یوسفزئی رسیدیم و بیداد گسته این عبادت
شی ایشان باعث گردیدیم آن مخلصین احباب و مومنین بلا ارتیاب مشارکت این فقیر و مناسبت
در جهاد سید قدیر اختیار نمودند درین میدان از سائر اخوان گوی سبقت در ربودند و گرم و سرد

آمد و فت جنبیدند و نشیب و فراز فتح و شکست دیدند چنانچہ تا حال درہمین معنی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم
اند و بے باک باجملہ ما مردم تا جان در بدن داریم و سر بر تن مشغول ہمین کار و باریم بصد حیلہ و فن - اما بصد
زبان شکر حق بجا می آریم کہ با طاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق ہستیم و از غیر او چشم و
گوش بربستیم و از دنیا و ما فیہا دست بر داشتیم و محض لوجہ اللہ علم جہاد بر افراشتیم از طلب مال و منال و جاہ و جلال
و امارت و دولت و حکومت و سیاست خبیث اللہ نیستیم و ہرگز طالب غیر حق نیستیم ما ہم ہر چند عاجز و خاکسار
و ذرہ بمقدار اما با اشتیاق محبت حضرت حق مست و سرشار و از محبت غیر حق بالکل دست بردار نہ با
کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نہ با یکے از رؤسائے مومنین مخالفت با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با
مدعیان اسلام - صرف با درازمویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتلہ
بالکلیہ بیان و اسلام جویان نہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہ منازعت کہ از رعایائے او
ہستیم و بحمایتش از مظالم برآمدیم - چنانچہ ہمین معنی معلوم ہر خاص و عام است و مسلم طوائف انام لیکن حیف
صد حیف کہ سردار پشاور ہرگز ازہمین معنی نفہمید و از نظر حق شناس اصلا ندید و سخن این ہیچگونہ بگوش ہوش نشنید
ندلتے از ایمان بوجہ من الوجوہ بکام جان نچشید بلکہ بوئے از غیرت اسلامی نشمید از عساکر مجاہدین مثل
وحوش رمید و در پے تفریق جماعت مسلمین ہر سو دوید چنانچہ عادت قدیم اوست کہ در تفریق جموع مجاہدین
بنا بر امید جنود معاندین مساعی بلیغہ بجا می آرد و آنرا از کمالات فراست و کیاست خود می شمارد چنانچہ
ہمین معنی بکرات و مرات از و بمنصہ ظہور رسیدہ و بحضور جمعے کثیر و جمعے غفیر از مومنین این دیار و مسلمین این
اقطار این قبیح اعمال و اقبح افعال از و صادر گردیدہ آنچہ در مصاف وزیر فتح خان با کفار اشرار و معارک
سردار عظیم خان با فجار نابکار از و واقع گردیدہ معلوم ہر خاص و عام و مشہور در میان جمہور انام است کہ بیخ
کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جہد تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دودمان
امارت و جلالت و جنود مجاہدین بلکہ جموع مسلمین را در بلاد دور دست و اطراف کوہ و دشت بے سر و
سامان و پراگندہ و پریشان گردانید قتل الوف اہل اسلام و ہتک صنوف حرمات انام و سائر قبائح
اجرام کہ از کفار لئام بہ نسبت ہر خاص و عام صورت بست ہمہ در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب
مساجد ہزاران ہزار و تحریق معابد بے عد و شمار و لحوق انواع مذلت بارکین ذوی الاقتدار و اصناف
مضرت بساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد کہ از دست کفرۂ متمردین بر سر
کافۂ اہل دین گذشت ہمہ در حساب افعال او محسوب ہمچنین درین نوبت ہم چون اجتماع غازیان
جلادت شعار در رفاقت این عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے ملت پروردگار و احیائے سنت سید مختار پیش

گردید وقت مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش رسیده بود این سردار مذکور هر چند از ابتدائے ظهور این
نور در دل حسد منزل خود عزم مخالفت میداشت و در سینهٔ پر کینه تخم منازعت میکاشت۔ آخر الامر در
مثل این وقت که هنگام موج امواج بحر جنگ بود و تغلغل اصوات توپ و تفنگ داد عداوت و نفاق در
داد و اساس شقاوت و شقاق بر نهاد و عساکر مسلمین را تفریق ساخت و مقدمهٔ جهاد را در تعویق انداخت
و سد دغا و دخل در باخت و بنیان کفر و فساد را بزعم خود مستحکم کرد و بنیاد اسلام و جهاد را متزلزل در بابت
اطله را منتظم نمود و امامت حق را متخلخل علاوه برین آنکه آنچه در اهلاک این خاکسار و الله اعلم این فدویت
جد و جهد موفور و سعی نامشکور بکار برد و آنرا از جمله حق شناسی پدر تو دشمن جمیع را از غداران نهانی و مکاران
پنهانی در همین کار و بار شب و روز دوانید آخر الامر نوبت بدادن زهر جگر سوز رسانید غرضکه شفرد ب چنین
سال این عاجز ضعیف مبذول بود و قهر ملک قدیر در حق بدخواهان این نحیف بسان سیف مسلول۔
اگر بهان کفالت ربانی و حمایت رحمانی شامل حال این خسته بال نمیشد فی الحال بکمال استعجال دیوانه
اساس ظهور ناسوتی میدریدم و پروانه وار در اساس نور ملکوتی میرسیدم۔ غرضکه این جابران نا انصاف
و ظالمان با اعتساف بقدر استطاعت خود در احکام این تدبیر و اتمام این تدبیر دقیقه از دقائق فساد
در حق این اضعف عباد فرو نگذاشتند خیر آخر گذشت آنچه گذشت۔ اما عجب تر آنکه تا حال که عرصه
زا ید از یکسال گذشت ازین قبائح افعال دست بردار نمی شود و همین راه لیل و نهار میرود چه حیله ها
که برائے قتل و نهب مجاهدین هندوستان نه برانگیخت و آبروئے بسیارے از دوستان حقیر بریخت۔ و سد
راه وصول مصارف مجاهدین گردید و در ایذائے مجمع مسلمین حبیب و راست دوید۔ الله الله عجب
کفر و فجره چه بلا مبتلا گشت که از راه اسلام بر بلا برگشت و در موالات اغیار نابکار چه چست و چالاک است
و در معادات مومنین ابرار چه سفاک و بے باک در ایفائے مواعید کفرهٔ متمردین نهایت سرگرم است و در
اخلاف مواثیق اهل دین بغایت بے شرم اعانت رؤسائے کافران را از آثار ریاست میشمرد و اهانت غفا
مسلمین را از احکام سیاست بر عقوبت کافرین تنخر می نماید و با خوت بنا بر آن فاجر بعین بغایت تکبر۔ ارکان
حقوق مجهول منافی فتوت می شمارد و اداے حقوق رسول مقبول مخالف مروت۔ عجب است که با وجود
ادعائے اسلام در بدخواهی سید الانام و خیر خواهی ملت کفرهٔ لئام به نسبت کفار بد انجام هم سابق تر است
و در ایذائے عباد و ممانعت جهاد و اشاعت فساد از اهل کفر و عناد فائق تر۔ و آنچه بنا بر تسلی طفل ساده
لوحان صاف طینت و سینه صافان ساده طویت در مقدمهٔ موالات آن کافر روسیاه بمقام عذر گناه
بدتر از گناه همینی اظهار میکند که موالات کافرین محض برائے حفاظت شعائر دین است و صیانت

دماء و اموال و اعراض مسلمین این هم نوعے است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمے است از پاسداری شریعت
سید الانام پس این اضلالیست سراسر تلبیس و اغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود
کسے می دارد که بحفاظت شعائر آن اینقدر همت می گمارد و در قتل نفوس و نهب اموال و هتک اعراض
مسلمین خود چه قصور می فرماید که برائے صیانت آن این مداهنت و فتور می نماید مگر صیانت نفوس
عباد از تعدی کفار بد نهاد از جمله شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد به نسبت ضعفاء عباد
محض بنابر عداوت و عناد از اوامر شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است و ثانیا از منهیات
عند حق ما اوامر او تعالی مسموع است و نواهی او غیر مسموع قال الله تبارک و تعالی وَاِذْ اَخَذْنَا
مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ علاوه برین آنکه اهل غیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وسلم پس
تفوق برایشان در معاملات دین از علامات منافقین انی لاعلمکم بالله اتقاکم له حدیثے است ماثور و
کلام سعدی شیرازی ؎ بزهد و ورع کوش و صدق و صفا + ولیکن میفزائے بر مصطفی مثلے است مشهور
و ظاهر است که آنجناب بجهت خوف لحوق نصرت معاندین بشعائر دین جماهیر مسلمین گاهے در مقدمه
اقامت جهاد و مقابله ارباب کفر و عناد مساهله نفرمودند و ترک آن اختیار ننمودند بلکه وصول منافع و مضار دنیویه
را بنسبت دین و اهل دین بر تقدیر رب العالمین تفویض نمودند ما محمدیان را لازم که راه رهنمائے خود را محکم
گیریم و اتباع پیشوائے خود مسلم (قال الله تبارک و تعالی) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ بالجمله حال نفاق مآل سردار مذکور بحدے رسیده است که نزد هر
دانائے هوشیار و عاقل تجربه کار قیام جهاد بدون استیصال[1] امثال این اهل فساد صورت نه بندد بناءً
علیه انگار رفض کرده می شود که قتل و قتال او و اتباع او نوعے است از ازاله فساد بلکه هتک و استیصال ایشان
قسمے است از اقامت جهاد و بمقابله ایشان ما موریم و در مقابله ایشان ما جوریم مبارز عسکر ما غازی است
ان جنود مهر و مقاتل بشکر ایشان [illegible] است عند الله شهید ما مقبول است و میمون و قتیل ایشان مطرود
است و ملعون و این حکم ثابت است باصول اربعه اسلامیه یعنی بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اما کتاب

[1] از بیخ برکندن

میں میگویم که سردار مذکور قسمے از اقسام منافقین داخل ست که قتل و قتال ایشان بنصوص حضرت خلاق اجل وعلا
منطوق آیات مالک بالاستحقاق آما اینکه داز جملهٔ منافقین ست از بس که موالات با کفار بد انجام و مواخات
فجار لئام بحدے میدارد که آثار آن هویدا و آشکار ست کالشمس فی رابعة النهار و همین موالات علامت
نفاق هست (قال تبارک و تعالی فی سورة النساء) وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ○ و اما اینکه در قسم مذکور داخل است
پس بیانش آنکه حضرت ملک علام در کلام هدایت التیام خود چند اقسام از منافقین لئام مذکور فرموده
از انجمله بعض ایشان را ذکر کرده که اگرچه در دل قوت ایمانی و محبت رحمانی نمی دارند اما هیچ مضرتے بروسا
اراکین یا ضعفائے مساکین نمی رسانند بلکه بنا بر ظهور سطوت و عسکر اسلام و وفور صولت اتباع سید
الانام مرعوب گردیده جبرًا و کرهًا بظاهر در سلک مسلمین منسلک اند و بباطن در محبت شیاطین منهمک
وقومے دیگر را از ایشان مذکور فرموده که بتدبیرات شقاق آمیز و تزویرات نفاق انگیز در بدخواهی اسلام
و خیرخواهی کفار لئام جد و جهد موفور و مراتب سعی نامشکور بجا می آرند و آنرا باعث
حفاظت و صیانت خود از تخریب معاندین اذکار و تشریب مجاهدین اخیار می شمارند اما چون وقت محاربه
منصار بهم میشود پس در آنوقت در اعانت کفار بدانجام و اهانت جنود اهل اسلام میکوشند چنانچه عادت
مستمرهٔ سردار مسطور ست پس در حق این قسم منافقین بقتال و جدال و هتک و فتک امر صادر گردید چنانچه حق
جل و علا در سورهٔ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ - و دو اقسام منافقین در همین رکوع
رکوع ذکر نموده بعد از ان آخر همین رکوع فرموده سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
مُبِينًا ○ و اما سنت پس بیانش آنکه از سردار مذکور بکرات و مرات واقع گردید که بهر وقتیکه مسلمین بنا بر غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدم خود میسازند و طرح جهاد بنام او می اندازند این منافق بدانجام التیام کفار
لئام پیش می کنند و در اجماع اهل اسلام نیش میزنند و قتل این قسم منافقین لئام از احکام سید الانام است
اخرج مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقول من اتاکم
امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم چنانچه همین حدیث را صاحب
مشکوٰة هم در کتاب الامارة والقضاء روایت کرده و اما اجماع پس بیانش آنکه اجماع سلف و خلف برین معنی
متحقق گردیده که اگر قومے بر ترک چیزے از شعائر اسلام اصرار نمایند و معارضهٔ آمرین بالمعروف اختیار

[1] محبت و دوستی ۱۲

کنند پس قتل و قتال ایشان مباح و حلال می شود چنانچه جناب خلیفهٔ رسول الله ابی بکر الصدیق رضی الله
تعالی عنه بر مانعین زکوة فوج کشی فرمودند هیچ تردّدے و تشکیکے درین مقدمه ننمودند و در حق تارکین ختان
و اذان ایشان همین فتوی جاریست و در میان علمائے هر چهار مذهب همین دعوی ساری - و کدام شعائر
ز شعائر اسلام از جهاد کفار لئام ارجح خواهد بود و کدام مرتبه معارضه از ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین اجلی
و اما قیاس پس بیانش آنکه از بسکه لشکر سردار مذکور ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین هندوستان کرد و در بعضے
اوقات تپیاول برایشان برد و رعایائے خود را برایشان برانگیخت و کسیکه با ایشان نوعے از مواسات
کرد فی الحال آبرویش ریخت پس ازین سبب غازیان هندوستان متوحش گردند و غازیان خراسان
متوقف پس گویا که ارجاف فعلے که عبارت از افشائے اخبار موحشه است ازو صادر میگردد پس وقتیکه در
حق اهل ارجاف قولی که در مراتب ضعیف از ارجاف فعلی است بانفاذ قتل امر وارد گردیده چنانچه حق جل
علا در سورهٔ احزاب میفرماید لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا
وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ پس در حق مثل این اهل فساد بخواه کافهٔ عباد امر مذکور بالاولی ثابت خواهد شد زیرا
که علت امر آنکه در صورت منصوصه همین تفسیهٔ مؤمنین و تبشیر کافرین وآن در غیر منصوصه اکمل یافته بلکه
راست پس همین صورت مفهوم بدلالة النص تصور باید کرد که قطعی است نه مانند قیاس که ظنی است چون
علت در منصوص ظاهر و باهر است بر جماهیر دانایان لغت و وجود آن در غیر منصوص بطریق قوت و کمال
بدیهی الغرض وقتیکه حکم مذکور با صول اربعهٔ اسلامیه ثابت شد حالانکه بر ظاهر است که ثبوت حکمے از
احکام با صلے از اصول اسلام هم کافی و شافی است چه جائیکه با صول چهارگانه مبرهن گردد لا محاله بر
یگانه و بیگانه ظاهر و روشن شود بنا علیه بخدمت جماهیر مسلمین خصوصًا مشاهیر مؤمنین نوشته می شود
که برائے ازالهٔ فساد که اساس قیام جهاد است کمربسته نمایند و حمیت اسلامی و غیرت ایمانی را کار فرمایند تا
عندالله و عندالرسول و کافهٔ مؤمنین و علمائے مجتهدین سرخرو شوند و در خیرخواهی دین محمدی یکسو و یکرو
و از ادناس شقاق و الواث نفاق مطهر و پاک گردند و در امتثال احکام ملک علام و اتباع اوامر سید الانام
چست و چالاک - هرچند این عاجز خاکسار مع جمعے از مهاجرین ابرار ساعات لیل و نهار در همین کار در باب
مشغول ست و ظهور ثمرات آن درگاه خواجهٔ انس و جان عنقریب مامول - اگر کسے دیگر از مؤمنین مخلصین
شریک حال ما گردد پس هو نست خوشتر و اعلی و الا توکل بر عنایت کرمیه بشارت ضمیمهٔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ از همه بهتر و اولی - و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین

## بسم الله الرحمن الرحیم مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

از فقیر سید احمد بخدمت عمده خوانین عظام قدوهٔ اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب
والامناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعاے
اجابت مقرون واضح آنکه - رقیمه کریمه در موضع خویشگی نزد فقیر رسید مضامین مندرجه واضح گردید - مخدوما
حقیقت الامر آنست که این فقیر از بندگان اطاعت شعار و مطیعان مالک مختار است جز مالک علی الاطلاق
و ملک بالاستحقاق جلت قدرته و عمت رحمته کسی از مخلوقات و یکے را از ممکنات بر سر خود حاکم نمی داند و در
حق خود منعم نمی شمارد و بهیچ یکے از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد هر چند آنچه بر ضمائر
مودت ذخائر دوستان فقیر واضح و لائح است اما بنا بر مزید تاکید بطریق تجدید میگوید که خداے پاک
جل جلاله و عم نواله که دانائے پنهان و آشکارا و عالم جمیع خفیات و اسرار است گواه می کنم بر معنی که آنچه
داعیه جهاد و عزم ازالهٔ فساد درانه میان (سکهان) که در خاطر فقیر ریخته اصلاً و مطلقاً بکدورت طلب مال
و عزت و جاه و جلال و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران هرگز هرگز ممزوج
و مخلوط نیست آنچه عزیمت مسلمین بسوے اقامت این رکن رکین از فقیر صادر میگردد بجهت هدایت
ایشان بسوے رضامندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیه افضل الصلوة والتسلیم است
و هیچ غرضے از اغراض خبیثه دنیاویه درمیان نه والله علی ما نقول وکیل - پس فقیر را از اتمام این جد و
جهد همین معنی منظور است که امتثال احکام الهیه که در مقدمه قتال اهل کفر و ضلال وارد شده چنانچه کلمهٔ جاهدوا
باموالکم وانفسکم در کلام مجید جابجا واقع گردیده از فقیر صورت بندد بالجمله بنده اطاعت شعار را بجز امتثال
اوامر مولائے خود چاره نیست و آنچه وعدهٔ الهیه بکفالت و وکالت مجاهدین و تائید و نصرت مقاتلین صادقین
وارد گردیده چنانچه منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ و کلمه کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
و کلمه وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ - و کلمه یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا
اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ - و کلمه فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - همین مواعید مذکوره در باب تسلی
خاطر و اطمینان قلب و اعتماد بر جناب حضرت رب العالمین این فقیر را و سائر مومنین مخلصین را کافی و شافی است
پس فقیر بر همین مواعید الهیه اعتماد نموده و امتثال احکام حاکم خود را قبله همت خود ساخته و جمیع ماسوی الله
را پس پشت انداخته و از چپ و راست چشم همت بسته و راه راست رضاجوئی مولائے خود پیش رو نهاده
بکمال اطمینان و فرحت و غایت بشاشت و مسرت درین راه تکاپوے می نماید هر که شرکت فقیر درین باب

اختیار کرد سعادت دوجہانی و راحتِ جاودانی بدست آورد و ہر کہ در بنا اینے رفاقتِ فقیر سر پیچید لابد
روزے دست ندامت خواہد گزید زیرا کہ فقیر در ینباب بہ اشاراتِ غیبی ماموریست و بہ بشاراتِ لاریبی مبشر
ہرگز ہرگز شبہہ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین الہام رحمانی ممتزج نیست - بالجملہ فقیر را امتثالِ
حکمِ الٰہی ازین دل منظور است و اعتماد بر وعدۂ الٰہیہ بکلی حاصل - تا اینکہ وعدۂ الٰہیہ بچہ طریق ظاہر گردد و تعیین
عبودیت شعار را چہ یارا کہ از مالکِ خود بپرسد کہ وعدۂ خود بچہ طور ایفا خواہی کرد کہ این سوال خارج از
آدابِ عبودیت است - بالجملہ از گفتگو چون و چرا بیزارم و از مائدۂ اطاعت بحض ذلہ بردار والسلام علی
من اتبع الہدیٰ و اجتنب عن اتباع النفس والہویٰ - از بسکہ آن والا مناصب نگارش فرمودہ بودند کہ
فقیر مکنون ضمیر ابراز نماید ہر چند در دل ہدایت منزل از الہامات رحمانی و انوار ایمانی مکنون می دارد از
حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است بنابرین السلام مع الاکرام +

## نمبر ۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خانصاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب
عظیم الشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و تمنا احاطہ متفرقان واضح خاطر
احوالِ این جا بود بکرمِ ربِ معبود مستوجب حمد و شکر است و عنایتِ رحمانی و حمایتِ ربانی بحیثے شاملِ حالِ
ما ضعفا است کہ از احاطۂ تحریر و تقریر بیرون است و قلوب داعی عوام از اہل ایمان و اسلام بقدرتِ کاملہ
خالقِ انام بحدے مسخر گردیدہ کہ صرفِ جان و مال و ترکِ اہل و عیال در رفاقتِ این فقیر و اطاعت این ضعیف
برایشان آسان تر می نماید بالجملہ حالِ جمہور مومنین این دیار عموماً و سادات قوم آفریدی و یوسف زئی
خصوصاً دگرگون گردیدہ کہ در عروق قلوبِ ایشان شادابی آب زلالِ ایمانی رسیدہ ایشان را بادراک سعادت
جاودانی و راحتِ دوجہانی مستعد گردانیدہ - الحق کہ اگر این جانِ ناتوان و نہاد سست بنیاد و مال بے
الزوال و متاع قلیل الانتفاع و عزت مشوب بذلت امروز در تحصیل رضائے احد متعال بکار نیاید پس ہیچ کار
نیست و در شغل این وقت اگر مصرف نگردید صرف خیالی است یا اختلال کار بیات است و وبال دین کلا
نیکہ اہل فراست در بہ بالغہ ... ماسحہ حمل نمایند بلکہ لب محض و حق بحت است مراخود سبا اندکہ از جنس شعرا
خیال بند و فصحائے بلاغت پیوند کہ بنا بر مجرد عبارت آرائی و الفاظ پیرائی چندے از کلماتِ لطیفہ جمع می کنند
و خیالاتِ نازک در آن ودیعت می نہند و لذتِ خیالیہ از آن برمیگیرند بنا بر مجرد مشغولی وقت این تکلفات بکار
می برند نیستم بلکہ این کلام ہدایت التیام لب لباب وحی الہام است آما وحی پس بیانش آنکہ حق جل و علا
در کلام پاک خود می فرماید قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم تا الفاسقین - اما بیانِ الہام پس فقیر از

پردهٔ غیب به بشارات ربانی باستیصال کفار دراز مویان (یعنی قوم سکھ) مامور ست و از کمین لاریب بشارات
رحانی بغلبهٔ مجاهدین ابرار مبشر پس هر که امروز جان و مال و عزت و وجاهت خود را در اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیاے سنت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواهد کرد لا بد فردا از و بزور کشیده خواهد شد و بزیاد حسرت و
ندامت در دست او نخواهد ماند بنا بر آن نگارش کرده می شود که جماعهٔ مومنین اضلاع خود را ... و سایر را
خصوصاً بوجهیکه مناسب وقت دانند همین بخوبی فهمانند تا ایشان از مهالک دنیا و آخرت مامون و بمنافع
کونین فائز شوند — چون مکنون خاطر خود بنگارش آوردن منظور بود بنا علیه بر
سطرے چند اکتفا رفت زیاده والسلام مع الاکرام ❊

## نمبر ۶ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خانان علیجالی بتعلقات بیان مکنون شان

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار
خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تاز عرصهٔ سطوت و صولت شجاعت
شعار شهامت آثار دیانت دثار جلالت نشان سردار سرداران خان خانان ادام الله جلاله و ضاعف
اقباله بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشتمل بر مراتب محبت
و اخلاص و مودت و اختصاص قوت استعداد در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ بغی و فساد با دیگر مضامین خلت
آگین رسید انواع فرحت و سرور و دیده و دل را نور بخشید — الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آفاق
جهان المثل آن رئیس صاحب غیرت ایمانی و حمیت اسلامی منور گردانید منعم ذوی النعال بفضل و
کرم خود این تخم ایمانی را که بر جهت خاصهٔ خود در سینهٔ صفا گنجینه کاشته مثمر ثمرات جمیله در دنیا و عقبیٰ گرداناد
و آنچه در باب توجه همت علیا باصلاح بنو دا دان خامه ریز فرموده بودند که از آن سو اقامت و استیصال کفر و عناد
نموده آید هر چند همین اقصاے مقاصد قلبی ست لیکن اگر عنان ظفر توامان بآن سمت منعطف گردد منافقین
مفسدین فتنه و فساد برپا خواهند نمود پس اصلح و انسب چنان می نماید که اولاً در بارهٔ استیصال منافقین
بدمآل سعی بلیغ بجا آورده شود هر گاه قرب و جوار آنجناب از آثار منافقین بدکردار پاک گردد باز بجمعیت خاطر
و اطمینان قلب بسرانجام دادن اصل مقصود متوجه توانند شد پس مصلحت وقت همین که نخستین در ازالهٔ
فساد منافقین جد بلیغ بجا آرند و هر چند طریق دفع فتنهٔ این منافقین آنجناب خود خوب میدانند و در فن
لشکر کشی و کشور کشائی بخوبی ماهر لاکن بنظر این جانب مصلحت چنان می نماید که دل جلادت منزل برین
مهم عظیم بے اعانت کسے اقدام نماید مگر باستقبال آنجناب در استیصال منافقین بارش شورش فتنه و فساد
نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الا بس و فنون خود فراهم آورده خود آنجناب در نواحی غزنین بمقابله

منافقین بطریق چهپاو آنها نفر مایند و بعض را از همراهیان با جمعے کثیر از الوس قشون بنواحی کابل تعین فرمایند تا ایشان هم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و اینجانب از این سو متوجه بر منافقین پشاور شود و بعد از تصفیهٔ آن مقام از الواث منافقین بدانجام بجلال آباد برسد و همچنین تا انجا بکابل فائز گردد تا منافقین مطرودین که از پشاور تا قندهار منتشر اند بوجهے متزلزل شوند که هر کس بخیال خود گرفتار بود و بے دست و پا گردیده اعانت همدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنها متعذر گردد اگر استقلال خود را درینباب باعث شورش فتنه دانند و منظنهٔ آن باشد که قوم درانی بنابر جمعیت قومیت و ریاست الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلهٔ آنجناب اتفاق کنند پس لابد رؤسائے ایشان را شریک خود باید کرد و استعانت بارباب سلطنت باید جست اما اینکه استقلال جناب درینمقدمه باعث فتنه و فساد است یا نه پس درینباب دیانت و کیاست را کار فرمایند و با عقلائے متدین مشوره جویند و دل را بیت منزل را از حمیت الوس و ریاست منصب پاک ساخته و مجرد خیرخواهی اسلام را قبلهٔ همت نموده نیکو تامل فرمایند پس در هر کدام شق از شقین که خیرخواهی اسلام دانند همون را اختیار فرمایند شما را در اختیار یکے از هر دو شق اختیار است اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط ملفوفه مع خطوط خود مشتمل بر همین مضمون بهرات ارسال فرمایند و اگر اول بنظر صائب ترجیح یابد پس اصلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجه کار شوند و اینجانب را باستعجال تمام بر آن اطلاع بخشند تا از این صوب سرگرم مهم گردد و حسب الطلب خطوط مشفقانه بنام رؤسائے بنون و داوان وغیره می رسند اما این ملحوظ خاطر دانش ذخائر باید داشت که نواب شیر محمد خان رئیس ڈیرهٔ اسمعیل خان و دیگر سرور خان هر چند با اینجانب اظهار اخلاص و مودت می نمایند اما فی الحقیقت از زمرهٔ منافقین اند از مداخلت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بنوعے بر ایشان اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسائے و ضعفاء و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جماهیر مومنین و مشاهیر سادات و علماء دین از اضلاع باجوڑ و سوات و بنیر و حوالی پشاور و خیبر و ننگرهار و پکهلی و نواحی کشمیر با اینجانب عقد رفاقت و اطاعت محکم بسته اند که عند الطلب بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال در تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین بد مآل هرگز قصور نورزیم هر چند مستعد گردیدن اینهمه اقوام فی الحقیقت محض قدرت قادر علی الاطلاق است اما بظاهر بسبب ظهور منافقین و خیرخواهی آنها در حق کفار ستمگر دین و بدخواهی در بارهٔ مسلمین جمیع مومنین را رگ غیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی در خروش آمد انشاء الله تعالی بحول و قوت ربانی و تائیدات آسمانی عنقریب مقدمهٔ گوشمال منافقین و مجاهدهٔ مشرکین پیش کرده می شود و رجائے واثق از حضرت خالق چنان دارم که جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البته مظفر و منصور گردند چنانچه در کلام هدایت التیام

بفرماید کذلک حقاً علینا نصر المؤمنین و ان جندنا لهم الغالبون - و یا ایها الذین آمنوا ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت
اقدامکم پس فتح و نصرت از مواعید صادقهٔ رب الجلال است و خلف در آن محال - پس لازم که محبت مال و
یعنی خلاف آن ۱۲
جان و اخوان و اوطان پس پشت انداخته محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلهٔ همت ساخته صرف به نیت
نصرت دین متین و اعلاء کلمهٔ رب العالمین کمر بسته در جنود رب العالمین داخل گشته شوند و هر که قتل و قتال بیند از
انشاء الله تعالی در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق و اخری تحبونها نصر من الله و فتح قریب ابواب فتوح
مفتوح خواهند گردید و تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار اشرار و منافقین بدکردار ضرور
بالضرور بدست خواهد آمد لیکن این همه این و آن را از زوائد منافع تصور کرده هرگز مدار اقامت جهاد نباید ساخت
و آن را از نظر همت بلند باید انداخت پس هرگاه با این نیت پاک خود را در مسالک مجاهدین منسلک خواهند کرد ملائکه
در جنود الله معدود خواهند شد و بر طبق وعدهٔ حقه نصرت و ظفر بدست خواهد آمد و علاوه برین آنکه اینجانب بارها
از جناب غیب و مکمن الغیب بکلام روحانی و الهام ربانی در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد باشارات
صریحه مامور گشته و درباره نصرت و فتح به بشارات صادقه مبشر شده و چون مواعید الهام مطابق کلام ملک
علام باشند لابد قبول باید داشت و عمل بر آن باید ساخت بالجمله حق جل و علا اینجانب و اتباع اینجانب را بکرم
عمیم خود بهمین وجه در مسالک مجاهدین منسلک گردانیده و بیخ محبت دنیائے دنیه از ته دل قمع ساخته و
این طریق را به تعلیم خاص فهمانیده و بجذر قلب انداخته و به تعلیم آن امر فرموده به برکت همین خلوص بمنصب امامت
مشرف نموده هرچند این معنی بر هزاران هزار بلکه بر خلائق بے شمار از واقفان حال این خاکسار واضح و لائح است
چنانچه بسیارے از اهل هند و سند و خراسان برین معنی آگاه شده اند و اغلب که آنجناب هم مطلع بوده باشند اما برائے
تاکید بطریق تجدید میگویم که خدائے پاک عالم السرائر و الخفیات را گواه می نمایم که داعیهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر
و عناد از دل اخلاص منزل می جوشد اصلاً شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی با این داعیهٔ
ربانی مخلوط نه گشته - والله علی ما نقول وکیل - زیاده بجز تاکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو و سریع
السیر چه نگارش رود که مقدمهٔ عظیمه به رسیدن جواب متوقف است والسلام مع الاکرام +

## (نمبر ۵) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاه محمود سلطان هرات

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مؤید الطاف ربانی معدن خلائق
جهانبانی مسند آرائے محافل جاه و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے میادین شهامت
معرکه پیرائے اساطین شجاعت جم جاه رفیع پایگاه ابد الله ظلال جلاله و ضاعف اقباله - بعد ادائے تحیات
مسنونهٔ سید الانام و اظهار تعظیمات مکنونهٔ قلوب اهل مودت و التیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی مباد - از بسکه اقامت

جهاد و ازالهٔ البغی و فساد در هر زمان و هر مکان از اهم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً درین چنین زمان
که فتنه شورش اهل کفر و طغیان بحدے رسیده که تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از
دست کفرهٔ متمردین و بغاوت بوقوع آمده و این فتنهٔ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سند را فرا گرفته
پس درینصورت تغافل در مقدمهٔ استیصال کفرهٔ متمردین و تساهل در باب سرزنش باغیان مفسدین
از اکبر معاصی و اقبح آثام است بناءً علیه این بندهٔ درگاه حضرت اله از وطن مالوفهٔ خود برخاسته در دیار
هند و سند و خراسان دوره و سیر نموده مؤمنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد
لله و المنة که اکثر مؤمنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش هوش شنیده رفاقت
اینجانب اختیار نموده و اطاعت اینجانب درین مقدمه التزام کردند و ازینکه اقامت جهاد با اهل کفر و
فساد بدون منصب امام صورت نمی بست بناءً علیه جماهیر مجاهدین و مشاهیر اعلام دین بر دست اینجانب
بیعت امامت نموده و خطبه بنام اینجانب خواندند از آنجا که درمیان منصب امامت و منصب سلطنت تغایر
عظیم است که نصب امام برائے اقامت جهاد و ازالهٔ بغی و فساد است تسلط بر بلاد و امصار و تملک اضلاع و اقطاع
و ابتهاج از آن مقصود لذاته نمی باشد بلکه حق حکومت و سلطنت بمستحقان او میرساند بخلاف منصب
سلطنت که مقصود اصلی از آن حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشورکشائی است لهذا بجناب
معلی القاب شاهزادهٔ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی
نگارش کرده میشود که بنابر اخذ کردن حق خود مشارکت و معاونت مجاهدین فرمایند تا مجاهدین سطوت
مملکت قدیم حضور را از انجاس مشرکین و الواث مفسدین مطهر و پاک گردانیده حق بحقدار رسانند و این
وعده بذمهٔ اینجانب واجب الایفا است اما بشرط عهود چیست و مواعید درست از ایشان بر همین نکته
که شکر این نعمت عظمی بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بسته جهاد را جاری دارند و گاهے او را معطل نسازند
و در آئین انتظام ممالک رعایت قوانین شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس
درینصورت اگر اشارت حضور لامع النور هم بشاهزادهٔ ممدوح در مقدمهٔ متوجه شدن ایشان بسر انجام
دادن این مهم صادر گردد البته مهم مسطور بخوبی صورت انجام خواهد پذیرفت - زیاده تطویل کلام بحضور
آن سلطان اسلام لقمان را حکمت آموختن است بنابران برین چند سطور اکتفا نموده شد - آفتاب سلطنت
و اقبال دائماً تابنده و درخشنده باد +

## نمبر ۹ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاهزادهٔ کامران

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالهٔ خاندان سلاطین کرام نقا

دودمانِ خواقین ذوی الاحتشام زینت بخشِ چار بالش حشمت و شوکت یکه تازِ خنگ سطوت و صولت یادگار
ارباب سیف و قلم جگر گوشهٔ اصحاب جود و کرم گل سر سبد چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی دام
بمد اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه از بسکه جهاد فی سبیل الله
بلادِ کفر و فساد و مجاهده با اهل کفر و عناد و مقابله با ارباب بغی و فساد از اعظمِ ارکانِ اسلام و تساهل و تغافل در بیان
اقبح معاصی و آثام لهذا وقتیکه این ملک از شیوعِ آثارِ اهلِ کفر و طغیان مملو و مشحون گردیده و این جانب از
وطن مالوف خود برخاسته به نیتِ هجرت و جهاد بسمتِ خراسان متوجه شده و چون درین ضلاع رسید تمام
این بلاد را از مفاسد اهلِ بغی و عناد مملو دیده بنا بر علیه ذلک در اوطان یوسف زئی رسیده مومنین آن دیار و ملهمین
آن اقطار را بسوے اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد لله که این دعوت
حق رفته رفته بگوش اکثر مسلمین از عماریان اهل نگرهار و آفریدیان و خٹک و مهمند و خلیل و اهل سوات
بنیر و اهل کهلی و راجهائے کاشمیر رسید همه مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را
گوش هوش شنیده موافقت این جانب اختیار نمودند و اطاعت و انقیاد هرگونه مسلم داشتند و از انجا که قتال
کفار لئام و اشرار بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیه مشاهیر علماء دین و جماهیر مومنین مجاهدین
بر دست این جانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبه بنام این جانب خوانده ربقهٔ اطاعت و انقیاد در گردن
خود با اندا ختند امامت این جانب مسلم داشتند - اما چندے از منافقین که فرق درمیان منصب امامت و منصب
سلطنت نفهمیده و بندهٔ درگاه حضرت اله را طالب سلطنت تصور کرده درپے عداوت مجاهدین افتادند
حالانکه خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است بر معنی که گاهے بدل اخلاص منزل این جانب
آرزوئے حصول حظی تملک خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت
یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اهانت رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین روز گار گاهے
خطور هم نکرده و وسوسه آن هم هم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و حربه آرائی غیر
از اعلائے کلمه رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد
مومنین از دست بغاة مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست - علاوه برین آنکه این جانب از پردهٔ غیب
مکمن لاریب به اشارات اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد مامور است و به بشارات فتح و ظفر مبشر بارها
بکرات و مرات بکلام روحانی و الهام ربانی برین ملطف روحانی مطلع گردیده که هرگز هرگز شائبهٔ وسوسه شیطانی
و شائبهٔ هواے نفسانی با آن مخلوط نشده بالجمله چون منافقین مفسدین بحمایت کفرهٔ متمردین کمر بستند و
عداوت مجاهدین بر دوے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جهاد و متممات کفر و فساد گردید

بنا رعلیہ بیجانب کافہ مجاہدین را گوشمالی منافقین ترغیب نمودہ چنانچہ عنقریب بسرانجام دادن این
مہم عظیم بحول وقوت ربِ کریم متوجہ میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین الواث منافقین
مستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہد شد اما بشرطیکہ شکر این انعام
الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہرحال قائم دارند و گاہے معطل نگزارند و در ابواب عدالت و فصلِ خصومات
از قوانینِ شریعت سرِ مو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز خود انجناب
مع مجاہدین صادقین بسمت لاہور بنا بر ازالۂ اہل کفر و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصودِ اصلی خود از
جہاد با اقوامِ سکھ ملکِ پنجاب ہست نہ توطن در دیارِ افغانستان و یا غستان با جملہ خانِ عالی شان رفیع
المکان خان خانان غلجائی رئیس قلات بسبب کمال علوہمت و وفور غیرت در مقدمۂ حمیت ایمانی
و غیرتِ اسلامی این دعوت را بگوشِ ہوش شنیدہ مستعد مقاتلہ کفار شرار و مقابلۂ منافقین نگو نسار
گردیدند الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل وعلا خانِ ممدوح را باین توفیق موفق گردانیدہ لہٰذا بجناب مستطاب
تکلیف کردہ می شود کہ ہرچند نصرتِ دین و اعانت مجاہدین بصرفِ جان و مال بر جمیع اہل اسلام
عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و مؤکد ہست اما چون توجہ آنجناب باین دیار و اقطار بنا بر موانع
چندے چند ظاہر استبعاد می نماید پس لازم کہ چندکس را از ملازمانِ خاص کہ بعقل و کیاست موصوف
باشند و بعزت و وجاہت معروف و بہ بلند پائگی اختصاص نسبت بہ آنجناب مشہور باین سمت روانہ فرمایند
تا بعضے از ایشان بخانِ ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند کہ در ینباب ہم آنجناب
آنجناب مستحق گردد و استحقاق حصول فوائد اخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حق خود از دست
باغیان مفسدین بدست آید- باقی بتطویل کلام بجناب آن قدوہ اولی الافہام لقمان را حکمت آموختن
است چہ آنجناب درین ابواب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم و تجربہ کار ند و عاقل و ہوشیار- زیادہ
والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۹) مکتوب اطلاعی بنصب امام و اقامت جہاد از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم- از امیر المومنین سید احمد بخدمت جمیع مترصدان اخبار مہاجرین و مستفسران
آثار مجاہدین از مومنین ابرار و صادقین اخیار سلمہم اللہ تعالیٰ- بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت
مقرون واضح آنکہ الحمد للہ والمنۃ کہ فقیر مع جمیع رفقائے خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و
عافیت تمام تا بہ اضلاع یوسف زئی رسید چنانچہ اخبار کوچ و مقام فقیر تا بہ بلدۂ شکارپور بسمع مبارک
رسیدہ باشد بعد ازان از درۂ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کردہ تا بلدۂ قندہار رسیدہ در بلدۂ مذکورہ ہفت

روز مقام کرد بعد ازان بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنائے راه با مومنین راسخین و مسلمین صادقین
از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید باکمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چون بدار السلطنت
کابل رسیدیم اهالی بلدۀ مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و رؤسائے عالی مقام
و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نهایت اظهار مودت ملاقات نمودند دران ایام فیما بین سرداران
کابل مقدمۀ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنا بر امید جمعیت که شاید بسعی فقیر رفع منازعت و
وقوع مصالحت صورت بندد مدت چهل و پنج روز تخمیناً دران بلده اقامت نمود آخر الامر چون سعی خود را
مفید ندید رخت اقامت از بلدۀ مذکور برکشید و بسمت پشاور عازم گردید در اثنائے این راه هم مثل سابق
بلکه بالا ازان ازدحام مومنین مخلصین و اجتماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازان به بلدۀ پشاور رسید
و با صغار و کبار آنجا ملاقات نموده و سه روز دران مقام اقامت کرده بسمت موضع هشت نگر که بفاصلۀ
ده کروه بسمت مشرق از پشاور در اوطان یوسف زئی واقع است دران موضع چند روز اقامت نموده
مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بسوئے اقامت جهاد و ازالۀ کفر و فساد ترغیب نمود بقدرت کاملۀ
رب قادر جمعی کثیر و جمے غفیر از مومنین آن اطراف و اکناف به نیت ادائے این عبادت و ادراک این
سعادت فراهم آمدند بعد ازان از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خویشگی رسید و ازانجا بموضع نوشهره آمده بقصد
اقامت چند روزه نموده درین اثنائے لشکر سکهان که بقدر ده هزار سوار و پیاده باشد بسرکردگی بدهه سنگه
ابن عم رنجیت سنگه بموضع اکوره که بفاصلۀ هفت کروه از موضع نوشهره واقع است رسید هر چند درمیان
جنود مجاهدین و لشکر کفرۀ ملاعین دریائے لنده حائل بود اما هیبت و رعب یکے بر دیگرے بسبب قرب
مجاورت هویدا گردید لابد مصلحت وقت چنان اقتضا کرد که جمعے از مجاهدین صادقین شباشب از دریائے
مسطور عبور کنانیده بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاهدین ممدوحین شب بستم
شهر جمادی الاولی ۱۲۴۲ هجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آوردند مثل روز قیامت در آخر همان
شب بر سر غافلین و فجأةً رسیدند و توپ و تفنگ را معطل کنانیده کار و بار بسیوف قاطعه رسانیدند و هم
صبح آب شمشیر براق مثل ریزش باران بر سر ایشان بارید بسیارے از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیارے
بزخمهائے پرخطر تا لب سقر رسیدند و اشیائے نفیسه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و امتعه دست برد
گردید بالجمله بابے از ابواب فتوح بر روئے مجاهدین مفتوح گردید و دروازه از دروازهائے جهنم برائے تعذیب
کفار کشاده شد بعد ازان مجاهدین مذکورین بفرودگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر
از موضع نوشهره کوچ کرده بموضع هند که گذرگاه دریائے اباسین است رسید بار دیگر جماعۀ از جنود مجاهدین

معرکۀ اکوره

شبا شب از دریاے اباسین عبور نمودہ بر سر قریۂ حضرو کہ مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت
آوردہ جمعے را از ایشان دستِ تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کردہ آوردند و درین نوبت اموال عظیمہ
و غنائم کثیرہ از نقود و اجناس بدست عموم ناس آنقدر افتاد کہ از تقریر و تحریر بیرون است - لشکر بدھ سنگھ
مخذول چون درین ہر دو نوبت شجاعت مومنین و جلادت مجاہدین ظاہر و باہر دید از ہیبت ایشان مرعوب
گردیدہ از فرودگاہِ خود اقامت برکشید و در مقامِ دیگر فرو کش شد کہ گرد لشکرِ خود سنگھر کرد چنانچہ وقت تحریر
این رقیمہ بدست خود جانِ خود را در زندانِ سنگھر مقید ساخت و از اعظم سوانح عجیبہ اینست کہ از بسکہ مجمع
جنودِ مجاہدین در ہر دو نوبت مثل بلواے عام و لشکرے بے سرود در کوچ و مقام بے انتظام و لہذا غنائم
در ہر دو نوبت بر قانونِ شرع منقسم نگردیدہ بلکہ ہر کہ از ایشان چیزے بدست آوردہ خفیہ بجاے خود بردہ
بنا بر علیہ جمہور مومنین حاضرین از سادات کرام و علماے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امراے
عالی مقام و سائر خواص و عوام از اہالیان اسلام کہ در آن مقام حاضر بودند بر ہمین اتفاق نمودند کہ اقامت
جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر وجہ مشروع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنا بر علیہ تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ
سنہ ۱۲۴۲ ہجری قدسی بیعتِ امامت بدست فقیر بجا آوردند و ربقۂ اطاعت فقیر در گردن خود انداختند و
بروز جمعہ خطبہ بنام فقیر خواندند انشاء اللہ تعالی بہ برکت اداے این رکن رکین یعنی نصب امام کہ مدار اکثر
احکام دین است ضرور بالضرور انشاء اللہ الغفور مظفر و منصور خواہند گردید اینست بیان اجمالی احوال
این فقیر غرض از نگارش این وقائع آنکہ وقت کار بر سر رسید و مقدمۂ کار زار پیش رو انجامید پس ہر مومن
راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است کہ خود را بعجلت تمام بہر وجہ کہ ممکن باشد نزد فقیر رسانیدہ
سلک مجاہدین منسلک گرداند - حق جل و علا بقدرت کاملۂ خود بر طبق منطوق لازم الوثوق کذلک
حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ این مقدمہ را بانجام خواہد رسانید و دین محمدی را بر سائر ادیان بر وفق وعدۂ
خود غالب خواہد گردانید اما ہر کہ جان خود را درین معرکہ حاضر خواہد کرد گوے سعادت جاودانی از میان
خواہد برد و ہر کہ امروز درین مقدمہ تقاعد و تکاسل خواہد ورزید لابد فرداے قیامت دست افسوس و ندامت
خواہد گزید - و ما علینا الا البلاغ المبین - و السلام علی من اتبع الہدی - تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری

از مقام ہنڈ *

## نمبر ۱ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامہ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد روشن ضمیر ابہت تخمیر سپہ سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفاتر
جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ

ہدیٰ یا اللہ تعالی سواء الطریق و امطر علیہ سحاب التوفیق - پوشیدہ نماند کہ نامۂ فصاحت شمامہ مشتمل بر اظہار مراتب دعاوی
شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجہ واضح گردید ظاہرا آنچہ اینجانب را ازین ہنگامہ آرائی و معرکہ پیرائی
مقصود ست آنرا خوب نفہمیدہ اند کہ نامۂ مذکورہ نگارش نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصۂ آن
بنود تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت و ریاست بنابر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت
مذکورہ حصول مال و ریاست مقصود می باشد و بعضے را اظہار شجاعت و شہامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبۂ
شہادت و اینجانب را امرے دیگر منظور ست و آن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی الاطلاق و ملک
بالاستحقاق ست کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی وارد شدہ است خدا عز و جل گواہ ست برین معنی کہ اینجانب
را ازین ہنگامہ آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیہ درمیان نیست بلکہ آرزوئے آن ہم نہ گاہے
بزبان جاری میگردد و نہ گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی بہر وجہ کہ ممکن می باشد
بجا می آرم و ہر تدبیر کہ دران مفید می نماید بروئے کار می آرم ان شاء اللہ تعالی تا دم مرگ درہمین سعی مشغول
خواہم ماند و تمام عمر درہمین تدبیرات مبذول خواہم کرد تا زندہ ام ہمین آرزو می پویم و تا موجودم ہمین مقصد میجویم
تا سر و پا ست ہمین راہ ہست و ہمین سودا خواہ مفلس شوم خواہ غنی خواہ منصب سلطنت یابم خواہ رعیت گری
خواہ متہم بجبن شوم خواہ متسم بشجاعت خواہ بمرتبۂ غزا فائز شوم خواہ بمنزلۂ شہادت - آرے اگر بینیم کہ بجائے
سوائے من درہمین منحصر ست کہ در معرکۂ جنگ تنہا بجان خود بیایم پس باللہ و تاللہ کہ بصد جان سینہ سپر
نمایم و در مجامع عساکر بیدغدغہ و وسواس در آیم بالجملہ مرا از اظہار دعاوی شجاعت و تحصیل ریاست غرض نیست
ما انتقش ہمین ست کہ اگر کسے از امرائے کبار و رؤسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او
بصد زبان اظہار نمایم و ازدیاد سلطنت او بہزار جان بخواہم بلکہ در باب ترقی ریاست او مساعی بیشمار
می آرم این امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف بر آید در آن الزام دہند اگر بنظر انصاف غور نمایند اینجانب در مقدمہ
اصلا مطعون و ملام نیست زیرا کہ وقتیکہ آن عظمت نشان در مقدمۂ بجا آوردن احکام حاکم خود ہیچ
عذرے و حیلہ نمی توانند آورد حالانکہ آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکہ از سلسلۂ برادران ایشان ست
پس اینجانب در مقدمۂ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونہ عذر تواند آورد حالانکہ آن جلیل الشان خالق
جمیع افراد انسان بلکہ مکوّن سائر اکوان ہست - والسلام علی من اتبع الہدیٰ - تحریر بتاریخ پانزدہم شہر
جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری +

## نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام میاں یقین اللہ شاہ لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت فیضمنقبت سجادہ نشین ارشاد و تلقین رہنمائے

ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاه اله مخدومی و مکرمی شاه [illegible]
مد الله ظلال هدایته علی رؤس المستفیدین الی یوم الدین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکه احوال خیر و دو بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است که شب و روز بنعم علی الاطلاق و الطاف
الملک بالاستحقاق برین عاجز خاکسار و دور و بمعیت جماعت مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار باران
صفت می بارد هر ضمنکه پرورش او بحدے رسیده که از احاطه تحریر و تقریر متعذر می نماید موجب ابیات +
ع اگر هر سر موئے باصد زبان + کند شکر این نعمتش را بیان - تجرید الفاظ بے شمار - تیار شد یکی از
هزاران هزار + از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن است که این فقیر را بمحض قدرت کامله خود باعلاء
کلمه رب العلمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافه مومنین بسوے اقامت این رکن
رکین و جمع عساکر مجاهدین بنابر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید - الحمد لله علی ذلک حمدا
کثیرا هر چند در مقدمه قتل و قتال با اهل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینهم سجال در هر دو طرف فتح
و شکست محتمل است چنانچه درین ایام خجسته فرجام مجاهدین اخیار چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور
گردیدند و دریک نوبت بسبب مداخلت چندی از منافقین یک گونه گزندے به مومنین صادقین رسیده
لاکن الحمد لله و المنة که هیچ گونه فتورے و قصورے در همت عالیه ایشان راه نیافته چنانچه این فقیر
بعد وقوع آن حادثه در اضلاع یوسف زئی مثل پهلیه و بنیر و سوات دوره و سیر نموده مومنین آن دیار و مسلمین
اقطار را به اقامت جهاد و ازاله فساد بالمشافه ترغیب نموده و بسیارے را از اقوام افاغنه مثل [illegible]
و آفریدی و مهمندی و خلیل و غیرهم به ادراک این سعادت عظمی و ادائے این عبادت کبری بالمکاتبه
دعوت کرد الحمد لله که همه مومنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش هوش شنیدند
بنا علیه در عرصه چند روز انشاء الله بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمه جنگ و جدال و قتل و قتال
و استیصال اهل کفر و ضلال پیش کرده خواهد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم بر حق چنان
است که غلبه دین حق بر ادیان باطله جلوه پذیر می گردد خاطر جمع دارند و هرگز به اخبار واهیه که منافقین
برائے رنجانیدن مومنین اشاعت می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعائے
نصرت دین متین ببارگاه رب العالمین مشغول باشند و خاطر جمع دارند که هر چند فاعل مختار در هر کار
و بار محض ذات پروردگار است و هر مومن صحیح الاعتقاد را لازم است که در جمیع مقدمات خود بر کارساز
رب العباد بجان و دل اعتقاد نماید آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمع اسباب هم سعی بجا آرد پس
بنابر همین حکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین برخے سعی کرده شد الحمد لله که سعی مذکور بانجام رسید

که اقوام کثیره از مومنین افاغنه که شمار اشخاص هر قوم به هزارها و لکهو کها میرسد به رفاقت این فقیر اتفاق
نموده‌اند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکه مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الاتقیا
بنابر استیصال کفر و فساد و احیای دین رب العباد کمر همت چست می‌بندند و نیت خلیه به درست می‌نمایند
ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می‌شوند حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق
لازم الوثوق کذلک حقاً علینا نصر المؤمنین - وان جندنا لهم الغالبون تائید ایشان می‌فرماید و پر
ظاهر است که شوکت هیچ کافر متمرد و منافق معاند معارضه قدرت ربانی و تائید رحمانی نتواند کرد لا مانع
لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ شانہ
اوست پس همین مضمون را میتر نظر خود باید داشت و بر وعدهٔ آن کریم نظر باید گماشت الله بس باقی
هوس - زیاده والسلام مع الاکرام ٭

## نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدة الاکین عالی مقام قدوهٔ خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزای چار بالش حشمت معرکه پیرای میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان
سردار سلطان محمد خان زاد الله اقباله وضاعف اجلاله ووفقه الله لما یحب ویرضاه واوصله الی غایة ما
یتمناه - بعد اهدای احسن تحف اهل اسلام یعنی گلدستهٔ ریاحین سلام وادعیه ازدیاد مناصب کونین
مدارج دارین واضح آنکه - نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشتمل بر مراتب مودت واتحاد و مدارج خلت و وداد در احسن
اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اضعاف فرحت بخشید آنچه از نوک قلم مودت رقم بنظر
علاقه صداقت قدیم صادر گردیده بود که اینجانب علاقهٔ اتحاد و اخلاص که از مدت مدید فیما بین قائم گردیده
از خاطر فاتر محو و منسی نسازند پس الحق از روزیکه این جانب را با آن حشمت مآب در دار السلطنت کابل
ملاقات گردیده علاقهٔ صداقت و اخلاص فیما بین بهمرسیده هیچ گونه الی الآن بغبار رنجش مکدر نگردیده و چیزی
که باعث ملال باشد میان نیامده پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البته علاقهٔ مذکور واجب
الرعایت است اما حق جل و علا محض بکرم عمیم دل اخلاص منزل این ذرهٔ بیمقدار و این عاجز خاکسار را بر
طریقهٔ بس عجیب و منهج پر غریب از ابتدای عمر مجبول گردانیده که در باب علائق محبت و عداوت پاسدار کر
وجوه صداقت و قرابت از نظر انداخته محض تحصیل رضای خود و اطاعت احکام خود قبله همت ساخته
پس محبوب من همان است که محبوب رب العالمین است و عدو من همانست که عدو احکام شرع مبین
است لهذا بخدمت عالی گذارش کرده میشود که اگر در دوستی علاقهٔ خود مع الله کوشش بلیغ فرمایند یا چه

بقدر آن محبوب من شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت همین است که در باب
اطاعت احکام و اعلائے کلمہ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرہ بد انجام از جمیع علائق
ما سوی اللہ خواہ از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواہ از جنس تحصیل سلطنت و وجاہت
خواہ از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و در ینباب از جمیع ما سوی اللہ بردو دست
بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلہ اطاعت احکام ربانی
مطہر سازند و اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندۂ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد
است کہ بدون آن ہرگز ہرگز علاقۂ عبودیت خالصہ از غبار نفاق مصفی نمیگردد اما امید این امر داشتن
کہ طمع دخول در سلک عباد مخلصین ہم دارند و دل خود را از الواث مذکورہ ہم مطہر نمایند پس خیالے
است پر اختلال و وہمے است باطل و محال کہ ہرگز ہرگز گاہے شدنی نیست بموجب بیت ؎
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون + پس وقتیکہ ایمان خالص
از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلۂ ہمت خود ساختند ہمان دم مقام محبوبیت حضرت
حق یافتند (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (و قال اللہ تعالیٰ) اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝
(و قال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ تا هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وقتیکہ در سلک حزب اللہ
منسلک گردیدند بالاضطرار محبوب من شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب ہمین رقیمہ بتفصیل
بر نگارند تا طریق آن فہمانیدہ شود و بحول و قوت ربانی بمنزل مقصود رسانیدہ شود ۔ ہر چند مضامین مسطورہ
بکرات و مرات در قطعات رقائم و داد نگارش کردہ شدہ بالفعل تکرار لغو می نماید لاکن چہ کردہ آید کہ بخیر خواہی
جمہور مؤمنین مامور و بر خواہش صلاح ایشان مفطور بنا بر علیہ بلد بار ہمین مضمون در قوالب گوناگون و
البسۂ رنگا رنگ نگارش کردہ می شود و الا حضرت رب غفور کہ علیم بما فی الصدور است آگاہ است بہمینی کہ
این ذرۂ بمیقدار و عاجز خاکسار ہر چند بظاہر قدرے ندارد اما تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم بحت
ممتلی است اظہار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند و فی الحقیقت طلب چیزے کہ غیر رضا مستاد
باشد اصلا نمی دارد چنانچہ این معنی بر آن جلالت آثار کہ شمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا است حق جل و علا بکرم

عمیم خود در اصل جبلت این امر عظیم ودیعت نهاده بموجب بیت ؎ بارہا گفتم و ہم بار دگر می گویم + که من گم شده
این راه نه خود می پویم + هر چند بهر حال صدد عائے خیر مشغولم و بهر صورت خیر خواه آن حشمت مآب لاکن اگر این
معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامه به نسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عباد مقربین بدست
آید باقی تفاصیل سرگذشت بخدمت اظهار حال رقیمة الوداد ناظر نظام محی الدین نیک هویدا خواهد شد۔
زیاده والسلام مع الاکرام ۔ تحریر یکم ذی قعده ۱۲۴۳ هجری +

**(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل**

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت
دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه
بر ضمیر کیمیا ست تخمیر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکارا شده باشد که
آنچه اینجانب از وطن مالوف خود برخاسته و محبت اهل و عیال و اخوان و اوطان پس پشت انداخته و مصائب
و متاعب مثل این اسفار بعیده بر خود گوارا ساخته در کشاکش جنگ و جدال شب و روز گذرانیده و می گذراند
این همه بسعی فی الله و اعلاء لکلمة الله و احیائے لسنة رسول الله ست هرگز هرگز طلب و خواهش دنیا و ما
فیها با آن مخلوط و ممزوج نگردیده از انجا که تطهیر این داعیه رحمانی از تلوث اغراض نفسانی یقیناً و قطعاً معلوم
آنجناب ست حاجت تکریر ندارد بناءً علیه آن را بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا می پردازد که
در اوائل برپا شدن این هنگامه چند بار جنود مجاهدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آورده مظفر و منصور گردیده
بودند و در آن مدت انواع خیر و برکت نسبت مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار معائن و مشهود می گشت هر آئینه
ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر ست حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سرداران والی پشاور
باظهار مودت و اخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراسته و زی نصرت و احیائے سنت
سید المرسلین بقامت خود پیراسته مع ساز و سامان خود مشارک فقیر گردیدند از همان ایام نکبت گونه نکبت
بسوئے عسکر ظفر پیکر اهل اسلام متوجه گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنها گذشت
که اینجانب هم بسببے مبتلائے عارضه شد که هوش و حواس هم نمی داشت این هم موضوح خاطر حشمت ذخائر
بوجه احسن شده باشد لاکن طرفه ماجرا است که چون قوافل غزاة هندوستان باخلاص نیت صرف باعانت
سنت سید الانام و نصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقه تدریجاً می رسند
حینیکه بقرب وجوار بلدهٔ پشاور وارد می شوند سردار مذکور باهمه همت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف دهی می نماید
گاهے بر او شان قصد جهاد می کنند و گاهے اراده جنگ میدان میفرمایند باجمله سردار مذکور از دین اسلام

بالکل دست بردار شده بشراکت و معاونت کفار بدکردار می کوشد و محبت این گروه شقاوت پژوه از جذر قلب او می جوشد پس درین صورت سردار پشاور روابطهٔ اسلامیه قطع نموده راه بیگانگی پیموده نماے فطانت پیرایے آن منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و کیاست درین مقدمه چه حکم می فرماید و از بسکه زبان صدق ترجمان جناب هدایت مآب افادات خواجه عبدالخالق نقشبندی همت عالی در مقدمهٔ فرمانروائی و کشورکشائی موصوف گشت بنائً علیه نگارش میرود که بمقتضائے محبت دیرینه و خلت پارینه از اظهار ما فی الضمیر خود دریغ ننمایند زیاده والسلام مع الاکرام - مرقوم بنجبار محرم سنه ۱۲۴۳ هجری

## مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاه بخارا

بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد لله الذی نور قلوب المؤمنین باخلاص النیة واتباع السنة وتکمیل الایقان وکرم جنود السلاطین بنشر العدالة وفضل السماحة وتائید الادیان - وفضل جنود المجاهدین بعلو الدرجة وعموم المغفرة ومزید الامتنان - والصلوٰة والسلام علی المبعوث بتتمیم التوحید وتعلیم السنة ومجاهدة ائمة الکفر والطغیان وعلی آله واصحابه الذین سووا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان - وعلی الائمة المهدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاهدین وکافة اهل الخلوص والایمان - اما بعد از امیر المومنین السید احمد عضدو لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی مهبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آراے محافل سیادت و کیاست معرکه پیراے مجامع شهامت و شجاعت - رونق افزاے اورنگ عظمت و اجلال فرمانرواے کشور حشمت و اقبال سرو نهال بوستان جهانبانی گل سرسبز گلستان کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضاء حامی انوار سنت شهباد ماحی آثار بدعت ظلماء ناشر احکام رب العالمین قاهر اعدائے شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و همم مرجع اساطین ارباب علو و حکم ملجاء اراکین اصحاب سیف و قلم جگر گوشه سلاطین خاندان عدل و سیاست نور دیدهٔ مصابیح دودمان فضل و سیادت سلطان بن سلطان خاقان متع المسلمین بطول بقائه والحق المومنین بجمیل ثنائه ونصر الدین بعز اجابه ونصر المجاهدین بقهر اعدائه - بعد از اهدائے تحفهٔ تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون و تعظیمات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشاتین ملتمس آنکه - این عاجز خاکسار ذرهٔ بمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین بر سجادهٔ ارشاد و تلقین از صدها سنین در بلاد هندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام رب العالمین و انقیاد اوامر سید المرسلین عمرها گذرانیده اند و جماعت مستفیدین را به افاده فیوضات فائز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاه واله سید علم الله که از خلفائے کبار حضرت سید

آنام بنوری حج در احیاے سنتِ محمدیہ در میان جمیع اقران علم بودہ اند و در افشاے طریقۂ مجددیہ باز ہمہ اخوان پیش قدم این بندۂ عبودیت شعار بعنایتِ قادر مختار در ساعاتِ لیل و نہار در طریقۂ مرغوبہ اسلاف کبار سعے بہ تربیتِ جماعتِ طالبین مشغول بودہ درمیان کافہ سالکین مقبول چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از مسلمین انقیا کیش و مومنین اخلاص اندیش بحول وقوت رب قدیر بواسطۂ این فقیر حقیر از درگاہ واہب العطیات و بارگاہ خالق البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ الاقدام سینۂ صفا گنجینۂ ایشان از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت۔ بر دلِ خلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و سنت تافت بقدرت کاملۂ قادر علی الاطلاق و حول و قوتِ مالک بالاستحقاق احبائے این بندۂ ضعیف با نعام منعم حقیقی مشمول شدند و اعداے این نحیف با نتقام منتقم تحقیقی منکوب و مخذول۔ ترغیبات این عاجز و خاکسار درمیان مہتدین ابرار معمول گشتہ و ترہیبات این ذرہ بمقدار در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول۔ صحابِ سنت و اخلاص فائز بمدارج عز و اقبال گردیدند و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال۔ ہزاران ہزار از خلائق بے حد و شمار از شرف بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواع بشارات مبشر۔ جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام از الواث آثام مطہر و پاک گشتند و در طے مدارج تقوی و ورع چست و چالاک۔ جماعت مسلمین کامل الانقیاد در انصار شریعت محمدیہ منسلک گردیدند و در زمرۂ مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقۂ مجددیہ منہمک۔ الحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا لاکن از مدت چند سال بہ تقدیر قادر فعال حال حکومت و سلطنت این مملکت برین منوال گردیدہ کہ سکھان نکوہیدہ خصال و مشرکین بد مآل اکثر اقطاع غربی ہندوستان از لب دریاے اباسین تا دار السلطنت دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر اخمال دین رب خبیر بافتند و تمامی آن اقطار را بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت روسا و کبار را بانواع ذلت مقرون و جماہیر مسلمین را عموما و مشاہیر حکام را خصوصا بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اہل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع را بر باد دادہ و آئین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ در آن بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسوم کفر مشہور گردیدہ و شعائر اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شدہ و اعلام عدل منکوب۔ حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود بنا علیہ سینۂ بے کینہ بملاحظہ این حال پر از رنج و ملال بود و دل اخلاص منزل از شوق ہجرت مالامال غیرت ایمانی بہ نہانخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامت جہاد گنبد سر در خروش درین اثنا این ضعیف را امر کارے دیگر برانگیختند و عزم اداے حج در خاطر ریختند الحمد للہ کہ جمع کثیر از مومنین مخلصین کہ تخمینا ہفتصد مردم باشند تا آن مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص بامکنۂ متبرکہ رسانیدیم

وچشم اشتیاق بر مواضع معظمه مالیدیم وسر نیاز بر آستانهٔ آن بی نیاز رسانیدیم واین جان ناتوان را نثار خاک
جان گردانیدیم سبحان الله چه دریای رحمت مکافات این اخلاص نیت وحسن طویت موجزن گردید
وچه ملاطفات دلربا در آن مقام دلکشا ومخابرات صدق وصفا بمنامات بی شمار ومعاملات خارج از حد
حصار بر منصهٔ ظهور رسید زهی الطاف نهانی والطاف ومهربانی که جان مشتاقین را شیفته وفریفته گرداند
وزهی انعام بیکران واکرام بی پایان که سر افتخار خاک نشین تا باوج عرش برین رسانید موجب بیت
ع اگر هر موی من گردد صد زبان + کنم شکر این نعمت را بیان + بتحریر الطافها بی شمار + نباشد یکی از
هزاران هزار + بالجمله آنچه مشاهدات بوقلمون ومکالمات گوناگون در آن مقام دیده وشنیده ام به میدان
خیال ووهم نمی گنجد وبمیزان قیاس وفهم نمی سنجد آری این عطیهٔ رحمانی ست که هر کرا میخواهند عطا می فرمایند
وموهبت ربانی ست که هر کرا می دانند آن مشرف می نمایند اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ
لِمَا مَنَعْتَ تَهَبُ مَا تَشَاءُ لِمَنْ تَشَاءُ واز اعظم معاملات آن مقام این است که از درگاه واهب
العطایا جلت عظمته واز حضور خیر البرایا علیه افضل الصلوة والتحیه در مقدمهٔ اقامت جهاد وازالهٔ کفر وفساد
بطریق الهام ربانی وکلام روحانی باشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند وبه بشارات لاریبی
در باب فتح وظفر مبشر در معاملات حقه باعلای کلمهٔ رب العالمین واحیای سنت سید المرسلین واستیصال
کفرهٔ متمردین مامور ساختند ودر مواعید صادقه بلقب مظفر ومنصور نواختند - پس بنا بر اقامت همین رکن
رکین یعنی نصرت دین متین وشکست رونق اعدای دین از حرم محترم وآن مقام معظم معاودت نموده
کدام عاقل خدا دان آگاه از دل آن مقام دلکشای ومکان راحت افزای جان خود را کشیده در کشاکش ارباب
کفر وضلال واصحاب بدعت وجدال اندازد وقطع نظر ازین اشارات وبشارات امروز را بدست که اکثر
بلاد اهل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جماهیر اهل اسلام عموما وبر مشاهیر حکام خصوصا واجب ومؤکد مگر د
که سعی وکوشش در مقابله ومقاتلهٔ آنها بجا آرند تا وقتیکه بلاد مسلمین را از قبضهٔ ایشان برآرند والا آثم وگنهگار
می شوند وعاصی وستمگار از درگاه قبول مردود میگردند واز بارگاه قرب مطرود بنا بر علیه چند روز در دهلی
خود اقامت نمودیم بعد از آن راه هجرت پیمودیم در بلاد هند وسند وخراسان دور وسیر کردیم واین تحفهٔ نثار
بیش اکثر اهل صلاح وخیر بردیم واین دعوت حق را بگوش هوش جمهور مسلمین رسانیدیم واکثر مومنین مخلصین
را درین مقدمه رفیق خود گردانیدیم آخر الامر دیار واوطان یوسف زئی رسیده مخلصین ایشان را رفیق خود ساختیم
وعلم جهاد برافراختیم وبکرات ومرات بر اهل کفر تاختیم وجان ومال در رضاجوئی ایزد متعال در باختیم اگرچه
در مقدمهٔ قتل وقتال وجنگ وجدال بحکم الحرب بیننا وبینهم سجال فتح وشکست در جانبین متصور است اما

الحمد لله والمنة که مؤمنین صادقین را در هنگام فتح نه نخوت و غرور رسیده بهم میرسد و نه در وقت شکست تقاعد و
فتور رسد و از بسکه بفحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوای جماهیر فقهای عظام و مشاهیر علمای
ذوی الاحترام و صوابدید عقلای ذوی الافهام اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام
بدون نصب امام بروجه مشروع صورت نمی بندد بنا علیه باتفاق جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و
قضاة ذوی الاحترام و مشایخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام
بدست این فقیر بیعت امامت واقع گردید الحمد لله والمنة که مقاتله اهل کفر و عناد و صحبت جمعه و اعیاد بعد
مرور دهور بوجه مشروع صورت بست هر چند این ضعیف عباد اولاً بحصول این منزل بمواعید غیبی مبشر
بود ثانیاً باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشت اما خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات
گواه است برین معنی که گاهی بر دل اخلاص منزل این بنده عبودیت شعار عاجز خاکسار آرزوی
حصول یعنی تملک خزائن بی شمار و تسلط بر بلاد و امصار و تجبر بر بندگان مالک منان و فرمانروائی بر اقران و
اخوان و طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت و اهانت رؤسای عالی مقدار و سلب سلطنت سلاطین
والاتبار و امتیاز خود به سائر بندگان الهی و امتیان رسالت پناهی خطور هم نکرده و وسوسه آن هم نرسیده
بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه برپائی و عربده آرائی غیر از اعلای کلمه رب العالمین و احیای
سنت سید المرسلین استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفره متمردین چیزی دیگر نیست و هرگز هرگز شعبه
وسوسه شیطانی و شائبه هوای نفسانی باین داعیه رحمانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول
وکیل چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز ناتوان و تغیر حال این اطراف هندوستان از حجاج بیت الحرام
و تجار اهل اسلام و دشت نوردان اقالیم سیاحت و واقفان بلاد در دست تفحص فرمایند تا حقیقت
احوال منکشف گردد و از بسکه آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی موصوف
اند و با علای اعلام دین و احیای سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان مسلّم طوائف
انام است و فطانت و کیاست زبان زد هر خاص و عام بلکه جماهیر مؤمنین آن دیار و مشاهیر متدینین آن
اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند و قلوب ایشان با خلاص نیت و حسن طویت
معمور حتی که بخارا شریف در مقدمات دیانت و امانت ضرب المثل شده و رسوم مروجه آن بلده شریفه
در حق جماهیر مسلمین مظهر عمل گردیده بنا علیه بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرض المؤمنین علی القتال تجدید
فیض رجعت آن حامی انوار ملت بیضا و ماحی آثار بدعت ظلما و ناهر احکام رب العالمین قاهر اعدای دین متین بر
نگارش کرده می شود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن جناب را بمنصب فرمان روائی و کشور کشائی که اعلای

مناصب ارباب عزت واقتدائے مآرب اہل وجاہت است مشرف گردانیدہ پس در شکر این نعمت عظمیٰ لازم کہ ہمہ اسباب راحت و فرحت و سامان عظمت و مکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کردہ شود در اعلائے کلمہ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین در کوشش داده آید کہ رؤسا و بلاد ہند و خراسان در مقدمہ اطاعت وانقیاد تغافل ورزیدند و در باب اقامت جہاد تکاسل۔ واز مقتضائے حمیت عاطل گردیدند از حقوق عبودیت غافل الحق بندۂ کہ بنابر محبت ماسوی اللہ از امتثال احکام الٰہی پہلو تہی نماید فی الحقیقت بندہ نیست و مؤمنے کہ غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نے۔ و مخلصے کہ مرغوبی را از مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے۔ سبحان اللہ کسانیکہ تخریب شعائر اسلام از دست کفار لئام مے بینند و مے شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمیزند و حمیت اسلامی در سینہ ایشان خروش نمیکند چگونہ ادعائے ایمانی می نمایند و جان خود را در زمرہ محمدیان می شمارند آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می دارد و حق پرستی با ہوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این ہر دو امر در یک قلب خیالے است پر اختلال و وہمے است سراسر باطل و محال۔ الدنیا والآخرۃ ضرتان لا تجمعان حدیثے است ماثور و لا جمع بین الحقیقۃ والمجاز مثلے است مشہور۔ بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون + این خیال ست و محال است و جنون + چنانچہ رؤسا و بلاد مسطور بپاداش این کردار رسیدند و گرفتار ذلت وادبار گردیدند واز بسکہ وصول اخبار وحشت آثار بمحفل جلالت منزل مشکوٰۃ بنائے علیہ احوال نکبت مآل تجبر کفرۂ پنجاب و تعدی منافقین این دیار بسمع مبارک رسانیدہ شد تا غیرت ایمانی کہ موروث از اسلاف کرام است بجوش آید و اساس اہل کفر و ضلال را از بیخ براندازد و جمعیت جنود ابلیس لعین را برہم زند و رونق بازار اہل کفر و شرک بشکند ہر چند ضلع اوطان یوسف زئی کہ فرودگاہ این عاجز خاکسار است و سراسر کوہسار چہ یارا کہ مہبط انوار اقبال و محفل موکب اجلال تواند شد چہ آنجناب را انواع کاروبار در مقدمات انتظام بندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع در اقطار و جماہیر مؤمنین رعایا و مشاہیر رؤسا این دیار با این جانب عقد بیعت بر بستہ اند و مستعد اطاعت وانقیاد و منتظر اقامت جہاد نشستہ در ینصورت اگر معاونت عظمیٰ از عظمائے دین و مشارکت علیا از اعلام شرع مبین بہ نسبت ایشان متحقق شود ہر آئینہ علو ہمت و وفور رغبت ایشان دوبالا گردد بنا بر علیہ مناسب وقت چنانست کہ جمیع صغار و کبار را از علمائے متدینین و اراکین معتبرین و سپاہیان شجاعت شعار و رعایائے انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر تعین نمایند و از خزانہ عامرہ پرورش مجاہدین کنند تا مشارکت آنجناب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال کفار مرتاب باحسن وجوہ متحقق گردد و مجاہدین

اندرین را تقویت قلب بدست آید چنانچه بسلطنت این جهان فانی مشرف شده اند و بمیامن توجه عالی
اصول دین متین و رسوم شرع متین در آن دیار اقضا مروج و در نشر انوار عدالت مصروف اند و به پرورش
ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلادِ مومنین از تصرف دراز مویان ملاعین (اقوام سکھ) بدست
عسکر فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایت سابقه بجمعیت لاحقه ممتزج گردیده مثابه نور علی نور برانظار
مخلصین مودت ظهور جاده گر شود نمایت منتهی از رضا جوئی مولا حاصل گردد و در درجه اعلیٰ از مدارج جنت
نعیم در جوار ملیک مقتدر مقعد صدق بدست آید علاوه برین آنکه خرابی شمار و بلاد کفار شرار در تصرف انصار
و اخیار و مویدان ملت سید مختار درآید این فقیر به تحصیل مآل منال و تصرف بلاد و امصار غرض نی دارم که
از اخوان مومنین و اقران مخلصین بلادِ مومنین را از دست کفره متمردین استخلاص نموده قوانین شرع مبین
و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این فقیر حاصل گردیده تسلط سلاطین عادلین
را بر تمام روئے زمین بهتر از تسلط خودمی شمارم زیرا که سلطنت هفت کشور را بخیال هم نمی آرم و قتیکه نصرت
دین متین و استیصال کفره متمردین متحقق گردید نیز سعی من بر هدف مراد رسید درین مقدمه نیک تامل نمایند و
فکر عمیق بکار فرمایند که سرداران ملک خراسان بجبن و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بنا علیه رعایائے
ایشان از حکومت ایشان بیزار اند و جنود ایشان بیکار و کفار دراز مویان که بر ملک پنجاب تسلط یافته اند نهایت
تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهل خراسان بیایند بسهولت تمام جمیع بلاد آن بدست آرند بایز
حکومت آنها بعید و دو لایت آنجناب متصل گردد و اطراف دار الحرب باطراف دار الاسلام متحد شود انواع
مفاسد در میان مسلمین دار الاسلام بحیله دیگر خواهند انداخت و علم مخالفت آنجناب خواهند افراخت اگر فی
الحال عسکر فیروزی اثر برانها تاخت فرماید و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد مسلمین دست بردار
شوند و در کار و بار خود گرفتار این مضمون را مثل مضامین شعریه یا لطائف نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سد
ابواب درآمدن ملاعین بدیار خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصه قریبه از طرف ایشان در حق اهل خراسان
بظهور خواهد رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین عزایم بس حیت و خیالات نهایت دور دست می دارند و
قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور را اینقدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفره پنجاب
بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً و مشاهیر حکام
خصوصاً واجب و این فقیر بقدر استطاعت خود کوشش می نماید آنجناب را لازم که بقدر طاقت خود سعی
فرمایند که بادنی معاونت آنجناب بلکه بمجرد نام مشارکت آن والا قباب غلبه دین ترقی می گیرد کار و بار مجاهدین
رونق می پذیرد زیرا که بعنایت لطیف و اعانت رب قدیر هیولائے قیام جهاد بکمال استعداد رسیده و مادۀ علو

[illegible]

درین وا جتماع جنود مؤمنین آماده گردیده همین که همت عالیه متوجه گردد بسهولت تمام سرانجام صورت این امر
عظیم منصهٔ ظهور جلوه میفرماید و اختتام این مهم فخیم رو می نماید آینده سررشته بدست قادر مختار است اول
در تاسیس معانی تدبیر مساعی جمیله بجای آورده کار آرند و آنرا از عبادات نبیله شمرده بجهد تمام بجا آرند بعد از ان و تفویض
بسوی تقدیر بهمت عالیه بگمارند و آنرا از عقائد جلیله قرار داده بر الواح قلوب برنگارند که آیهٔ و شاورهم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی الله نص است از کلام ملک علام و کلمهٔ التسعی منی والاتمام من الله قولیست زبان زد
هر خاص و عام بیت گفت پیغمبر باواز بلند + بر توکل زانوی اشتر ببند + این است ملخص مقصود این
فقیر و مفتح مکنون ما فی الضمیر لکن از انجا که تشریح این حال و تفصیل این اجمال بتحریر خامه بریده زبان متعسر
بناءً علیه جناب مستطاب هدایت مآب مقرب بارگاه رب قوی مولوی نظام الدین چشتی هدی الله به کل غبی
و غوی و متع الله به کل فطن و ذکی را که براه توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند و در موافقت این فقیر سفرها
دور دست کشیده اند و کوه و دشت نوردیده و در ملازمت این حقیر نشیب و فراز تربیت یگانه و بیگانه دیده
اند و گرم و سرد زمانه چشیده مع اعلام هدایت مشتمل بر نفیر عام بخدمت جماهیر اهل اسلام بحضور لامع النور روانه گردید
و بواسطهٔ ایشان تفاصیل ما فی الضمیر بسمع اشرف رسانیده آنچه از کلام هدایت التیام آن مجمع حسنات
فائض گردد آن بموقف قبول آرند و مضامین هدایت آگین آنرا از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند
و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشاتین تصور فرمایند والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۱۹) مکتوب جوابی از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض الله خان مهمند

بسم الله الرحمن الرحیم - نیکوترین ترانهٔ عندلیب چمنستان سخن آرائی و بهترین ترنم قمریان سروستان انشا
پیرائی سپاس بیقیاس متقدس بارگاهیست و اطباق کون و مکان و صفائح زمین و زمان از سمک تا سماک
و از قعر مغاک تا اوج فلک الافلاک منصهٔ ظهور کمال قدرت سراپا ندرت اوست - حمد حکیمی که هر ذره از ذرات
بیابان و هر ورقی از اوراق درختان آئینهٔ تماشاگاه بدائع جمال حکمت بی علت اوست - بعد از ادای
حمد آن احد خوشترین کلامی که طوطیان شکر بیان بآن سرایند و زیباترین زیوری که ابکار عرائس افکار
بدان آرایند درود نامحدود بر علم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال لایزال مظهر اوصاف ذی الجلال
مورد الهام حرض المؤمنین علی القتال و صلوات متعالیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بلقب
سید المرسلین و رحمة للعالمین مشرف بخطاب یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین و بر اهلبیت اطهار و صحابه کبار
که فرمانروایان اورنگ مَوصوف فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اند و کشورکشایی اقلیم وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ و بعد از

حمد و صلوٰة از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعهٔ خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب ملک
فیض الله خان سلمه الله الملک المنان - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه احوال
این حدود دیگر مرتبت محمود تا تحریر نامهٔ مودت شمامه سراسر مستوجب حمد و شکر - رقیمهٔ نامی صحیفهٔ گرامی مشتمل بر
اظهار مراتب محبت واختصاص مضمون محبت و اخلاص پیرایهٔ اعلی مسرت و منشاء فرحت تجدید مضامین
وداد آگینش مجملاً از عبارات بلاغت آیات و مفصلاً از بیان حامل نامهٔ اخلاص عنوان لائح گردید الحمد لله
الذی اجتمعنا بالاجله و چندے از کلمات حکمت سمات که در گرامی نامهٔ اتحاد شمامه بر صفحهٔ تحریر [illegible] سامی
شده بود جواب آن تصریحاً می پردازد و جوابش تشریحاً می طرازد آنچه در مقام عذر عدم تشریف آوری خود
ارقام فرموده بودند که بدون اجازت سرداران عالی مکانات که ناظمان زمانه اند این سعادت عظمی را میسر
نخواهد شد حقیقتش آنست که آنکرم را محض بنا بر شارکت مؤمنین معاونت مجاهدین و مشاورت در تدبیر
سرانجام دادن این مهم عظیم بقدوم مسرت لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سرداران زمان را به
نسبت حمیت دین و رعایت شرع مبین بر ذمه خود واجب و لازم می دانند و رسوخ این علت را در سویدای
قلب از امراض مدید نمی شمارند در مداوات و معالجهٔ آن سعی نمی آرند پس بحکم کل حزب بما لدیهم فرحون
شادان و فرحان باشند آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات با بندهٔ درگاهی ضرور
است پس مکتوبے بسرداران ارسال دارند و طلب داشت غلام حلقه بگوش در حاشیه بنگارند که باز بهم مستعد
شرف حضور شود صورتش این است که درخواست ملاقات کسی از مخلوقات با استعانت در سرانجام دادن
مهمات هیچگونه ضرور نیست زیرا که در مقدمهٔ اقامت جهاد بر کفار شرار توکل و اعتماد محض تا در مختار دارم و
بطبق وعدهٔ و من یتوکل علی الله فهو حسبه درباره حل مشکلات صرف از درگاه واهب العطیات امید دارم
هر چند عاجز و خاکسار و ذره بمقدار ام اجاه و جلال مخلوقین [illegible] عظمت و جلال رب العالمین هیچ
نمی شمارم لیکن از آنجا که اعلام عام بخدمت اهل اسلام بحکم حرض المؤمنین علی القتال ضروری است و بسا
مضامین هدایت آگین که تمامها در حیطهٔ تحریر نمی گنجد و بر سمعهٔ تقریر باحسن وجوه جلوه می پذیرد بناءً علیه درخواست
ملاقات نمودم هرگز هرگز راه استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافهه میسر [illegible] امید پس اصل اعلام بطریق
مکاتبه هم بسمع گرامی رسید و مضمون آیت وافی هدایت وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ مؤدی گردید
و آنچه در مقام تعلیم لین کلام در مخاطبهٔ سرداران ذوی الافهام به آیت وافی هدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا
لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ استشهاد فرموده بودند پس این ضعیف کلمهٔ حنیف و حرف سخیف گاهی
در مکالمهٔ ضعفا هم فضلاً عن الرؤسا بمیان نمی آرم بلکه آنرا از مساوی اخلاق و شنائع خصال می شمارم

وچرا این مرد سیم بر روی سے کار آرم که با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکه همین قدر آرزو میدارم که هر
یگانه و بیگانه و زبین و ضعیف را براه حق دعوت نمایم و بطاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش هوش
شنید در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک گردید و هر که پهلو تهی کرد حسرت و ندامت
با خود برد نه نفع آن بمن می پیوندد و نه مضرت آن بمن می رسد تا شکر آن بجا آرم و شکایت این بر زبان رانم
و آنچه در مقام استحکام علاقه خلت والتیام با سرداران ذوی الاحترام نگارش فرموده بودند که بخلاف ایام
خالیه ابواب رسل و رسائل بسرداران مفتوح فرمایند بر ضمیر مودت تخمیر واضح باد که سردار سلطان محمد خان
و سردار سعید محمد خان راه رسل و رسائل مسلوک می دارند پس جواب آن همه از ینجا می یابند بلکه اگر مکاتیب طرفین
را شمار کرده آید هر آئینه مکاتیب اینجانب در تعداد افزا بر آید چنانچه عنقریب یک خط مسرت نمط فرستاده بودند جواب آن
نگارش کرده شد باز وقتیکه زمان فترت رسل و رسائل ممتد گردید خطے دیگر در طلب جواب ارسال داشته شد
فاما سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راه نمی پویند و ابتدای این امر از من میجویند حالانکه سابق
واضح گردید که راه الحاح والتجا با حدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطه محبت و اتحاد فوق الطاقه سعی نمایم
آرے اعلام سرداران کثیر الاقتدار که مقصود میداشتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترهیب بکرات و مرات بر نگاشتم
وقتیکه ایشان با وجود ولایت بلده پشاور که مخزن قراطیس و اقلام است در ارسال مکاتیب تساهل میفرمایند پس
با فقرا چه یارا که درین کهسار که معرا از دوات کتابت است به دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچه در مقام بیان شکایت
سرداران رفیع المقدار رقمزده کلک اتحاد سلک شده که آن حشمت مآبان در محفل خاصه سفیر مایند که مثل مایان
باین مثل مشهور می ماند که محنت بباد گناه لازم پس ظاهر است که اگر سرداران ممدوحین محض لله و فی الله در خدمت
این ضعیف عباد الله بنابر حمایت شرع مبین و اعانت مجاهدین کمر بسته بودند پس فی الحقیقت این خدمت
دین رب قدیر است نه خدمت این فقیر حقیر لازم که شکر این نعمت عظمی و عطیه کبری بدرگاه خالق الوری بجا آرند
و گردن کسی از مخلوقین را زیر بار منت خود نسازند قال الله تبارک و تعالی یَمُنُّونَ عَلَیْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُل
لَا تَمُنُّوا عَلَیَّ إِسْلَامَكُم بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِیمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِینَ و اگر خدمت
این بنده درگاه اله لغیر وجه الله بجا آورده بودند پس این امرے است سراسر باطل و از وسمه خیر سراسر عاطل رابطه
که لغیر وجه الله باشد خیالے است پر اختلال و علاقه که بما سوی الله بهم رسد امرے است جالب نکبت و وبال من نه
آنم که رعایت این تعلقات بے معنی نمایم و باین تملقات بیهوده گرایم بلکه من همانم که در هر باب بسینه صافم خاصه
در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ از دو روئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار عاجز و خاکسارم و بنده
عبودیت شعار از اعانت ماسوی الله عار و ننگ می دارم و گلبرگ غیر حق را بسان خار و سنگ می شمارم کسیکه با من

در اتحاد می پویید و رابطهٔ اخلاص با من می جویید لازم که به رنگ عبودیت خالصه رنگین شوید و متانت استقامت سنگین
در من خالصة تاشی اختیار کنید و از او باشی اجتناب ورزید هر که خواهد که از حق علاقهٔ اتفاق بگسلد و با من رابطهٔ تعلق
بندد و با مولائے من بنیاد مخالفت نهد و کفار نابکار و بندهٔ عبودیت شعار را در یک سلک به موافقت کشد
من هرگز هرگز این امر گاہے شدنی نیست که من محض بندهٔ پروردگارم نه بندهٔ کسے از صغار و کبار آرے اگر
مردان همه و جمیع به نسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند و به نسبت دین متین از هوا خواهان
خیر اندیش پس البته سرداران کرام را واجب التعظیم والاکرام می دانم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجان و دل
می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفا عداوت ذاتی نمیدارم و هیچ معاملهٔ ایشان را نسبت بخود
شکایت [illegible] نمی شمارم از این شکایت این معنی نمایند و حرف گله در میان آرند آری بغافل از
[illegible] پروردگار و خاذل دین سید ابرار همدوست اثم و گنهگار و ظالم و ستمگر خواه با من معاملهٔ لطف و مودت
[illegible] خواه با ضعف و عداوت بیاید چنانچه در مقام اختتام نامهٔ مودت شمامه به تقریر قلم خلت توام این بیت حافظ
[illegible] بود (**بیت**) مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز ورنه در محفل رندان خبرے نیست که
[illegible] + بر رای [illegible] فطانت پیرائے واضح و لائح باد که مراد از نهانی عزم انجاب است بسمت بلدهٔ پشاور و بنا بر
پاک کردن مجاهدین هندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ اصحاب عداوت و شقاق
مقدمه [illegible] سر مخفیه نیست بلکه رو برو ملا میر عالم آخوندزاده وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن آوازا
[illegible] گفته ام و هیچ نکتهٔ نهفته و اشارات همقدمه در سلک جواب رقیمهٔ کریمهٔ ایشان سفته آرے تعیین مدت
[illegible] یعنی بکدام وقت سرانجام این مهم خواهم کرد و بکدام ساعت در تعیین عبادت سعی بجا خواهم آورد زیرا که سرشته
[illegible] بدست [illegible] است عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امید دارم پس وصول خبر
این امر ظاهر و باهر به سمع اشرف هم استبعادی نیست بموجب مصرعه نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها
[illegible] از سر نهانی حال بمر آل بافقرار که با وجود این بے سر و سامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلهٔ ارباب حشمت
و ثروت جا اقیم و در مخالفت اصحاب عزت و مکنت بے باک پس باید دانست که هر چند ما فقرا بهیئت بے سر
و سامانیم و بر وعدهٔ او فرحان و شادانیم و در اطاعت او کامیاب و کامرانیم بر آیت کافی هدایت كم من فئة قليلة
غلبت فئة كثيرة [illegible] اعتماد کلی داریم و بر مضمون لطف مشحون ومن يتوكل على الله فهو حسبه توکل
کلی [illegible] مخالفین اگر چه هزاران هزار رسد و فوج معاندین را اگر چه مدارج بے شمار کشد در جنب عظمت
مولائے خود همسنگ خس و خاشاک نمی شمارم و همرنگ مگس ناپاک هم بخیال نمی آرم بالجمله بندهٔ انقیاد شعارم
با فتح و شکست کار ندارم خیال اعانت اهل دین در سر دارم و عزیمت اهانت متمردین پیش نظر هر فرد تیر بکه در

درتر کش دارم درین معرکه خواہم انداخت و ہر مُہرہ تدبیر کہ از تہ دل برآرم برین بساط خواہم باخت۔ الواع منفعت و مضرت بامن رسد یا بکسے دیگر خود تاج شہامت بر سر ایم خواہ خلعت شہادت در بر بود والسلام مع الاکرام۔ مورخہ ۷ محرم ۱۲۴۳ ہجری از مقام پنجتار۔

## نمبر ۱۶۲۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب اللہ خان پسر عظیم خان برادر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ سلالۂ خاندان عظمت و اجلال نقاوۂ دودمان عزت و اقبال مسند آرائے محافل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت و شہامت بلند نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ چوں اقامت جہاد و ازالہ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر مسلمین لازم است اما بر شما بر واجب چنانچہ والد بزرگوار آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلہ کفار شرار داد شجاعت دادہ اند و اساس فراہم آوردن جنود غزا نہایت چست شہامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیدہ و آوازۂ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر گردید چنانچہ آن عظیم الشان تمام عمر ہمین راہ پیمودہ اند و در ہمین کار و بار ازین جہان فانی رحلت نمودند الحمد للہ کہ خلف رشید آن سردار سعید ہستند بفضل الٰہی در باب شہامت و جوانمردی ضرب المثل شدند تجلد شما در معارک مرد آزما و اقدام شما در مصاف شہامت افزا مشہور در میان ارباب پیکار و جنگ و اصحاب ناموس و ننگ گردیدہ۔ لیکن نہایت مقام حیرت و محل غیرت است کہ امثال ما غربا بنابر اعلائے کلمہ رب العالمین و استیصال کفرہ متمردین از مسافت دور و دراز قرب و جوار شما وارد شوند و مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال باہل کفر و ضلال پیش کنیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز داد کوشش دہیم و آن سلالۂ خاندان عظمت و نقاوۂ دودمان حشمت باوجود عداوت موروثی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقدمات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در نصرت دین و اعانت مجاہدین و اہانت متمردین داد کوشش ندہند حالانکہ بحقیقت این مر مطلع اند بر تفاصیل این اخبار آگاہ خیر آنچہ گذشت گذشت الحال از خواب تغافل و تساہل سر برآرید کہ آخر روزے در محکمہ حساب کتاب حاضر خواہید گردید و در معرکۂ سوال جواب خواہید رسید و مصداق کلام ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ خواہید دید لازم کہ امروز تدارک فردا کنید تا مصداق آیت وافی ہدایت هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا نشوید و آن مقام مزلت اقدام غیر از اطاعت حق چیزے کار آمدنی نیست

و هر چند پیش دار الفنا از مال و منال و عزت و جاه حاصل کرده اند چیزے بدست نه اند نے اگر ذره از حقوق
منعم خود می شناسید در همین مقدمه نیک تامل فرمایند و در انقیاد احکام رب العباد کمر بسته نمایند و مرتبه
و در جان خود را بعجالت تمام در مجمع مجاهدین رسانند و هرگز هرگز راه تکاسل و تغافل نه پیمایند که دفعتهٔ ملک
الموت بر سر می رسد و تمام این راحت و فرحت از دست میرود والحکم لله رب العالمین وما علینا الا البلاغ
المبین - باقی تفاصیل احوال از زبان رسانندهٔ نامه که از محبان قدیم مخلصان صمیمی اینجانب است واضح خواهد گردید
آنچه ظهور نمایند آنرا قرین صدق و مصلحت دانند و آنرا در اعمال و افعال خود مرعی دارند که باعث سعادت
دارین و جالب برکات ثقلین است زیاده السلام مع الاکرام از اینجا مورخه ۹ ربماه محرم سنه ۱۲۴۳ هجری

**(تیرام) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکر که از اعظم ملازمان عمده مصاحبان دوست محمد خان است**

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعه خان عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت
منزلت حاجی خان کاکر سلمه الله تعالی بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - از آنجا
که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن سامی منزلت را بانواع نعم و اصناف جود و کرم نواخته و از مقبلان زمان و معززان
دوران ساخته و جناب شان را بهنر مثل فکر صائب رائے ثاقب و لطافت اذهان و شاقت بیان و دقت مراتب
دانش آرائی و شدت صولت معرکه پیرائی در خاطر فضائل ذخائر ودیعت نهاده و آن عالی شان این تمام
انواع هنر و کمال را الی الآن در طلب تحصیل مال و منال و جاه و جلال مصروف فرموده اند و بمقصد اعلی و
مطلب اقصی رسیده چنانچه سرداران زمان و اراکین دوران مجالست و مصاحبت ایشان را غنیمت کبری میدانند
و در مشاورت ایشان در مهمات فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم که الحال قدرے حقوق مالک الاستحقاق
منعم علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکرا و بشتابید و این رائے صائب و فهم ثاقب و جلادت و شجاعت و
عظمت و شهامت را در اعانت احیائے شرع مبین و اهانت اعدائے دین متین صرف نمائید و چنانکه سرداران
کثیر الاقتدار را بانواع مشاورات و مهمات معاشیه اعانت کرده اید همچنین الحال ایشان را برا اقامت این
رکن رکین یعنی نصرت دین و استیصال کفرهٔ متمردین و پرورش جنود مجاهدین برانگیخته کنید تا چنانکه عمر خود را در
انواع راحت اینجهان فانی گذرانیده اند همچنین دولت جاودانی بدست آید - بالجمله وقتیکه دعوی اسلام میدارید
و جان خود را در محمدیان می شمارید لازم که در تائید دین حق محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیرت ایمانی و حمیت
اسلامی را کار فرمائید و در رضا جوئی حضرت رب الارباب راسخ القدم شوید که همین وقت است و وقت
از دست رفته باز بدست نمی آید - زیاده بجز تاکید در همین چه نگاشته آید - والسلام مع الاکرام - فقط
مورخه ۹ محرم سنه ۱۲۴۳ هجری +

## نمبر ۱۹ - اعلان نامہ از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب بمضمون اقامت جہاد بر قوم سکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بر الواح خواطر سادات کرام و مشاہیر علمائے عظام و جماہیر مشائخ
ذوی الاحترام و اراکین امراء عالی مقام و سائر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام منقش و مبرہن باد - ہر چند
این فقیر در زمان سابق بحمد اللہ در امر حق یعنی دعوت جمہور انام بسوئے اتباع سنت سید الانام علیہ الصلوۃ
والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام و سعی مالا کلام مشغول بود چنانچہ این معنی بر اکثر دوستان
فقیر واضح و لائح است بعد از ان حق جل و علا بمحض کرم عمیم خود این فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین
در سلک مہاجرین صادقین منسلک گردانید - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیرا - از انجاکہ دعوت لسان بدون
انضمام جہاد سیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لہذا امام ہادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین
علیہ الصلوۃ والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردیدند و ظہور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین از
اقامت ہمین رکن رکین صورت بست بناءً علیہ عزم این عبادت عظمی و اداء این سعادت علیا بوجہے
در خاطر فقیر القا کردہ اند کہ صرف جان و مال و ترک اہل و عیال و مہاجرت اخوان در جنب سرانجام دادن
این امر عظیم و اتمام این مہم فخیم مثل راندن مگس ناپاک و بر تافتن خس و خاشاک می نماید و اینہمہ محض للہ
و فی اللہ است کہ شعبہ وسوسہ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین داعیہ رحمانی اصلا مخلوط نگردیدہ ہر چند
اینمعنی بر اکثر واقفان حال فقیر ظاہر و باہر است اما بر سبیل مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک
جل شانہ را کہ دانائے نہان و آشکارا است و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواہ میکنم برینمعنی کہ آنچہ داعیہ جہاد
باہل کفر و عناد از دل فقیر بجوش میزند اصلاً و مطلقاً بوجہے من الوجوہ بکدورت طلب مال و عزت و جاہ
و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجملہ بطلب چیزے سوائے رضائے
مالک حقیقی و اعلائے کلمۂ ملک تحقیقی باشد ہرگز ہرگز ممزوج نیست واللہ علی ما نقول وکیل پس ہر کہ خود را
در سلک مسلمین منسلک می سازد و در زمرۂ محمدیان می شمارد بر ذمہ او لازم و موکد است کہ خود را نزد فقیر رسانیدہ
مشارکت فقیر درینباب اختیار کند تا معرکہ محشر کہ مجمع اولین و آخرین است و ہم بحضور حضرت خالق السموات
والارض و ہم روبروے جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام الی یوم الدین سرخروئی حاصل کند و بہ
شفاعت حضرت رسول مقبول صلوۃ اللہ و سلامہ علیہ فائز شدہ بمزید عز و اکرام کہ بامت حضرت سید الانام
علیہ الصلوۃ والسلام مخصوص است بہرہ ور شود ہر چند غلبۂ دین محمدی بر مشارکت کسی معین و متوقف نیست
زیراکہ اگر قومے درین امر تقاعد و تساہل خواہند کرد قومے دیگر از بندگان الٰہی در عوض ایشان درینباب داد
کوشش خواہند داد لاکن اہل تقاعد و تساہل در حضور مالک خود و روبروئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چہ جوابہا

خواهند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شده چه دست ندامت و افسوس خواهند گزید قال الله تعالی الا
تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم و لا تضروه شیئا و الله علی کل شیء قدیر + بالجمله وقت
امتیاز مومن از منافق بسر رسیده و مقابله اهل کفر و طغیان پیش رو انجامیده پس هرکه خواهد خود را در جماعه
معاندین که بانکار صاف مقابله شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمره منافقین که در پرده حیل باطله
حکم حق را دفع می نمایند خود را شمارد مثلا یکے بعضے از اعذار جسمانی مثل ضعف و ناتوانی بنسبت تحمل شدائد
سفر و تکالیف جهاد اظهار می نماید حالانکه حق جل و علا در حق امثال ایشان میفرماید فرح المخلفون بمقعدهم
تا یفقهون و دیگر محبت والدین و پاسداری آقا و پابستگی علائق اهل و عیال و اخوان و اوطان و سائر
امور معاش پیش میکند حالانکه حق جل و علا میفرماید قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم تا فاسقین
و هرکه خواهد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گردانیده در اطاعت و انقیاد حضرت رب العباد کمر همت چست
بسته و خلعت قلبیه درست نموده نام خود را در سلک مخصصین در اعلائے علیین داخل کند پس نیست طریق
آنکه بیان کردیم و ما علینا الا البلاغ المبین +

## (نمبر ١٦) مکتوب متضمن تفهیم در فائده بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحب امیر المومنین

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راه حضرت حق و سالکین طریق
آن هادی مطلق عموما و کسانیکه با این جانب لله فی الله حاضرانه و یا غائبانه محبت میدارند خصوصا پوشیده
نماند که مقصود از بیعت بر دست مشائخ طریقت همین است که راه رضامندی حضرت حق بدست آید و
راه رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا و هرکه سوائے شریعت مصطفویه را طریق
تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراه است و دعوی او باطل و نامسموع
و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک اشراک و ثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس بیانش
آنکه هیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کننده مشکلات و دافع بلیات و قادر
بر تحصیل منافع نداند و همه را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و هرگز بنابر طلب
حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکه بجا نیارد آرے اینقدر داند که ایشان مقبولان بارگاه
صمدیت اند و ثمره مقبولیت ایشان همین است که در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان
باید کرد و ایشان را پیشوایان طریق باید شمرد نه ایشان را قادر بر حوادث زمان و عالم السر و الاعلان و داند که این شغل
کفر و شرک است هرگز مومن پاک را ملوث به آن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکه در جمیع
عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم را بکمال توت

وعلو ہمت باید گرفت وآنچہ مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی
وماتم وتجمل قبور وبنائے عمارات بر آن واسراف در مجالس اعراس وتعزیہ داری وامثال ذلک ہرگز پیرامون
آن نباید گردید وحتی الوسع سعی در محو آن باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازان ہر مسلمانے را دعوت بسوئے
آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض ہست ہمچنین امر بالمعروف ونہی عن المنکر نیز فرض ہست چون این
امر ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمین امور را پیش نظر خود ہا داشتہ با یکدیگر بیعت نمایند خصوصًا
کہ بر دست اینجانب بیعت نمودہ اند واینجانب این امور را بر روئے ایشان کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمہ
ایشان لازم ہست کہ اول خود ترک امور مذکورۃ الصدر نمایند وقلب قالب خود را متوجہ بسوئے حق کنند و
اتباع شریعت غراء را ظاہرًا وباطنًا پیش گیرند وتمامی انجاس اشراک والواث بدعات را از خود دور
نمایند وبعد ازان جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب دہند ودر اخذ بیعت بر دست خود از خود ساعی
باشند وترغیب وافر نمایند وہرگز اغماض از ان نہ نمایند چہ درین بیعت کہ بر دست یاران اینجانب واقع خواہد شد
فائدہ شدنی ہست انشاء اللہ تعالی کلمہ گویان از رسوم شرک پاک خواہند شد وتعظیم شرع شریف در دل
ایشان جا خواہد گرفت واینجانب دعا خواہد کرد کہ آن بیعت مثمر ثمرات جمیلہ جزیلہ گردد ودر تعلیم وتفہیم طالبان
سعی بجان ودل نمایند واز ایشان اخذ بیعت کنند وایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق جل وعلا اینجانب
را وجمیع مخلصین ومحبین ما را در زمرۂ موحدین مخلصین متبعین شریعت غراء منسلک گرداناد۔ آمین۔
اما بیعت امامت پس بیانش آنکہ قتل وقتال وجنگ وجدال کہ با اہل کفر وضلال واقع می شود اگر محض
بنا بر تحصیل مال وعزت وریاست وحکومت باشد عند اللہ اصلا اعتبارے ندارد واگر بنا بر نصرت دین
واعلائے کلمہ رب العالمین وترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرف
شرع جہاد میگویند وآن افضل عبادات واکمل طاعات ہست ہیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و
تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچہ کریمہ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰہِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا
دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً بر آن دلالت میدارد پس آن جہاد باید کرد کہ موافق قانون
شرع شریف باشد تا در عقبی وسیلہ نجات ودر دنیا مثمر برکات باشد وباعث نزول رحمت یزدانی وتائید
آسمانی گردد واز اعظم شروط جہاد نصب امام ہست چنانچہ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ
مِنْکُمْ وکریمہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ وحدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد
مات میتۃ جاہلیۃ وحدیث صلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ
ربکم وحدیث من قتل تحت رایۃ عمیۃ فقد مات میتۃ جاہلیۃ ودیگر آیات واحادیث بے شمار بر آن

دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکد است الحمد لله والمنة که مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق این
راه پیگزین فقیر و خاک نشین عجز اولاً باشارات غیبی والہامات لاریبی بلیاقت خلافت مبشر گردانید و ثانیاً
بتالیف قلوب جمعے کثیر از اہل اسلام وجمے از خواص و عوام بہ آن منصب امامت مشرف ساخت چنانچہ
بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ہجری قدسی جماعہ از سادات کرام وعلمائے اعلام ومشائخ عظام
و صاحب زادگانِ ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر
دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردہ امام خود قرار دادند و امامت و ریاست اینجانب مسلم داشتہ ربقہ
اطاعت در گردن انداختند و از آن روز تا حال بیعت مذکورہ بر دست این فقیر جاری است و درمیان جماہیر
اہل اسلام ساری پس مومنین خالصین را ہم لازم کہ بیعت مذکورہ بردست نائبان اینجانب بجا آرند و آنرا
از جنس ادائے واجب شرعی شمارند و از معصیت ترک نصب امام رہائی یابند و باقامت سنت متواترہ
ثواب یابند پس لازم کہ ہر کہ از مومنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشتہ باشد بر دست خلفا و
نائبان اینجانب بیعت نماید حق تبارک وتعالی ایشانرا جدو مساعی ایشانرا مشکور گرداند و بارادہ جمیع مومنین
مخلصین را در سلک متقین خود منسلک فرماید آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ
و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

(نمبر ۲۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب
محامد اکتساب نواب احمد علیخان صاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ - نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص
عزّ ورود فرمود علاقۂ صداقت در رشتۂ مودت را محکم تر نمود و دیدہ را نورے و دل را سرورے بخشید آنچہ
بنوک قلم خلّت شیم رقم فرمودہ بودند کہ بدست بابرکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ
رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب معاملۂ مسنونہ بجا آوردند از استماع آن فرحت بر فرحت افزود - الحمد للہ
والمنة کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید - اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر از مومنین
مخلصین بہ نیت پاک این معاملہ را می کند ابواب ہدایت بر روے او مفتوح می شود امید قوی است کہ
حق جل و علا بکرم عمیم خود بہ برکت ادائے این امر مسنون در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص
منسلک خواہد گردانید - و احوال اینجود و بکرم رب معبود باین منوال است کہ قادر علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق
این عاجز و خاکسار و ذرۂ بیمقدار را محض بکرم عمیم خود بوجہے نواخت کہ محبت ماسوائے ذات خود را بیشتر

این ضعیف انداخت وفقط تحصیل رضائے خود را قبلۂ ہمت این ضعیف ساخت وبکفالت پرورش
این فقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا تواند کرد وحمد این عطیۂ
کبری ببارگاہ آن محمود بکدام زبان بجا باید آورد بموجب ابیات اگر ہر بن موے باصد زبان + کند شکر
این نعمتش را بیان + بہ تحریر الطاف بے شمار + نباشد یکے از ہزاران ہزار۔ بالجملہ ببرکت این اخلاص و
مین این اختصاص قلوب بندگان خود را بجذب مسخر این ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر وتقریر بیرون است
کیفیت توجہ عنایات حضرت منان دربارہ این ضعیف وناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت
آن ملاحظہ بین منکشف می شود نہ بیان۔ اگر اینجانب را مشاہدہ فرمایند چہ مراتب تعجبہا است کہ لاحق
نگردد۔ ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی وحمیت اسلامی در حق جماہیر مسلمین عموماً ورؤسائے ایشان خصوصاً
ہمین است کہ درین معرکہ بجان ومال حاضر شوند ودر سلک اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ منسلک
گردند لیکن از انجا کہ حرکت آن والا منزلت درین ایام باعث حدوث مفاسد شدیدہ است بنا بر علیہ
نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند وسائر محبین ومخلصین را ترغیب فرمایند ودربارہ
عازمین این صوب اعانت مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بدیانت وتقوی موصوف اند وبعلم ووجاہت
معروف مثل فضائل وکمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب وامثال ایشان کہ
انصرام عنان عنایت دربارۂ ایشان پر ضرور است وآنچہ مضامین مراتب نہایت خلت ومدارج غایت
محبت در نامۂ نامی درج بود ازبسکہ این محبت للہ وفی اللہ است حق جل وعلا بذات پاک خود متکفل
مجازات آن در دنیا وعقبی خواہد گردید انشاء اللہ تعالی باعث حصول سعادت اخرویہ وموجب نزول
برکات دنیویہ بحدے خواہد شد کہ سیمرغ بلند پرواز تمنیات بشری گاہے باوج آن نرسیدہ باشد ودر
قلوب انسانی خیال حصول آن خطورے ہم نکردہ باشد ودر حضور حضرت رب العالمین وجناب سید
المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم مراتب وجاہت ومناصب مقبولیت بوجہے حاصل خواہد شد کہ
رشک افزائے اخوان واقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۲۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مولوی حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم ومنبع
فہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار رحمانی حامی انوار سنت شہباز وماحی آثار بدعت ظلماء ہدایت مآب
کمالات اکتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی مد اللہ ظلال افاضتہ علی رؤس المستفیضین
الی یوم الدین آمین یارب العالمین۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بقدوم

مولوی محمد علی صاحب چہ ابواب فرحت و مسرت کہ بر روئے این ضعیف و نحیف مفتوح نگردید لاسیما وقتیکہ
از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار انصراف عنان عزیمت آن والا ہمت بترغیب
جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر روساء خصوصاً درباب اعانت مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین شنید فرحت
بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل و علا بکرم عمیم خود این ضعفاء آن ہدایت مآب بلکہ جمیع
بندگان خود را در ہمین کار و بار علی ممر الدہور والاعصار مشغول کناد و دولت خلاص منزل جمیع مومنین صادقین
را ہمتی اعلائے کلمۂ رب العالمین احیائے سنت سید المرسلین آدم و ابن ملوء شجون دار آمین یا رب
العباد و احوال اینجا بود بکرم رب معبود سراسر مستوجب حمد و شکر است کالوف الوف انام بلکہ جماہیر اہل اسلام از
ساکنان این دیار و اقطار در اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد رفاقت این خاکسار و ذرہ بیمقدار بمحض قدرت قادر
اختیار نمودہ اند و در صرف جان و مال بتحصیل رضائے رب ذو الجلال مستعد گردیدہ سبحان اللہ کہ بتسخیر آن
مسبب قدیر روسا قوم آفریدی و مہمند و خلیل و یوسف زئی کہ از مدت دراز ہمیشہ بغی و استکبار بر سلاطین ذوی
الاقتدار میداشتند ربقۂ اطاعت این بندۂ عاجز و نحیف در گردن خود یا انداختہ و ریاست این فقیر را بر سر خود ہا
مسلم داشتہ چہ قدر شادان و فرحان اند کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است بنا بر تفریح خاطر عاطر این چند اشارات
اجمالیہ نگارش کردہ شد و الا حقیقت سرگذشت اینجا بود بعیان واضح میگردد نہ ببیان کہ از اکتناہ آن من خود
قاصرم تا بدیگرے چہ رسد حمد این نعمت عظمی درباره آن محمود علی الاطلاق بکدام زبان بر آرم و شکر این عطیۂ کبری
در درگاہ آن معبود بالاستحقاق بکدام قلب و قالب بجا آرم بموجب **ابیات** کرا باشد آن فکر ہائے عریق + کہ غوطہ خورد
درین بحرہائے عمیق + کرا آن زبان و کرا آن بیان + کہ ذکر ثنایت تواند بیان + ثنایت ہمان بہ کہ تو گفتۂ +
نامی ستر د آنچہ تو سفتۂ + ز باریکی و دقت آن بیان + بیان چون کند کس بجز آن دہان + نظر چون کنم در
نعمہائے تو تعجب کنم از کرمہائے تو کہ چون من خسے را تو بنواختی - باصلاح عالم تو پرداختی + ثنا احمد گویم
بصد احترام + کلامم برین ختم شد والسلام

(نمبر ۲۲) از امیر المومنین سید احمد بنام مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب ہدایت مآب کمالات انتساب
مورد فیض رحمانی مہبط انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مودت ضمیمہ مشتمل بر نہایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت
دین رب خلاق و انسلاک در سلک مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین رسید مضامین مندرجہ واضح
گردید - الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود در دل ہدایت منزل آن مناقب اکتساب این داعیہ

رحمانی اتفاق نموده آنچه در نامهٔ نامی مندرج بود که بسیاری از مؤمنین مخلصین بنابر استیصال اعدائے دین مستعد
گردیده اند در رفاقتِ آن هدایت مآب اختیار نموده لهذا نظر بقلتِ سامانِ سفر و کثرتِ رفقائے یک گونہ توقف
واقع گردیده از استماع این کلام نهایت تعجب دست داد باوجودیکه حق جل و علا آن هدایت مآب را بعلم و عمل
مشرف گردانیده باز امثالِ این خیال پراختلال در سینهٔ اخلاص گنجینه خطور کند چه حق جل و علا در کلام پاک
خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ و
مَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۝ آیا محلِ ایفائے این وعده در رام پور و بلاس پور منحصر است
تا وقتیکه از ان دیار قدم بیرون نهادند از ایفائے این وعده مایوس خواهند گردید یا اینکه هرچند رزق هرکس از
جنابِ جوادِ مطلق موعود است اما چون چندے از بندگان الٰهی بنابر امتثالِ احکامِ او تعالیٰ مجتمع خواهند گردید
ابوابِ رزق بروئے ایشان مسدود خواهند گشت سبحان الله این چه خیالات دور و دراز است توکل را
کار فرمایند و ایمان بالقصد ملاحظه نمایند و ازته دل همین اذعان کنند که خزائن ربانی بفحوائے آیتِ قرآنی وَإِن
مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناهی است اگر آن قادرِ علی الاطلاق را رزق رسانیدن منظور است از
هیچ مکان و هیچ زمان و هیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور او نیست پس هرگز هرگز از هیچ تدبیر از هیچ
بدست آمدنی نیست لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ شانِ او است
پس این وسوسهٔ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالتِ مالکِ حقیقی و ملکِ تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مؤمنین به آواز
بلند نفیرِ عام در دهند هرکه رفاقتِ ایشان اختیار نماید آنرا همراه گرفته محض اعتماداً علی الله بر خیزند انشاء الله
طبق منطوق لازم الوثوق وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ عنایتِ ربانی و کفالتِ رحمانی را در بارهٔ خود بوجهے مشاهده
خواهند یافت که از وهم و خیال دور باشد - آرے اگر درین اثناء کسے از مؤمنین اغنیاء بنابر تحصیل سعادت
مشارکتِ مجاهدین از اعانتِ مالیه بوجهے نماید آنرا من الله فهمیده هرگز رد نباید کرد که ردِّ عطیهٔ الٰهیه از قبیل
سوءِ ادب است آرے آن همه در مرضیاتِ او صرف باید نمود و هوائے نفسانی را هیچگونه دران دخل نباید داد
زیاده تطویلِ کلام در خدمتِ آن قدوهٔ انام لقمان را حکمت آموختن است - والسلام مع الاکرام

نمبر ۲۳ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی که امیر کبیر آنزمان است

بسم الله الرحمٰن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد عفا الله سردار کثیر الاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار سر حلقهٔ اهلِ
ریاست دگیاست پیش قدمِ معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان مد الله جلاله و ضاعف
اقباله - بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه هرچند اقامتِ جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر
جماهیرِ مؤمنین عموماً و مشاهیرِ سلیمین خصوصاً در هر زمان و هر مکان لازم است اما درین جزو زمان که قوت

...دین اہل بدعت وطغیان ہست اوجب اوکد بنا برعلیہ این ضعیف مع چندے از مومنین صادقین از وطن مألوف خود برخاستہ محض بمدد فی اللہ بنا بر اقامت ہمین رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر ہمت بستہ حال این عاجز خاکسار ذرہ بمقدار بر خاطر عاطر ان سردار کثیر الاقتدار باخبار متواترہ واضح ولائح شدہ باشد کہ بجز داعیہ استیصال معاندین دین در دل باخلاص منزل این ضعیف قدر یک ذرہ مطلقا بطلب غرضے از اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال ومنال یا بدست آوردن عزت ووجاہت یا تسخیر قریٰ وامصار وامثال آن ہرگز ممزوج نیست بلکہ سوائے اعلائے کلمۃ دین واحیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرضے در میان نے درین صورت بر ہر مومن راسخ الاعتقاد ومسلم کامل الانقیاد لازم کہ در مشقتہائے اعانت دین رب ذو الجلال تقصیرے در صرف جان ومال بوجود نیارد ہرگز ہرگز ازین امر پہلوتہی نکند کہ محکمۂ حساب وکتاب بحضور رب الارباب برپا شدنی ہست لا بد روز آن بتقاضائے کریمۂ لتسئلن یومئذ عن النعیم شکر نعمت مال ومنال وعزت ووجاہت طلب شدنی ہست ہر تغافل وتساہل کہ در باب امتثال احکام رب العالمین واقع می شود سوال متوجہ خواہد گردید پس بکدام زبان جواب پیش کردہ خواہد شد بالجملہ اگر این جان ناتوان ونہاد سست بنیان ومال سریع الزوال ومتاع قریب الاضمحلال ووجاہت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف نگردید پس صرف خیانت واضلال بلکہ باعث نکبت ووبال وعلاوہ برین آنکہ چیزیکہ در راہ خدا مصروف میگردد فی الحقیقت برباد نمی رود بلکہ مثل فرع آن در دنیا وفوائد آن در عقبیٰ وحصول اجر جزیل در جنان وثنائے جمیل در میان اخوان واقران بوجہے حاصل می شود کہ خارج از حیطۂ وہم وخیال ہست بنا برعلیہ بخدمت عالی نوشتہ می شود کہ ہر چند مشارکت مجاہدین بظاہر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمۂ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ نوعے ہست از سوداگری کہ منفعت آن حصول راحت کونین وسعادت دارین وسرخروئی بارگاہ رب العالمین وجناب سید المرسلین وبدست آمدن عزت ووجاہت وملکت وامارت وتصرف قریٰ وامصار واضلاع واقطار وتحصیل مال وجلال از غنائم کفار بدان آل ہست پس قدرے دار اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آن در دنیا وعقبیٰ مشاہدہ فرمایند اما اینقدر لازم ہست کہ مردانہ درین حرکہ در آیند وبہمت شدہ علائق طمع وخوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند ودر زمرۂ یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم منسلک شوند غرض اینکہ اقامت جہاد وازالۂ بغی وفساد افضل احکام رب العباد ہست کہ ہیچ عبادتے از عبادات وطاعتے از طاعات مساوی آن نمی تواند شد قال اللہ تعالیٰ لا یستوی القاعدون تا علی القاعدین درجۃ بنا برعلیہ این ضعیف بکرم عمیم حضرت حق وقدرت کاملہ قادر مطلق بنا بر ادائے این عبادت عظمیٰ وادراک این سعادت علیا خود ہم کمر ہمت بستہ وندائے قوموا

بقولہ آیت لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ ومغفرۃ ورحمۃ وکان اللہ غفورا رحیما ۱۲ منہ

الی الجنة عرضها السموات والارض درمیان جماہیر مؤمنین ومشاہیر مسلمین رو داد چنانچہ جمعے کثیر وجمے غفیر از
ایشان مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت وشجاعت درمعرکۂ قتال اہل کفر وضلالت درداوند لیکن
درین اثنا عجیب مقدمہ درپیش آمد کہ سرداران پشاور بنابر عادت قدیمۂ خود کہ پیشۂ حسد ونفاق ہرکس
درسینۂ پرکینۂ خود مرکوز میدارند درین مقدمہ ہم مداخلت نمودہ وراہ حیلہ وتزویر پیمودہ گزندے بسا
مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ والمنة کہ نکبت ووبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید
وہیچگونہ مضرتے باہل ایمان نرسید چنانچہ مؤمنین سوات وبنیر وامثال ایشان باز براقامت
جہاد وازالۂ کفر ونفاق وفساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا حال ہم از قبائح افعال
خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تقریبًا وتدریجًا می آیند در بدسگالی ایشان
داد نفاق می دہند درین صورت بحکم مقدمة الواجب واجب جہاد با منافقین ہم واجب گردیدہ بنا علیہ
این ضعیف با مؤمنین صادقین عزم پاک کردن بلدۂ پشاور وقرب وجوار آن از الواث منافقین
بدکردار مصمم کردہ تا بموضع پنجتار رسیدیم وبنابر امتثال فرمان عالیشان حضرت ملک دیان کہ منطوق
کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ست کمر ہمت بستیم وبرحول وقوت
الٰہی اعتماد کردہ ودعائے ماثورہ اللہم بک احول وبک اصول وانت عضدی ونصیری برزبان حال
ترجمان راندہ متوجہ بسمت بلدۂ مسطور گردیدیم حق تبارک وتعالی بقدرت کاملۂ خود مظفر ومنصور گرداناد
ہرچند ما ضعفا بظاہر سر وسامانے نداریم اما بہ مقتضائے کریمۂ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ
بحکم مالک علی الاطلاق وملک بالاستحقاق درباب استیصال کفرۂ متمردین ومنافقین مخذولین بقدر وسعت
خود کوشش می نمائیم آیندہ سرانجام دادن ہرکار بدست قادر مختار ست بموجب بیت اوست مالک ہرچہ
خواہد آن کند + عالمے را در دمے ویران کند + درینصورت لازم کہ آن حشمت مآب ہم غیرت ایمانی وحمیت
اسلامی را کار فرمایند ودر منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ وجاہدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد
ایمان بسا قامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط ست ہرچند مشارکت آن حشمت مآب بنفس نفیس خود درینمقدمہ
بعیدتر می نماید لاکن بفرستادن اقربا واتباع ممکن پس لازم وقتیکہ این فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود
درسلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول
بارگاہ الٰہی حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند آنرا قرین صدق
ومصلحت تصور دیدہ برطبق آن عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب وخیرخواہان دین اسلام
است ۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

## نمبر ۲۴۳ - مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمال زئی متوسل و معتمد یار محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم + از امیر المومنین سید احمد بطالعہٗ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مشتمل بر مراتب محبت و اخلاص و مودت اختصاص رسید انواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل و علا بر جمعیت خود این مراتب خلت ما کہ مخصص بالنبی و آلہ الامجاد ہو فی الحدیث روز افزون گرداناد - و آنچہ کمال وفور رغبت و نہایت علو ہمت آن والا ہمت در باب اعلائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی ست حقا کہ تمامی این عزت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت لابد روزے گذشتنی و گذاشتنی ست و در محکمہ سوال و جواب حساب کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی ست و در آن مقام پر ہول غیر از ایمان و اسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی و الحکم نہ علم نہ عمل افراشتنی ست + وین تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی ست + این داشتنی را ہمہ بگذاشتنی ست + جز درد ہٗ درد کہ نگہداشتنی ست - غرض آنکہ اگر این ایام دنیاویہ را امروز در راہ مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر و زور بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذو الجلال در بازیم و وسیلہ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاقہٗ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از مقاتلہٗ اہل کفر و طغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک و تعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا و لکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم و ان تطیعوا اللہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیم خبیر + انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاہدوا باموالہم و انفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون + پس لابد دعوی ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد و الا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایہٗ اعتبار ساقط ست الحق بندہ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت و حمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست و محبیکہ جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نیست و مخلصے کہ پاسداری و وجاہت غیر محبوب خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص کاذب و دروغزن ست مقتضائے علاقہٗ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل و عیال و طلب مال و منال و مراعات عزت و وجاہت و ملاقات و الفت اخوان و اقران و پاسداری رؤسا و دوستان پس پشت اندازند و فقط رضائے رب ذو الجلال و مجرد انقیاد ایزد متعال قبلہٗ ہمت سازند مصلحت دیدمن آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و خم طرہ یارے گیرند بر خاطر عاطر واضح و لائح ست کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیت گری کفار لئام اختیار نمودند و بلا

مسلمین را بسبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و اولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار در دادند محبت و خلت آن
ملاعین بحدے در سینۂ نفاق گنجینۂ خود مرتکز ساختند که در پے ایذاے مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار افتادند
سبحان اللہ عز شانہ اسلام و خیر خواہی ایمان ہست که بنا بر خیر خواہی کفرۂ ملاعین بدخواہی افاضل مومنین که زمرۂ
مہاجرین و مجاہدین بعمل می آرند نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا آخر شده شده نوبت
ایشان بحدے رسید که مومنین را اشتغال جہاد بدون استیصال آن اہل فساد متعذر گردید بحکم مقدمۃ الواجب
واجب ایشان بنسبت جہاد با کفار واجب واکد شدند تا وقتیکه استیصال ایشان متحقق نشود جہاد با اہل کفر و
عناد صورت نه بندد بنا بر علیه این عاجز و خاکسار ذرۂ بمقدار با جندے از مہاجرین اخیار بر طبق فرمان عالیشان
واجب الاذعان یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر بجہاد منافقین
مخذولین کمر استه تا بموضع پنجتار رسیدیم انشاء اللہ عنقریب بحول و قوت ملک جبار و مالک قہار تمام شوکت
منافقین بدکردار بسہولت تمام مضمحل می گردد در عرصه قلیله انشاء اللہ تعالی این تماشاے قدرت قادر مختار بعین
الیقین مشاہده خواہند فرمود لازم که آن والا مناصب مشارکت عساکر رب العالمین بر رفاقت جنود شیاطین ترجیح
دہند و پاسداری رب العالمین را بر روداری منافقین ایثار فرمایند آنچه از سرداران زمان توقع حصول منافع
دنیویه میدارند اضعاف آن از درگاه شاه شاہان و خالق انس و جان باید داشت بامید واثق از درگاه
خالق آنست که اگر بکمر و بکجہت شده در زمرۂ ناصرین دین متین منسلک خواہند گردید منافع دنیویه ہم بحدے حاصل
خواہند کرد که خارج از وہم و خیال ہست اما اگر کسے خواہد که پاسداری جانبین ملحوظ دارد و در زمرۂ مذبذبین بین
ذالک خود را منسلک گرداند با از جان خود را در بندگان عبودیت کیش و محبان اخلاص اندیش شمارد و بحصول
رضاے حضرت حق متوقع ماند پس این خیالیست پر اختلال و ہمیست سراپا باطل و محال بموجب بیت
ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون ⁜ این خیال ہست و محالست و جنون ✤ آنچه از واقعۂ منازعت فیمابین
عالیجاه محمد خان و سیف اللہ خان نگارش فرموده بودند حقیقت آن واضح گردید بالفعل انتقام از در حیز تعطیل
و اہمال باید انداخت و استیصال اعداے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکه این دیار و اقطار از الواث مفسدین
بدکردار مطہر و پاک گردد بصلاح فیمابین علاجش بغایت سہولت صورت خواہد بست اگر بالفرض آن علاج واقع
نخواہد شد تدبیرے دیگر که مناسب وقت خواہیم بعمل خواہیم آورد۔ زیاده والسلام مع الاکرام ✤

## نمبر ۲۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۂ اراکین عالی مقام دودۂ خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزاے چار بالش حشمت معرکه پیراے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار

سلطان محمد خان زاد الله اقباله وضاعف اجلاله - بعد از اہدائے احسن تحف اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین سلام و
داعیۂ ترقی مناصب دارین و مدارج نشاتین واضح آنکہ رقیمۂ مودت ضمیمہ مشتملہ غایت مراتب اخلاص و نہایت
مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجۂ از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر
فضیلت پناہ ملا میر عالم آخوندزادہ تفصیلاً واضح ولائح گردید - الحمد للہ والمنۃ کہ محبت دیرینہ و خلت پارینہ تا حال
بسان سرو نونہال در سینۂ بے کینہ اخلاص گنجینہ بکرم رب الارباب سرسبز و شاداب است حق تبارک و تعالیٰ
بقدرت کاملہ و حکمت بالغہ خود این شجرۂ موالات را مثمر ثمرات گرداناد آمین یا رب العباد - آنچہ از لحوق انواع
پیچ و تاب قلق و اضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ذخائر آن عظمت نشان
و سردار کلان رقمزدۂ کلک مودت مسالک شدہ بود انشاء اللہ تعالیٰ در مقدمۂ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود
دعا کردہ خواہد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود موقف اجابت آرد فاما آنچہ استشارہ در تدبیر استخلاص آن
نوجوان از پنجۂ ظالمان نامہربان نوکرِ خامۂ محبت شمامہ بود پس حقیقتش آنست کہ در ہنگام تفویض آن سعید در
دست عدو عنید ہیچگونہ مشاورت باینجانب نفرمودہ بودند تا حال در مقدمۂ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل
چارۂ استخلاص آن بیچارہ غیر ازین ہیچ بنظر نمی آید کہ جمیع اقربا و اصدقاء آن گرفتار رنج و بلا تمامی ہمت خود ہا فراہم
آوردہ دفعۃً شورشے عظیم بر سرآن لئیم بوجہے برپا کنند کہ بالاضطرار آن برخوردار دست بردار شود و آنچہ در مقدمۂ
تعطیل و اہمال و تسویف و امہال در اقامت جنگ و جدال با اہل کفر و ضلال تا زمان استخلاص آن عزیز از قبضۂ
متعدی بے تمیز نگارش فرمودہ بودند پس حقیقتش آنست کہ ما مردم امتثال احکام رب العالمین و احیاے سنت
سید المرسلین ترک اہل و عیال خود گرفتیم و مہاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم و جمیع ما سوی اللہ را پس پشت
انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبلۂ ہمت ساختیم و علائق راسخہ کہ با فرزند و عیال و مال و منال
و اوطان و اخوان می باشد از سویدائے قلب برکندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل
و اہمال ہیچگونہ در مقدمۂ اقامت این رکن رکین و نصرت دین سید المرسلین بدون توقع منفعتے از منافع دیر
روا نداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان صمیمی درین مادہ دست کشیدیم و از ملاحظہ منافع و مضار جان خود
درین باب دست برداریم و از پاسداری ما سوی اللہ درین راہ بیزار - بالجملہ شب و روز در کار و بار خود چالاکیم
و از لحاظ چپ و راست بے باک و در تدابیر نصرت دین حاقلیم و از پس و پیش غافل - ما بندگان عبودیت شعار
را چہ یارا کہ در امتثال احکام مولائے خود دمے توقف ورزیم و عاجزان خاکسار را چہ طاقت کہ بر مصروف شدن
جان و مال در راہ قادر ذو الجلال لمحے تاسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمۂ استیصال اشرار بدون منظنۂ
حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و وہمیست سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدرے مہلت

روا داریم لابد اطمینان بر اقوال شما بدست آریم و اعتماد مسلمان خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سرداران کلان خیلے متعذر الحصول پس تا خیر انام مردم غیر مامول شب و روز در نیمقدمہ سعی بجان و دل بجا می آریم و اتمام آن از درگاہ واہب العطایا امید داریم بالجملہ تا جان در بدن و سر بر تن ہست بہمین کار و باریم و انجام این کار بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح توقع غلبہ دین ہست در آل و در صورت شکست نقد شہادت ہست فی الحال در ہر دو صورت بمقصد خود فائزیم و بمراد خود کامیاب و بسان سرو آزاد در بہار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملا میر آخوندزادہ بمنصۂ ظہور خواہد رسید۔ والسلام مع الاکرام۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ ہجری

نمبر ۲۶ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت شعار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقبالہ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل بر قوت استعداد آن عالی نہاد در اقامت جہاد و استیصال کفر و فساد و دیگر مراتب اظہار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجہ واضح گردید الحمد للہ والمنۃ کہ عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرۂ متمردین در دل جلادت منزل آن سردار جلالت آثار ہویدا گردید الحق مثل این علو ہمت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان تواند بود۔ ہر چند سعی در اقامت این رکن اسلام یعنی قتال با کفار لئام در ہر زمان و ہر مکان واجب ہست اما درین جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان ہست بر ذمۂ جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً واجب و اوکد ہر قدر کہ حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و وجاہت در اصلاع و اقطار بیشتر اقامت این رکن دین و اعلان دین سید المرسلین مؤکد و لہذا ہر کہ از سرداران نامدار و روسا و ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل در عقبیٰ و ثنائے جمیل در دنیا می شود و حصول سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجہے نصیب او میگردد کہ احاد مسلمین را[1] ادراک آن خیلے متعذر و اگر معاذ اللہ از ایشان در اقامت ہمین امر ماثور ادنیٰ تساہل و قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکہم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل درینباب دا[ہ] تغافل و تساہل خواہند داد پس بحکم من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا اعمال ایشان بمعاصی جمیع عالم وسیاہ مشحون و سیاہ خواہد گردید درینباب نیک نیک تامل فرمایند و غور غریق[2] را بکار برند و از قبیل مخیلات شعراء و نکات بلغا کہ محض بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند نشمارند کہ این مضمون در

[1] امعان نظر ۱۲

در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس کسیکه ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرة می دارد البته
بیقین قطعی میداند که این امر محض صدق بحت است پس پاداش این تغافل و تساہل در محکمۂ حساب و کتاب
حضور رب الارباب شدنی است و در مجازات آن چه انواع رنج و متاعب و اجناس تکالیف و مصائب کشیدنی است
تا آنچه در ظن اکثر تجربه کاران زمان متمکن است که بغیر اعانت سرداران تاجدار و اصحاب مکنت و اقتدار حصول این
معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر خلال زیرا که ممکن است که حق جل و علا بقدرت
کاملہ خود دیگر سعادتمندان ازلی و مقبلان لم یزلی را که از ضعفائے مسلمین و فقرائے مخلصین باشند برگزیده کار آرد که بمحض
عنایت خود این مہم عظیم از دست ایشان بر آرد قال اللہ تبارک و تعالی اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ
عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ باقی احوال
این حدود بکرم رب معبود برین منوال که این عاجز از دار السلطنت کابل بلده و اضلاع جلال آباد نواحی پشاور
را طے کرده در بلدۂ نوشہره رسید درین اثنا لشکر مخالفین بموضع اکوڑه بکمال جمعیت و نہایت استکبار و نخوت آمده
ایلغ کرد ہرچند ہمراه این فقیر جمعے قلیل بے سر و سامان بودند اما از آنجا که طالبان رضائے حضرت خلاق بودند و در
صرف جان و مال نہایت مشتاق بنا علیه ایشان را شبا شب از دریائے لنڈه عبور کنانیده بر سر کفار نگونسار بطریق
شبخون و تاخت روانه کرده شد در آخر ہمان شب بحکم حضرت رب العالمین جنود مجاہدین بر سر آن غافلین رسیده
در اسلحۂ دور دست مثل تیر و تفنگ در گذشته آنہا را زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکر ایشان از خون ایشان لاله زار
ساختند چنانچه جمعے کثیر را از ایشان که قریب یکہزار باشند یا ازین ہم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعے را بزخمہائے
پرخطر تا لب سقر رسانیدند و اجناس نفیسه از قسم اسپ و شتر و یراق و غیره بیش از بیش بردند بعضے ازان آنچه
بمرتبۂ شہادت مشرف گردیدند بجنت المأوی ماوی ساختند و اکثر ایشان مشمول حفاظت ربانی و کفالت رحمانی
بعسکر خود مراجعت نمودند و این شبخون کفار بدکردار را بحدے شکست داد که از مقام اقامت خود برخاسته بمقام
دیگر پا انداختند و از شدت خوف گرداگرد معسکر سنگ زدند بعد ازان فقیر از بلدۂ نوشہره برخاسته بموضع ہند آمده
اقامت نمود و مومنین این اقطار از دریائے اباسین عبور نموده بر سر شہر حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن
اقطار بوده تاخت آورده چہار صد ناکس را بجہنم رسانیدند و اشیائے نفیسه و اموال خطیره از نقود و اجناس بدست
عموم الناس آنقدر افتاد که از تحریر و تقریر بیرون است بعد ازان ابواب جنگ و جدال و قتل و قتال مفتوح گردید و شب
و روز نصرت آسمانی و تائید رحمانی باران صفت می بارد و از جمله تائیدات الہی این است که اجتماع جنود مجاہدین
ہرچند بسیار از بسیار بود لیکن از بسکه لشکر بے سر بود مثل بلوائے عام در کوچ و مقام بے انتظام می نمود بنا علیه
بطبق فحوائے کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیه الصلوة والسلام و فتوائے فقہائے عظام و صوابدید عقلائے

ذوی الافہام مصلحت وقت چنان اقتضا کرد کہ اقامت این رکن رکین اسلام بدون منصب امام بوجہ مشروع صورت
نمی بندد بناءً علیہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ہجری مقدس باتفاق مشاہیر سادات کرام و علماء اعلام و مشائخ
عظام و صاحبزادگان ذوی الاحترام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بیعت
امامت بر دست اینجانب واقع گردید و بروز جمعہ خطبہ بنام اینجانب خواندہ شد ہر چند این عاجز خاکسار بود و نہ
ہمقدر بحصول این مرتبہ منیف اولاً باشارات غیبی و الہامات لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصول این منصب
شریف باتفاق جماعات اہل اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن رب غیور کہ علیم بما فی الصدور و دانائے
نہان و آشکار و مجیب دعائے اعلان و اسرار است گواہ است بر نیتی کہ این حقیر را از قبول این منصب شریف جز
اقامت جہاد و صحت جمعہ و اعیاد و امثال آن از اظہار احکام دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین غرضے دیگر از
اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال و عزت و جاہ و سلطنت یا حصول معنی تسلط بر قریٰ و امصار و اضلاع و اقطار یا [illegible]
اہل ریاست و سیاست یا اہانت ارباب [illegible] است یا تنفیذ احکام خود بر بندگان ملک و یان یا تحصیل [illegible]
ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز نیست بالجملہ شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہواے نفسانی [illegible]
مخلوط نگردیدہ و از بسکہ اقامت [illegible] اخلاصاً لوجہ اللہ الکریم بوقوع آمدہ بود بنا برعلیہ [illegible] گردید
جمعے کثیر و جمعے غفیر ہزاران ہزار بلکہ بے عدو شمار از ہر [illegible] فراہم آمد [illegible]
جلادت و دیانت و شجاعت [illegible] و جمعیت دادہ اند [illegible] آنکہ حق جل و علا [illegible] خود علائق
خوف و طمع [illegible] از شوکت مخالفین فی الحال [illegible] از کثرت موافقین
طمعے- آرے اینقدر میدانیم کہ ہرکہ جان خود [illegible] گردانیدہ دعوی ایمان خود را مبرہن
کرد و ہرکہ درینوقت پہلو تہی کرد با حسرت [illegible] مدعیان دین بباشید و در نصرت دین خود جان
مال بباز ید تا گوے سعادت [illegible] و راحت دو جہانی بربائید چنانکہ نعم منعم حقیقی عمرہا گذرانیدہ ابدالحال در
ادائے شکر آن مال و جان خود را حاضر کردہ کوشش بلیغ نمائید تا سعادت دارین و ریاست کونین حاصل کنید۔

## (نمبر ۲۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم خلجانی از مقام پنجتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خوانین کرام و اراکین عالی مقام و ملکان ذوی الاحترام
و سائر مومنین خلجانی کثرہم اللہ تعالیٰ و وفقہم لما یحب و یرضیٰ - بعد سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکہ
ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب
و موکد است اما درین خرد زمان کہ وقت شورش کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیدہ بنا برعلیہ این بندۂ ضعیف
با چندے از مومنین صادقین از وطن مالوف خود برخاستہ محض للہ فی اللہ برائے اقامت این رکن رکین نصرت

دین متین کمر ہمت بستہ دانائے نہان و آشکار انیکو آگاہ و خبردار است کہ برائے اعلائے اعلام دین و احیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان نام و خصوصیت بہر مومن پاک نہاد الاعتقاد و تسلیم کامل الانقیاد واجب و لازم کہ غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمودہ براعانت دین و نصرت شرع مبین کمر عزیمت چست بندند و در صرف جان و مال در راہ خدا و اعلائے کلمۃ الحق دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از ادائے این عبادت عظمی و ادراک این سعادت کبری رو نتابند تا روز جزا در معرکہ حساب کتاب محمود رب الارباب با سرخروئی بجنت بردہ روبروئے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرمسار نشوند کہ بآنکہ نعمت مال و منال و جاہ و حرمت طلب شما می بہست و از حاصل و تمامی ریاست و اطاعت سوال متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال در راہ ایزد متعال صرف نگردید فردا مال جان ہست و ہیچ کار آمدنی نے پس اگر کمر ہمت چست بستہ در جناب داد شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہ تائید دین قدم ثابت خواہند نہاد آنچہ اجر جزیل از حضور پاک ستان و ثنائے جمیل در میان اخوان اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل نہان نیست لا آنچہ منافع بسیار و مصالح بیشمار از عزت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد بیرون از اندازہ قیاس خواہند بود ان شاء اللہ تعالیٰ ہم مناصب موروثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعی جمیلہ ایشان در جناب فوائد بیشمار از بیش علاوہ بران حاصل خواہند شد زیادہ والسلام والاکرام۔ مرقومہ بست و نہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری ؁

(نمبر ۲۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ پسند خان صاحب برادر شاہ محمود صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ عمدہ اخوانین عظام زبدہ ارکین عالی مقام والامناقب کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالیٰ و عظمہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایزد متعال و منعم لایزال محض جود و نوال خود آن کثیر المناقب را بمناصب عالیہ ریاست و مراتب رفیعہ حکومت نواختہ و بانواع نعم و حشمت و شوکت و اصناف شیم شجاعت و شہامت بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر این دولت عظمی و لازمہ سپاس این موہبت کبری آنست کہ در باب طاعت احکام ملک علام بال ہمت کشایند و راہ فرمانبرداری و رضاجوئی پروردگار بقدم عزیمت پیمایند و کمر ہمت چست بستہ و نیت قلبیہ درست نمودہ در اعانت ملت بیضا و حمایت شریعت غرا مساعی جمیلہ بروئے کار آرند و محبت اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ و رضامندی و خوشنودی ایزد کریم را قبلہ ہمت ساختہ و اعلائے کلمۃ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین ہمت عالیہ گمارند کہ اینہمہ مال و منال

سریع الزوال واین حشمت ودنیا ست فنا مآل روزے گذشتنی وگذاشتنی است وروز جزا در معرکهٔ پرہول حساب وسوال وجواب رو بروے رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست کہ در راہ رضائے مولائے خود جان بازند وجہان تازند وماسوی اللہ را پس پشت اندازند واقامت جہاد بر کفر وعناد وارباب بغی وفساد وسازند واین جان ناتوان ونہادِ سست بنیان را بجاوند حقیقی بسپارند وزندگانی فانی را بعوض حیات جاودانی بفروشند ودر تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو ہمت ووفور رغبت بکوشند ودر تالیف وترغیب خواص وعوام بسوئے اقامت این رکن رکین واعانت دین متین جد وجہد بلیغ بکار برند وداد کوششہا دہند خصوصاً بحضور پر لامع النور حضرت بادشاہے بطور مناسب وانداز معقول باین مضمون عرض لازم القبول فرمایند وگوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بدر مکنون خوش بیانی وگوہر فشانی چنان آرایند کہ مدعائے دلی وخواہش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جہاد بر اہل کفر وضلالت واستیصال بیخ وبنیاد اہل بغی ونخوت از پردۂ اختفا بظہور آید واز قوت بفعل گراید وبنوعے مشارکت فقیر درین باب بمعرض قبول افتد وبوجہ من الوجوہ معاونت دین رب الارباب بمنصۂ ظہور جلوہ آرا گردد ہرچند نہضت فرمائی دائرۂ دولت واقبال آنحضرت ورونق افزائی قدوم میمنت لزوم آن والا ہمت باین دیار واقطار متعسر ودشوار ست کہ حاجت روائی رعایا وانجاح مسئول ومامول دادرسی برایا مانع این کار ظاہر وآشکارا اما انفاذ امر عالی مقدار درباب سرانجام این امر عظیم ومہم فخیم بنسبت کسے از عمدہ اراکین عقیدت وفدویت آئین غلیلے آسان ومیسر الحصول وانبعاث وانتہاض این داعیۂ طاعات وانداد شرع ربانی نظر بوفور رغبت وتاکد عزیمت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت است وقابل قبول بالجملہ بہر وجہ کہ دانند وتوانند باعانت دین متین ونصرت شرع مبین بجان ودل کوشند تا فردا روز جزا رو بروے حق تبارک وتعالی وحضرت سید الورا افضل البرایا تشریف شرف وخلعت عزت پوشند کہ ثمرۂ نمکحلالی مولی ہمین است ونتیجۂ حق شناسی مالک چنین کہ دار عقبی برائے مکافات ہمین سعیہا است در روز جزا برائے ایفاء ثواب حقہ عوض جلیلہ بیرون بہا وانچہ ثمرات این جد جمیل ونتائج این جہد جزیل در دنیا خواہند دید از دید وشنید بیرون ست واز وہم وخیال افزون انشاء اللہ تعالی زود مناصب رفیعہ حاصل خواہد گردید وبمراتب منیعہ واصل الحاصل کہ بالفعل کار وبار دیگر را بجائے خود واگذارند وہمہ ہمت بہ نصرت دین متین واعلائے کلمۂ رب العالمین واستیصال کفرۂ متمردین وشکست رونق این فرق ملاعین برگمارند کہ در سرانجام آن ہم دنیا وہم دین وہم منفعت آجل بسیار ست وہم بہبود عاجل خارج از حد وحصار ہم جالب رضائے ایزد متعال ست وہم باعث حصول حشمت وشوکت بر اقران وامثال وموجب ازدیاد مال ومنال ست وواسطۂ عزت واقبال وعلاوہ ازین نیکنامی در دنیا نقد وقت است ودر دین نجات موقت پس لابد بامتثال اوامر الٰہیہ کار فرمایند وتاکد عزیمت

تا بینند که مقتضائے غیرت ایمانی و لازمۂ حمیت اسلامی همین است و السلام مع الاکرام ـ مرقومہ دوم محرم الحرام سنہ ۱۲۴۲
هجری از مقام پنجتار ؛

## نمبر ۲۹ استفتار در مخالفت امام مجمع علیہ انام

بسم الله الرحمٰن الرحیم ؛ ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درینصورت که جمعے کثیر و جمّے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے ذوی الاحترام بر دست امام همام خلیفه سید انام علیه الصلوٰۃ و السلام سید احمد امیر المؤمنین سیاحه مد الله ظله بیعت امامت بجا آوردند و اطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنابر خدمت دین و اجرائے احکام شرع مبین امرے اصدار فرمایند و کسے از مسلمین خواه رئیس باشد خواه ضعیف امر آنجناب را رد نماید و بر مخالفت ایشان مستعد شود حتّٰی که نابرد حکم آنجناب بر قتل و قتال و جنگ و جدال آماده گردد درینصورت حکم شرع شریف در مقدمهٔ مخالف مذکور و رفیقان او چیست بَیِّنُوا تُوجَرُوا ؛

**جواب** ـ امامت چنانکه مذکور شد به بیعت علماء و رؤساء مذکورین منعقد گردید زیرا که امامت به بیعت یکے از مسلمین منعقد میگردد چه جائیکه جمعے کثیر و جمّے غفیر از ایشان بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقه اکبر ینعقد الامامة بعقد واحد و هٰکذا فی شرح المقاصد و شرح المواقف و فتیکه امامت آنجناب ثابت گردید پس انکار از حکم آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح قال الله تبارک و تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ـ (و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم) من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر فقد عصانی (ایضاً) من خرج من الطاعة و فارق الجماعة فمات میتة جاهلیة (ایضاً) من خلع یداً عن طاعة لقی الله یوم القیامة و لا حجة له ؛ و چون سرکشی مخالفین بحدے رسید که بدون برپا کردن معرکهٔ قتال و قتال و جنگ و جدال از مخالفت دست بردار نشوند و بحکم امام گردن ننهند پس جمیع مسلمین مامور می شوند که بر ایشان لشکرکشی کنند و حکم امام بر ایشان جبراً جاری گردانند (قال الله تبارک و تعالیٰ) فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ ط (و قال النبی صلی الله علیه وسلم) انه ستکون هنات و هنات فمن اراد ان یفرق امر هذه الامة و هی جمیع فاضربوه بالسیف کائناً من کان (ایضاً) من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه ـ (قال فی مختصر الوقایة) و البغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام فندعوهم الی العود فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بدأً پس لابد هر که از لشکر امام درین معرکه مقتول خواهد گردید پس بموت شهید ناجی و هر که از لشکر مخالفین مقتول خواهد گردید بموت طریدِ ناری و موت این مخالفین اقبح است از سائر

فاسقین مثل زناة و سارقین چه نماز جنازه بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف این مخالفین که نماز جنازه بر ایشان هم جائز نیست کما فی الدر المختار۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

## نمبر۲۳۔ مکتوب از جانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیرالدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیرالدولہ بہادر زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی کہ ہمدست شجاعت نشان عبدالحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرمودہ بودند خان ممدوح بمعسکر اقبال پیکر رسیدند تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید۔ حاجی محمد صاحب کہ سابق از ایشان بعرصۂ قلیلہ رسیدہ بودند از زبان ایشان چنان بوضوح پیوست کہ اکثر مدعیان اسلام از سکان ہندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوائے و امیران شوکت نشان واتباع ایشان از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار اند ملت محمدیہ دست بردار شدہ راہ کفر وارتداد و طعن بر ساعیان جہاد اختیار نمودند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وسواس خناس در قلوب طالبین حق القا کردند و در راہ راست ملت محمدیہ کج مج و طالبین حق را سد راہ گردیدند آن گروہ شقاوت پژوہ بنیکہ ببغض یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچہ حق جل و علا در کلام پاک خود منور فرمودہ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا الخ چنانچہ پارۂ از تشکیکات ایشان کہ بحسب ظاہر امام ہمام و عسکر اسلام ایراد کردہ بودند و بحسب حقیقت آنہمہ اشکالات بر کلام ملک علام و بر ذات سید الانام وارد میگردید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالات مذکورہ از کلام رب العالمین و سنت سید المرسلین روبروے حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حال مذکور منتفع گردیدند اما این ضعیف را یقین قطعی بایں معنی حاصل است کہ تقریر مذکور ہیچ منفعتے بملاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت است و مقصود منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرت نبویہ است پس جواب ایشان غیر ضربة السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و باد اسکہ استطاعت این امر حاصل نیست جواب ایشان ہمین عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت

انکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی ٭ آنست جوابش کہ جوابش ندہی ٭

آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت ضرب المثل انشاء اللہ عند الملاقات حقیقت این امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود اما درین حزو زمان کہ وقت شورش و ساوس شیطان است محافظت جان خود از وساوس آن شیاطین و نزغات جنود ابلیس

لعین واجب و موکد دانند و تا زمانِ ملاقات برادرانِ ک ہمین نکتہ تا عت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین و جمیع خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرین و صحابۂ کرام ہمین است کہ تمام عمرِ خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقاتِ عزیزہ را ہمین مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمرِ گرانمایہ را در ہمین شغل عین سعادت عظمیٰ شمارند خواہ حق ... بانجام رسید یا نرسد ... مقصد و صرف عمرِ خود در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ... و اطوار ... تقلب ... و دول پس تعلق بقدرت کاملۂ ربانی میدارد نہ باستطاعت ناقصۂ انسانی و غلمانِ محمدی را ہمین لازم است کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمین راہ دربازند و آنرا عین سعادتِ خود شمارند و ترقی و تنزل موافق ... بقدرت کاملۂ ربانیہ سپارند و موجب بیت بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف + گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف + و صرف اوقات او ہمین مساعی معظمہ عبادات انگارند و قرب حق را در ہمین راہ منحصر پندارند و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ وار در ہمین میدان درآیند و سعادت ... من آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و خمِ طرۂ یاری گیرند + پس آغاز لازم کہ ہمین راہ ... و انگارند و ہر کہ درین امر زبانِ طعن و طنز کشاید او را از جملۂ ... مطرودانِ رب العالمین ... ہمدردان شمارند والسلام مع الاکرام +

## (نمبر ۱۳) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی ... بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی متضمن بر کلامیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا - آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین سوال و جواب را منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت - مخدوما حقیقت الامر این است ہرچند کہ ... تحریر ہم در مقدمات نوعے از جہاد است فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین اہتمام در امرے مشغول اند کہ تقریرات و تحریرات را در آن امر اصلا گنجائش نیست حال مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر مثل حال ... کہ بہ نفس ادائے صلوٰۃ مشغول است بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوٰۃ می نماید پس ہرچند تعلیم ... از جملہ مقدمات صلوٰۃ است فاما حال ادائے نفس صلوٰۃ مانع است از اشتغال بہ تعلیم ... حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسالکِ قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد ... و دیگر و مسلکِ این مردم دیگر - مسلکِ اول از جنس مسلکِ علما است و مسلک ثانی از جنس ...

دشتان بنہا حالانکہ درین مقام چند کلمہ تحریر کردہ می شود آنہم بر خاطر فاتر بس گران است فاما بنابر پاسخاطر عاطر نوشتہ می شود کہ در انعقادِ امامت جناب امیر المؤمنین بر قانونِ حدیث و کلام و فقہ اصلاً شبہ نیست و آنچہ مخالفین از جنسِ قبائح بآنجناب یا باتباعِ آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً اینکہ آنچہ بذاتِ آنجناب نسبت می کنند آن ہمہ سراسر باطل است و از وسمۂ صدق عاطل و آنچہ برفقائے آنجناب نسبت می نمایند پس اکثرے از انہم مطابقِ واقعہ نیست بر تقدیرِ تسلیم پس قبحِ رفقائے امام ہرگز در امامتِ آن قادح نیست چنانچہ قبحِ اتباعِ آن ہرگز در ثبوتِ نبی ایشان قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیرِ تسلیم آنچہ بذاتِ آنجناب ہم نسبت می کنند پس ظاہر است کہ آنہم در ثبوتِ امامت یا بقاءِ آن اصلاً قادح نیست چہ منتہائے آن قدح در مراتبِ ولایت است و ثبوتِ مراتبِ ولایت اصلاً در شروطِ امامت نیست بلکہ فسق و ظلم ہم سببِ زوالِ امامت بعد ثبوتِ آن ہرگز نمی تواند شد چنانچہ در احادیثِ متواترہ و عباراتِ اسلاف و اخلاف و فقہائے متکلمین بر آن دلالت می دارد بالجملہ مدارِ کلام بہ ہمین دو امر است اول ثبوتِ امامت بعد از ان عدمِ زوالِ آن بسببِ اعتراضاتِ مسطورہ اما مقدمۂ اولی پس بیانش آنکہ طریقِ ثبوتِ امامت را از کتبِ حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید کرد و درین مقدمہ روایاتِ قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و بعد از ان خلاصۂ مضمونِ قوی راجح کہ در بابِ طریقِ انعقادِ امامت است منقح کردہ در ذہن ملحوظ باید داشت و بعد از ان تامل باید کرد کہ در ما نحن فیہ آن امرِ منقح متحقق است یا نہ ہر چند حقیقت الامر در امثالِ این مقام ہا بمشاہدہ منکشف می گردد کہ لیس الخبر کالمعاینہ حدیثے است ماثور و شنیدہ کے بود مانند دیدہ مثلے ہست مشہور اما بنابر آنکہ مشاہدۂ حال بہ نسبتِ غائبین مفقود است پس انکشافِ حال بسبیلِ اجمال بہ نسبتِ ایشان از اطلاع بر اخبارِ این مجمع اخبار ہم بقدرِ ضرورت می تواند شد بنابر آنکہ یک قطعہ پرچہ اخبارِ اطلاع مع چند قطعاتِ کاغذِ دیگر کہ شارحِ قطعۂ مذکور می تواند شد بخدمت ارسال داشتہ شد تا بوجہٖ من الوجوہ حقیقۃ الحال منکشف گردد پس ہر کہ درین مقدمہ بخوبی تامل خواہد کرد لابد انعقادِ امامتِ آنجناب اذعان خواہد نمود اما مقدمۂ ثانیہ پس آنرا ہم از کتبِ حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید نمود کہ کدام کدام امر باعثِ انعزالِ امام شد از منصبِ امامت خود و این بحدے در بارگاہِ آنجناب بعید است کہ کسے از کفارِ سکھ وغیرہم ادعائے وجود این قبائح در ذاتِ آنجناب نمی تواند کرد بالجملہ چون امامتِ آنجناب ثابت گردید ہیچ امرے کہ باعثِ انعزالِ آنجناب از منصبِ امامت باشد یافتہ نشد پس اطاعتِ آنجناب بر کافۂ مسلمین واجب گردید ہر کہ امامتِ آنجناب ابتداءً قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس ہمو نسبت باغی مستحل الدم کہ قتل او مثلِ قتلِ کفار عینِ جہاد است و ہتکِ او مثلِ ہتکِ سائرِ اہلِ فساد عینِ مرضی رب العباد چہ شاکی

ن اشخاص بحکم احادیث متواتره از جمله کلاب رفتار و ملعونین اشرار اند این است مذهب این ضعیف در مقدمه
پس جواب اعتراضات معترضین نزد این ضعیف همین ضرب بالسیف است نه تحریر و تقریر اما آنچه ذکر می نمایند
که برای مقابله اهل شوکت مماثلت ایشان در شوکت ضروری است پس میگوییم اولاً اینکه این مقدمه نیز
ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشند
یا نباشند قال الله تبارک و تعالی وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم (و نفرمود) وَأَعِدُّوا لَهُم مِّثْلَ مَا أَعَدُّوا
لَكُمْ ثانیاً آنکه معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتی بهم رسد که بیک وقت دولت مخالفین را
بهم زند و بذات خود تمام جنود و عساکر ایشان را هزیمت دهد بلکه معنیش همین است که جماعات موافقین همراه او
بحدی مجتمع شوند که باعتبار ظاهر عقل دافعت مخالفین بقوت ایشان می تواند کرد و مراد از اجتماع این جماعت
نه اینکه بر آن گرد اگرد او ایستاده باشند بلکه معنیش همین است که ایشان را بذات او علاقه بهم رسد که مقتضای آن
در حق ایشان اطاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین و علاقه قرابت و برادری در عرف افاغنه و در عرف
شرع همین علاقه بیعت اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همونست که مجمع کثیر از نوکران داشته
داشته باشد و در عرف افاغنه همانست که مجمع کثیر از اقوام داشته باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همانست که مجمع کثیر
از مسلمین بدست او بیعت امامت بجا آورده باشند چه علاقه بیعت نزد شارع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس چنانچه امام همام شوکت شرعیه
بالفعل بحمده حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران پشاور که صاحب عساکر و جنود
و توپ و شاهین اند و خوانین سوات و بنیر و همه و همه خواص و عوام ایشان و پاینده خان تنولی بیعت
امامت بر دست آنجناب بجا آورده اند و شمار این اشخاص به لکهوکها میرسد پس لابد شمار عساکر آنجناب
بحدی خواهد رسید که شمار جنود کسی از مخالفین هرگز بآن حد نمیتواند رسید فاما اینکه بعضی از ایشان نکث
بیعت نموده و حق آنانکه اطاعت است بجا نیاورده اند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس
این معنی اصلا در شوکت شرعیه قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمکحرامی می کنند و در بدخواهی
آقای خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت
عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین آن احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند کرد ثالثاً آنکه مماثلت
شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفره شرق و غرب اصلا مراد نیست والا امامت هیچ امامی از سابقین
و لاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش
است و در ما نحن فیه اینقدر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ناظمان چهچه و هزاره و پکهلی است
شد اگرچه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد و لازم کسی [illegible]

جمعیت قبیله عزم لاهور میدارند بلکه شب و روز در ازدیاد جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشان مساعی بلیغه
بجا می آیند و عروج شوکت اسلامیه تدریجا امید میدارند و این امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکه در انقلاب
ملل و دول همین سنت الله جاری است که ضعیفے از ضعفا و احاد الناس مثل نادر شاه و رنجیت سنگه وغیره هم
می باشد و آهسته آهسته از رفقا جماعتے بهم می رسانند و قوتے و شوکتے تدریجا بدست می آرد حتی که سلطنت
سلاطین عظام و مملکت خواقین ذوی الاحتشام را برهم میزند چه بلا بے انصافی است کسیکه محض برائے طلب
دنیا کمر بسته باشد در حق او گمان فتح و نصرت نمایند و برهمین گمان رفاقت او اختیار کنند و کسیکه محض امداد دین
و ابتغاء لوجه الله برائے نصرت دین حق مستعد گردد در حق او اصول یعنی فتح و نصرت مستبعد می پندارند و
آنرا از جمله اوهام بعیده شمارند و اشکالات رنگارنگ و اعتراضات گوناگون بر او وارد گردانند و خود رفیق او
نشوند بلکه عوام مسلمین را از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شده شده نوبت باین حد رسانند که در پیم زوال
کاروبار جهاد سعی نامشکور بجا آرند اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وورای
آنکه سلمنا حصول شوکت قویه شرط اقامت جهاد و باهل شوکت باشد و آنجناب را شوکت بالفعل حاصل
نیست لیکن می پرسیم که طریق حصول شوکت برائے امام وقت چیست آیا شوکت باین طریق حاصل می
که شخصے از شکم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکه بر اقامت جهاد مستعد شود
پس همان وقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ باو عطا شود این امر هیچ
وقت گاهے شدنی است بلکه طریقش همانست که چنانچه نصب امام بر ذمه کافه مسلمین فرض است
در آن موجب معصیت تحصیل یعنی شوکت هم برائے امام وقت بر ذمه ایشان فرض است که اهل
مسلمین از هر سو دوان نزد او جمع شوند و هر کس از ایشان بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ
کوشش نموده و اسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده بحضور امام وقت حاضر گردانند و لهذا در کریمه
أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ وکریمه جَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ خطاب بعموم سلف متوجه گردید نه بخصوص به ائمه پس هر که
می گوید که شوکت امام شرط جهاد است و شوکت مذکور در ما نحن فیه متحقق نیست پس او را لازم که اول خود بتا
و بقدر استطاعت خود سامان جنگ همراه آرد و انتظار مشارکت دیگرے درین امر اصلا جائز نیست پس در
در امر جهاد تعویق و تعطیل واقع می شود و بال آن همه برگردن قاعدین متخلفین است بمثابه آنکه نماز جمعه
بر هر کس واجب است و ادا بدون جماعت متصور نه و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع پس اگر کسے
در خانه نشسته انتظار این معنی کشد که وقتیکه امام قائم خواهد شد و جماعت مجتمع خواهد گشت همان وقت من هم حاضر خواهم شد
پس لابد نماز جمعه فوت نشود آنکس عاصی و آثم گردد چه نزول امام از آسمان منعقد نشود

از بعضے اجتماعات ملایک برائے اقامتِ جمعہ ہرگز واقعہ شدنی نیست بلکہ طریقش ہمانست کہ ہرکس از خانہ اگرچہ
تنہا باشد بیرون برآید و در مسجد رود اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشان شود والا در ہمان مسجد بنشیند و انتظار
دیگرے نماید نہ اینکہ مسجد را خالی بیند و بخانہ خود باز گردد کہ انعقادِ جماعت و اقامتِ جمعہ ہرگز باین وجہ نخواہد شد
ہمچنین لازم کہ ہرکس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماعِ آوازۂ دعوتِ امام از خانۂ خود
برآید و جانِ خود را مع ہر قدرے از سامانِ جنگ کہ میسر باشد در مجمعِ مسلمین رساند تا قیامِ جہاد صورت بندد نہ
اینکہ جانِ خود را از سلکِ عباد اللہ برگشتہ و زمرۂ [illegible] داخل گردانند و این رکنِ رکین دینِ متین
را گذاشتہ در کاسہ لیسیِ اغنیاء مشترین و تفریح [illegible] ناقصات العقل والدین مشغول شوند سبحان اللہ حق اسلام
ہمین است کہ تیغ رکنِ اعظم او را برگشتہ نبیند بلکہ باوجودِ ضعف و ناتوانی بغیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی در سینہ او
[illegible] او را ملام و مطعون سازند لیکن آن قوم از نبی محجوب باشند کہ با ملتِ محمدیہ عداوت میدارند و نادان
بعد الحق الا الضلال و ناگاہ بمقتضائے محبت ہمین بود کہ اگر گاہے بطریقِ لہو و بازی ذکرِ جہاد بر زبان میرانند قلوبِ
مسلمین از استماعِ آن بسانِ گل شگفتہ می گردید و بسانِ سنبل سرسبز می شدہ اگر از بلادِ دور دست ہم آوازۂ قیام
جہاد بگوشِ ہوشِ اہلِ غیرتِ اسلامی می رسید فی الفور دیوانہ وار در دشت و کوہسار میدوید بلکہ مثل شہباز می پرید
ایام جہاد باوجود این عظمِ شان از پایۂ تعلیم و تعلم مثل کتاب الحیض والنفاس ہم ساقط گردید مناسب ہمین است
کہ این ہواجس نفسانی و وساوسِ شیطانی را از دل دور گردانند و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را بجوش آرند و
مردانہ وار در مجمعِ مجاہدین درآیند و در نشیب و فراز زمانہ کہ بر ایشان می گزرد مصابرت ورزند و خیالاتِ دور و دراز
کہ از عقلِ اسباب پرست سر برمی آرند دست بردارند و آنرا از اوہامِ جزیرہ شمارند و علائقِ دینیہ و دنیویہ را کہ مانعِ استعجال
این امر باشد از ہم پاشند بموجب بیت مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار + بگذارند و خمِ طرۂ یارے
گیرند و در حدیث شریف وارد گردیدہ) اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ
بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ + مخاطب این کلام سیادت پناہ سید محبوب علی و امثال
ایشان از طالبینِ حق ہستند کہ دین و ایمان را ہم در جنسِ صفاتِ محمودہ می شمارند نہ مولوی نصیر الدین و امثالِ
ایشان کہ بسببِ بلادتِ طبع و غباوتِ فہم منتہائے مقصودِ انسان ہمین قیل و قال و بحث و جدال است نہ
تفتیشِ حقیقت و اکتفا بر کنہ مقال و وقتیکہ این ضعیف با این ہر دو بزرگ در شاہجہان آباد ملاقات میداشت
حالِ ہرکس از ایشان بر ہمین منوال بود کہ نگارش کردہ شد اما فی الحال اگر حالِ ایشان منقلب گردیدہ باشد
بر آن اطلاع نمی دارم و آنرا از ممکناتِ عقلیہ می شمارم - والسلام مع الاکرام ؛

**(نمبر ۲۳۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سلطان خان شاہ صاحب.**

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ عزت و جلال زینت دہ چہار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از سلام و ادعیہ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ شقہ خاص مشتمل مراتب اختصاص بہ دست اخلاص نشان شیر زمان خان عزیز دل فرمود محبت دیرینہ اتحاد پارینہ را تجدید نمودہ آنچہ درباب نزول موکب اجلال بنابر اعانت لشکر ذو الجلال و استیصال اہل کفر و ضلال باو کرنیہ خامہ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدر یکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل میدارند زیادہ چندان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطہ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع است چنانکہ آنجناب را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار آن این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیدہ و ثانیاً آنکہ درین ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غنیمت کبری می شمارم چہ جائیکہ معاونت بادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر آنجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی و عربدہ جوئی غیر از خدمت دین و اعلائے کلمہ رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکہ آرزوے این فقیر ہمین است کہ کافر عنید و جابر مرید از میان برخیزد و سلطانے خدا پرست بر سریر سلطنت نشیند و این فقیر خدمت او بجان و دل بجا آرد و اعانت او را از جملہ خدمت دین متین شمارد و اولی و الیق باین منصب فی الحال غیر از آنجناب کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قاتل کفار شرار آئین سیاست بخوبی میدانند و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند عامل کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر بجان و دل آرزومند ملاقات آنجناب است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن والا قباب ہر چند آرزوے ملاقات تعجیل تشریف آوری آنجناب بغایت انسب و اولی است و نہایت افضل و اعلی انشاء اللہ تعالی بعد فتح پشاور مکلف خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان دایم خان و امثال ایشان را باستعجال تمام نزد اینجانب روانہ فرمایند و در ینوقت بر ہمین قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالی عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از قدم رفقائے خود کہ مقبول بارگاہ آنجناب حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل این اجمال و تشریح این مقال از زبان صدق ترجمان ایشان واضح خواہد گردید فقط

## (نمبر ۱۳۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و گیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

مقبول بارگاه آله مروج دین رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاه ابدالله جلاله وضاعف اقباله
سلامیکه روح و ریحان بهجتی و جان و رنگ و بوئے گلستان یکتادلی اعنی گلدسته بهارستان سنت نبوی
و زیاده نگارستان شریعت مصطفوی که اکمل تحائف و احسن هدایائے اهل اسلام هست پیش نموده لوحه اتحاد وجبها
بنقوش مدعا بادت نامه عنبرین شمامه که هر حرفش داستان مودت و هر نقش کتاب محبت بود پس از انتظار
بسیار آوان محمود و ساعات مسعود ورود نموده نزول کرامت آمود فرموده با دراک مضامین دلنشینش ابواب
مسرت مفتوح گشت و بدریافت نوید فرحت جاوید فتح نمودن ملک گنگت که رقمزده کلک بدیع نگار
قلم ندرت شعار بود جهان جهان فرحت و عالم عالم بهجت حاصل گردید حق تبارک و تعالی مبارک و میمون
گرداناد و این عزم بالجزم که فی الحقیقت اقامت جهاد و اعانت دین رب العباد است پیوسته و مدام مرغوب
خاطر عاطر داراد خوشا حشمتے که بامتثال اوامر مالک کون و مکان دوخته و همایون دلے که بکاشانه تمنیات خود
چراغ اعلائے کلمة الله افروخته زهے خوش نصیبے سعادتمندے که باین توفیق خیر موفق گردید و مهے خوش طالعے از
مدارج عالیه رضاجوئی مولائے خود رسید آنچه در مقام بیان تعذر وصول عسکر ظفر پیکر در اضلاع افغانستان
بنا بر حیلولت برف و کوهستان رقمزده قلم شهادت توام گردیده بود پس الحق که گذر عساکر دوردست درین راه صعب
و سخت نهایت دشوار است اینجانب که در رقیمة الوداد ترغیب باقامت جهاد کرده بود مقصود این نبود که جنود انجاد
ازین راه دشوارگذار عبور نماید بلکه مقصود همین بود که مستعد بودن شما در مقدمه قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
واضح گردد الحمد لله که قوت استعداد شما در مقدمه لایح گردید و وفور رغبت و علو همت از فحوائے نامه نامی بمنصه
ظهور رسید الحمد لله و المنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود روے زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گردانیده و اخبار فرحت
التیان بگوش هوش ما مردم رسانیده و آنچه در بیان مشارکت این فقیر در مهم بلاد کشمیر نوک ریز خامه جلالت شمامه
شده بود که اعانت مجاهدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین بر همت
آن شاه ارجمند که با وجود شدت اشتغال بجهاد اهل رفض و ضلال باعانت مجاهدین و اهانت مشرکین مستعد
گردیدند انشاء الله بیمن علو همت و تاکد عزیمت سرانجام این رکن رکین صورت خواهد بست و تمنائے قلبی
بتائید غیبی بر کرسی مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید و مردان چنین کنند + لیکن آنچه ایمائے
مصلحت انتما فرموده بودند که بعد از فتح خیرآباد و اٹک بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش اینست که ضلع خیرآباد و
اٹک منتهائے حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اهل پشاور است و سرداران پشاور غبارے
در سینه پر کینه خود از طرف عساکر مجاهدین میدارند پس اگر عساکر مجاهدین ضلع مذکوره بدست آرند و در آن مقام
اقامت نمایند البته در میان مشرکین و منافقین خواهند افتاد و این هر دو جانب بنیاد مخالفت خواهند نهاد

درین صورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاهدین نیک مآل خواهد گردید الغرض که ذرّه گزندے بایشان خواهد رسید
بپاک کردن پشاور از الواث منافقین بقتل و قتال و جنگ و جدال اگرچه در شرع مقبول است و بظاهر تیسر الحصول
لاکن از انجاکه منافقین مذکورین بظاهر خود را در سلک مومنین منسلک می شمارند و انواع مکر و تزویر در اخلال دین
رب قدیر بروئے کار می آرند او در جماهیر مسلمین بنام اسلام اشتهار میدارند بنا بر علیه ابتدائے قتل و قتال و جنگ
و جدال با ایشان باعث بدنامی است لهذا تدبیرے بس نیک نموده ورائے بے نهایت باریک بیموده ام انشاء الله
تعالی بسهولت تمام ارض مذکور از الواث منافقین مسطور بدون ارتکاب قتل و قتال صورت بندد لاکن از انجاکه
مومنین ضلع پاکهلی و دهمتور و کهیپ و دهنی و هزاره و راجهائے کشمیر با این فقیر در مقدمهٔ اعانت دین
رب قدیر رفاقت محکم بربسته اند و منتظر طلب این فقیر نشسته و جمعے کثیر و جمے غفیر از غازیان هندوستان فراهم آمده
پس تعطیل این جمیع مجاهدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا بر علیه بدرخواست مومنین مسطورین لشکرے
از مجاهدین بسرکردگی جناب هدایت مآب کمالات اکتساب ملا شاه سید و شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان
سید مقیم خان بسمت پکهلی متوجه است تا در کار و بار جهاد کفار مشغول شوند و تدریجا راه ضلع کشمیر بر بندند ضلع پکهلی برائے
همین معنی متعین کرده شد که از کاغان تا ضلع مذکور راه هموار است که عبور جنود دران بسهولت تواند شد لهذا بحضور
معلی نگارش کرده می شود که هر چند حرکت آنجناب از دار الحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می نماید
لیکن جمیع را از عسکر ظفر پیکر مستعد و آماده فرمایند بمجرد طلب شاه سید و سید محمد مقیم خان عسکر فیروزی اثر بسمت
ضلع پکهلی بنا بر مشارکت مومنین و معاونت مجاهدین متوجه گردد و باستعجال تمام ترکیب حال ایشان شود از انکه
تفاصیل احوال در سلک تحریر آوردن متعذر بود بنا بر علیه فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاه رب صمد
ملا فیض محمد را که از خاص رفقائے این ضعیف اند و اعظم خلفائے این نحیف نشیب و فراز دوران دیده اند
و سرد و گرم زمانه چشیده و انواع تربیت سلوک و اشغال طریقت از صحبت این فقیر یافته اند و در راه رضا جوئی حضرت
حق شتافته بحضور معلی فرستاده شد تا تفاصیل احوال بحسن مقال اظهار نمایند و بر مصالح وقت آگاه فرمایند و چند
روز در هدایت طالبین و افادت سالکین مشغول مانند و حقیقت حال کما حقه مکشوف سازند و انچه حکین بدست حامل
رقیمه کریمه ارسال فرموده بودند رسید جزاکم الله خیر الجزاء فی الدنیا والعقبی دو عدد تفنگچه نهایت عجیب و نفیس بصحابت
ملا ممدوح بطریق هدیه بحضور لامع النور ارسال داشته ام حق تبارک و تعالی بحفاظت خود رساناد ـ آمین یارب
العباد والسلام مع الاکرام ۱۰ ار محرم سنه ۱۲۴۳ هجری ؛

**(نمبر ۱۳۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر الدوله محمد امیر خان بهادر والی ٹونک**

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفعت قباب حشمت انتساب

سواد مکتوب بنواب امیر الدوله بهادر محمد امیر خان زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت
مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشعر بصحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر مراتب اخلاق کریمانه
و اشفاق محبانه رسید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال این صوب بکرم رب معبود بدین منوال
است که رؤسای پکهلی و اهل نگرهار و تنوار و آفریدی و مهمند و خلیل و ختک و غیره و اهل سوات و بنیر و باجوړ و پکهلی
و قبول هدایت جمله کشمیر همه با این فقیر راه اخلاص و مودت پیموده و معاملهٔ اطاعت و انقیاد نموده در اعانت
دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین کمر بسته و در مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد هستند الا اولاد پاینده خان
و ارکسانی که بعض از ایشان بر سر مخالفت اند و بعض میان موافقت و مباینت با مجاهدین حق جل و علا بکرم عمیم خود
در تالیف قلوب مومنین و تسخیر شاه مسلمین تائید فرموده که قابل تماشا کردنی است شب و روز شکرها بجا می آرم
و بحال خود تعجب می نمایم که این ذرهٔ بیمقدار و عاجز خاکسار را باین نعمت عظمی و عطیهٔ کبری مشرف گردانید یعنی بجان
و مال این ضعیف ناتوان بے سر و سامان را بموقف قبول خود رسانید که شب و روز در اعانت دین مشغولم و در میان
جماعهٔ مومنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرهٔ متمردین سیف مسلولم و در بارهٔ مومنین مخلصین بلطف و رحمت
مجبول عجب تر آنکه در تمامی این کار و بار و همگی این نشیب و فراز دل خلاص منزل باعتماد توکل مشحون دارم
و رشتهٔ ارادت و تسلیم مقرون سینهٔ صفا گنجینه از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالامال است و از نشیب و فراز
زمانه مبرا از رنج و ملال باعانت باری تعالی شاد و خرم و بحمایت ربانی نازان از استعانت غیر حق بیزارم و از خوف
ما سوی الله دست بردار اعلام اطاعت [illegible] هندوستان بر نگاشتم محض امتثال بحکم حرض المومنین صلاح آن
[illegible] مخلوقین [illegible] استعانت بغیر الله پیوده نعوذ بالله من ذلک [illegible] طالب عساکر
مجاهدین که بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم هرگز هرگز از راه اظهار احتیاج الی غیر الله ننوشتم بلکه این امر
محض بنا بر وعده بود که بوقت ملاقات آنجناب فرموده بودند که اگر عند الضرورت طلب شرح واقعه نخواهد گردید
پس [illegible] تنگدستی بیگانگی خواهد انجامید و از بسکه وصول خطوط باین مسافت دور و دراز مشکوک بنا بر علیه
در رقائم متعدده بشارت مذکوره مندرج کرده شد الحال که از مضمون رقیمهٔ کریمه بلاغت عالی رسید و عدهٔ مذکوره بوفا
انجامید باز بار دیگر نگارش مذکوره احتیاج نیست و انشاء الله این امر واقع نخواهد شد زیرا که خزائن الهی غیر متناهی است
و پرورش عساکر مجاهدین که فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاه پروردگار مامول است نه از بندگان خاکسار
دعاجویان بیمقدار آرے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش و مطیعان انقیاد اندیش بنا بر استحصال سعادت
خویش باعانت مجاهدین بنفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس زہے سعادت و خہے اطاعت او بالجمله غرض از
دعوات افراد انسانی بجهاد مالی و جانی و لسانی همین قدر است که مضمون کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم بگوش هوش

بندگان حق نیوش رسانیده شود الارب غیور که علیم بما فی الصدور ست آگاه است بر غمینی که اظهار حاجت
نزد غیر او لک بالاستحقاق عار و ننگ می دارم و در حق خود بسان خار و سنگ می شمارم خاطر جمع فرمایند و
دائما در باب نصرت دین دعا ها نمایند این آرزوے در سویداے دل دارم که خدمت آنجناب ورد بناء عقبی
بجا آرم هر چند عاجز و خاکسارم اما حصول این آرزو را امیدوارم که مولائے عظمت قدرته وعمت رحمته بفتح و
نصرت بشر گردانیده و بمقام رضا و تسلیم رسانیده بنابر تسلی خاطر الطاف ذخائر این چند کلمات نوشته شد دل
شفقت منزل بسبب تموج اخبار وحشت آثار به پیچ و تاب در گرداب اضطراب نباید زیاده والسلام مع الاکرام
مکرر آنکه چند خطوط روسائے سلیمن مثل سلیمان شاه بادشاه کاشغر و خان خانان سالم خیل رئیس قوم غلجائی
که مشتمل بر رفاقت ایشان است با این فقیر در اعانت دین رب قدیر در لفافه همین رقیمة الوداد بحضور عالی ارسال
داشته شد تا بملاحظه آنها اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیاده خیر

## (نمبر ۲۳۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب
فقیر محمد خان صاحب سلمه الله تعالی و وفقه لما یحب و یرضی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکه احوال اینحدود بکرم رب معبود مستوجب حمد بیحد و سپاس بیقیاس ست که شب و روز بحمایت و
کفایت ربانی مشمول ایم وازدیاد توفیق خیر آل داریم - هر چند در واقعه جنگ و جدال و قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
بنابر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بمومنین رسیده بود و این فقیر هم در مرضے شدید که از
آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیده لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد
حصول صحت بسمت سوات و بنیر و چمله دوره سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علماء و فقرا اضلاع مذکور که تخمینا
سه چار لکهه مردم باشند بر دست این فقیر بیعت امامت بجا آوردند و رفاقت فقیر در اعانت دین رب قدیر
اختیار نمودند و ربقهٔ اطاعت و انقیاد به نسبت این اضعف العباد در گلوئے خود انداختند آخر الامر از دعوت
ایشان فارغ گردیده بموضع پنجتار که وطن فتح خان یوسف زئی است معاودت ساختیم و رخت اقامت
چند روزه در موضع مذکور انداختیم درین اثناء ساکنان سواحل دریائے اباسین مثل اهل تنول و دنتور و
جدون و پکهلی و گهیپ و دهنی و هزارا بر فضائل جهاد با اهل کفر و عناد آگاه گردیدند و رفاقت اینجانب در مقدمه
اعانت دین پروردگار ورزیدند و باعث همینی شدند که عسکر فیروزی اثر مجاهدین درین نوبت بجانب
پکهلی و تنول متوجه گردد بالجمله بعنایت ربانی و تائید یزدانی مومنین سنده و خراسان مثل غلجائی و اهل غزنی
و کابل و فارسی بانان کوهسار و اهل ننگرهار و شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل و خٹک و مندڑ و یوسف زئی

از اہل سوات و بنیر و چلیہ و اہل باجوڑ و اہل کھلی و تنول و دمتوڑ و کھیپ و دھمتی و نیز از راجہ ہائے حوالی کشمیر و بادشاہ
کاشغر برای اعانت دین رب العالمین کمر بستہ اند و منتظر طلب نشستہ و اکثر قوم درانی ہم رفاقت این فقیر اختیار
نمودہ اند حالا خاندان نفاق نشان بایندہ خیل که بعضے از ایشان بر سر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکه درین
دیار و اقطار بقدرت قادر مختار حمیت ایمانی در جوش است و غلغلهٔ امامت جہاد در خروش ہر چند در بمقدار
اعانت دین متین و پرورش عساکر مجاہدین که فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق
ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی ہست اما از انجا که این
نعمت عظمی و عطیہ کبری از قبیل نوادر زمان و بدائع دوران است گاہ گاہ بعد از مرور دہور روی نماید و بر روی
مؤمنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا بر علیہ میخواہم که دوستان قدیمی و محبان صمیمی خود را شریک
این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا بخدمت
صداقت درجت نگارش کردہ می شود که درین زمان محمود و آوان مسعود را بنسبت مؤمنین راسخ الاعتقاد
مخلصین کامل الانقیاد بمثابہ آمد موسم بہار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچه
کردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانه بکارند و ہفت صد دانه بدست
آرند و وقت را از دست ندہند و آنچه از دست تواند شد فی الحال بکنند که اوقات محمودہ و ساعات مسعودہ از دست
میرود و جز یاد حسرت و ندامت بدست نمی آید آیندہ مختار اند و در معاملات معاشیہ و معادیہ ہوشیار و تجربہ کار
بر لوح ضمیر کیاست تخمیر واضح و مبرہن ہست که اعانت دین متین و مشارکت مجاہدین بلسان سائر المؤمنین بر
آنجناب ہم لازم و مؤکد است و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین می گردد لاکن درینباب که تعامل بر
روئے کار می آرم بمقتضی از منافع دینیہ امیدوارم که ترغیب مسلمین خواہند نمود و راہ اعانت مالی خواہند پیمود
و اگر اینہم بمنصهٔ ظہور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعداء است نیک تامل فرمایند که محض بنا بر خیر خواہی که
مقتضائے محبت قدیمہ ہست ہمینقدر اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہ استعانت لغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمائیم که این امر
را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین را در جنب عظمت پروردگار بخیال ہم نمی آرم - لاحول ولا قوۃ
الا باللہ - والسلام مع الاکرام - ۱۲ محرم سنه ۱۲۴۳ ہجری

## (نمبر ۳۰۶) - مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادت انتساب
مناقب اکتساب سلالهٔ اولاد ائمۂ اطہار نقاوہ احفاد اسلاف کبار گل سر سبز چمنستان مصطفوی سرو نونہال
بستان مرتضوی مقبول بارگاہ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائہ و انطق

المومنین جمیل ثنائه - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه فضیلت پناه ملا قطب الدین و میرزا
صاحب سعادت نشان میرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین عسکر ظفر پیکر از زبان صدق ترجمان خود
اظهار گردانیدند و دو نص از نصوص فرقانی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت آساس که نوکر ریز
خامهٔ افادت شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لائح گردید الحق که توکل علی خالق البریات فی جمیع
المهمات از افضل آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمهٔ سیاست ملت و احیائے سنت و اقامت
جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتهائے طاقت خود ضروری است خصوصاً بر ذمهٔ کسیکه جماعه
اهل اسلام و شعائر اعلام او را بر منصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که او را استعمال رائے ثاقب و فکر صائب
در تدبیر انجام این مهم عظیم و اتمام این امر فخیم از واجبات موکد است تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز نیست
که و شاورهم فی الامر نصے است ماثور و گفت پیغمبر بآواز بلند + بر توکل زانوئے اشتر ببند + بیتے است مشهور مناسب
وقت همین است که بمجرد ملاحظهٔ این رقیمه مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب بنهند ارباب بهرام خان
نزد اینجانب روبروے بسیارے از اعزهٔ این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را
براه مامون نزد شما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که
ایشان را از قرب و جوار موضع سیحی عبور کنانیده بحفاظت تمام رسانند و بر نشیب و فراز راه آگاه سازند انشاء الله
همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین آخوندزاده آدمان بهرام خان بخدمت سامی میرسند و میرزا ممدوح بسبب
آبلهٔ پا رفتن نمی توانند بنا بر علیه فرستادن ملائے موصوف مع آدمان مذکور اکتفا کرده شد در استعجال تشریف آوری
تسهیل و اهمال و تسویف و امهال را کار نفرمایند که مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهد شد و این را منافی توکل و
تجلد تصور نفرمایند و در سلک سلوک فی بشارات هم منسلک نسازند در باب توکل تجلد و بشارت فتح و نصرت
نظیر رسول بشیر و نذیر هیچکس از مخلوقات نه گاهے شده است و نه گاهے شدنی ست با وجود اینچنین توکل و اعتماد
و رسوخ اعتقاد و وفور جلادت و قوت بشارت صلح حدیبیه بوجهے که واقع شد بر ضمیر گیا ست تخمیر ظاهر و مبرهن است
هر چند غیرت اسلامی و حمیت ایمانی در دل جلادت منزل هر صحابی مکرم لاسیما فاروق اعظم چه قدر جوش میزد
و کلمات جرأت سمات از زبان غیب ترجمان ایشان چه قدر سر می زد اما جناب رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند و باستنکاف مؤمنین و استهزاء منافقین و استکبار کافرین التفات ننمودند
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة بالجمله بر طبق منطوق لازم الوثوق کریمه و لو ردوه الی الرسول و الی اولی الامر
منکم و حدیث و لا تنازع الامر اهله کلام این عاجز خاکسار و ذرهٔ بمقدار را قبول نمایند و درین مقام تشریف آورده
مصالح و منافع این امر را مشاهده فرمایند و قدرے ازان از زبان صدق ترجمان ملا قطب الدین خواهند شنید

دیارہ آنان از کلام ایشان خواہند فہمید ہرچند بحکم الشاهد یری ما لا یری الغائب حقیقت حال بدون تشریف آوری
جلوه‌گر نخواهد شد اما فراست این معنی از کلام ملا سے ممدوح ہم یکنہ امر پیچ خواہند برد طریق سفر این است ضیا
فرمایند اما اینجا که موسم تابستان و اوقات شب ماه است شب روی اختیار فرمایند و شتران تمامی احمال
بصوابدید ملا علی خان تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریده شده بعد مغرب کوچ باید کرد و
تمامی شب راه باید برد و روز بمقام محفوظ در ظل کوه باید گذرانید و ہمین طریق خود را نزد اینجانب باید رسانید
و چند کس را از ضعفائے برائے حفاظت و خدمت شتران تعیین نمایند و اسلحه ایشان را ہم ہمراه خود بیارند انشاء الله
بسعی آوندان بہرام خان ہمه جمال مع تمامی احمال باینجانب خواہند رسید خاطر جمع فرمایند و مؤمنین آن
دیار و مخلصین آن اقطار را تسلی نمایند انشاء الله تعالی اینجانب در عرصه بست روز یا کما بیش تا بسمت پشاور
عزم خواهد نمود و ہرگز ہرگز با منافقین مصالحت نموده ام و اصلا موافقت نه نموده چنانچه نامه ملک فیض تلطف
درین ایام نزد اینجانب رسیده بود جواب آن نوشته شد نقل ہر دو در لف این رقیمه بخدمت سامی میرسد
ملاحظه نمایند و تسلی ہمه ہا به فرمایند و ملا علی خان را ضرور بالضرور ہمراه خود آرند زیاده والسلام مع الاکرام –
مرقومه چهاردهم محرم سنه ۱۲۴۴ ہجری

## (نمبر ۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه صبغة الله سندهی

بسم الله الرحمن الرحیم + از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سجاده نشین محافل ارشاد و تلقین رہنمائے
ارباب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین ہادی راه آگہی مخدومی حضرت شاه صبغة الله صاحب
مد الله ظلال ہدایته علی رؤس الطالبین الی یوم الدین - بعد از سلام مسنون و دعا ہائے اجابت مقرون انکه
آنکه رقائم کرائم مشتمل بر کمال وفور رغبت و علو ہمت و تاکد عزیمت در باب افشائے ملت و احیائے سنت و
اقامت جہاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجه اش اجمالا از عبارات بلاغت آیات و تفصیلا از
بیان آیندگان و روندگان واضح گردید الحق که رغبت به سرانجام دادن این امر عظیم و اہتمام این مہم فخیم
از امثال آن ہدایت مآب از مقبولان سرفراز و ہادیان ممتاز و ارباب ہمت بلند پرواز زیبد مصرعه این کار
از تو آید و مردان چنین کنند + ہرچند اگر خارستان کوه و دشت را بقدم عالی بپیمایند و محفل فقرا را بقدوم
جلالت لزوم رشک افزائے چمن جنان و رونق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از ہمت عالیه و عزیمت
سامیه نخواهد بود لاکن صوابدید وقت چنان می نماید که مخلصین محبین را خصوصا و سائر مومنین صادقین را
عموما ترغیب فرموده و مشاہیر آن دیار را بلکه جماہیر آن اقطار را رفیق گردانیده در مقامیکه از گزند مخالفین
مصئون باشد و از دست برد معاندین مامون و بحدود کفار اقوام سکه متصل باشد و از مضرت متعدیان ستمگار

منفصل شل و اخل وغیره اقامت فرمایند و اہل و عیال این فقیر را مع اہل و عیال خود در موضع مذکور یا غیر آن از موضع محفوظ مقیم نمایند و بال ہمت و پرِ آن مقام بکشایند و معرکۂ جہاد بر اہل کفر و فساد باظہار جلادت و شجاعت بیارایند و دست ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را موکب مجاہدین و مشرف بکوکب دین متین گردانند و تا ہر جا کہ ممکن باشد صیت اقامت جہاد و غلغلۂ استیصال کفر و فساد رسانند باجملہ چپ و راست در میدان شہامت بتازند و بیوت کفار را بخونریزی اشرار بسان لالہ زار فرمایند حتّی کہ ظلمت شرک بشوارق سیوف الماس رنگ و بوارق تیر و تفنگ مفقود گردد و تمامی این حدود ممتلی بتوحید رب معبود شود و شب کفر بزاویۂ عدم رود و آفتاب عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند ہر چہ کہ منتہائے طاقت باشد در صرف آن سعی بلیغ بجا آرند و اتمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امیدوار ند کار بندگان عبودیت شعار ہمین ہست کہ در مقدمہ انقیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجا آرند و اتمام آنرا بر تقدیر بگذارند اعلام عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بخدمت عالی میر سید نقول از اگرفتہ در اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمسامع علماء و فقراء و سادات و ضعفاء این دعوت عاجلا باید رسانید انشاء اللہ در عقب این رقیمہ شخصے از رفقائے خود کہ از مؤمنین راسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمت بلند و بخت ارجمند باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود و او را نائب خود در باب اخذ بیعت امامت خواہم گردانید کہ مؤمنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را باین معنی ترغیب نماید کہ بیعت امامت این فقیر بر دست او بجا آرند ہر چند اولیٰ و انسب چنان می نمود کہ خود آنجناب را درین باب نائب خود گردانم و آوازۂ این نیابت بگوش کافۂ مؤمنین آن دیار رسانم لاکن از انجا کہ بحکم و اخضرت الانفس الشّح اکثر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند و صفائی لوح قلب از ایشان غیر مامول پس محتمل کہ بعضے اعزۂ آن دیار کہ در زعم خود دعوی ہمچشمی آنجناب میدارند و جان خود را ہمسر آن والا قباب می شمارند پس بجا آوردن بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و این باعث امر مسنون را بجا نیارند بناءً علیہ شخصے اجنبی برائے نام بنا بر سر انجام این افضل اسلام تعین کردہ شد و الا فی الحقیقت منصب نیابت اینجانب بآنجناب می زیبد باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی میان محمد قاسم واضح خواہد گردید آنچہ از کلام مصلحت التیام ایشان مفہوم گردد آنرا قرین صدق و صواب دانستہ بعمل آرند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۳۸) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت و فرمانروائی کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

عظمت آب اُبہت انتساب نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقباله وضاعف اجلاله ووفقه الله لما یحب
ویرضاه واوصله الی ما یتمناه - بعد از ادائے تسلیمات مسنون وتحیات اخلاص مشحون برائے جلالت پیرائے
واضح آنکه از انجاکه حمیت دین متین شعار بندگان معبود حق کیش است وحمایت شرع مبین ذاتیهٔ بان
خیراندیش وتذلیل کفرهٔ متجبرین از علامات صولت ایمانی است وتحقیر ظلمهٔ متغلبین از امارات سطوت سلطانی -
اہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است واعانت اخیار مجاہدین افضل عادات حکام - کافرکشی در
جنگ وپیکار از متممات غیرت دین است ولشکرکشی از مہمات سیرت سلاطین متین الغضبا عدائے دین متین
معین مدعائے اعلام نبوت است ومرافقت انصار شرع مبین اہل مقتضائے فتوت - تا امداد یان بقوت
سیف وسنان ثمرهٔ قوانین انباه کبار است وکسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی وعناد نتیجهٔ آئین رؤسا
ذوی الاقتدار واز آنجاکه دودمان عالیشان آن عظمت نشان زبان مستقر جاہ وجلال ومرکز عز واقبال - معدن
معالی اخلاق وشیم ومنبع ینابیع جود وکرم مرجع ارباب سیف وقلم بوده از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب
سنگدلان زمین وزمان می لرزیدوا ز نہایت صولت اعلام آن دودمان زہرهٔ متجبرین دوران می ترقید لیکن
از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبهٔ مشرکین اقوام سکھ بر ممالک اکثر ارباب ناموس وننگ صورت بسته جاه وجلال
ارباب علم ودیانت برہم گشته وعز واقبال اصحاب حکم وریاست درہم شده بناءً علیه بجناب والا قباب نگارش
می شود که آخر این جان ناتوان ومال سریع الزوال ومتاع قریب الانتقال وجاه وجلال فنا مآل رفتنی
گذشتنی وگذاشتنی است ودر محکمهٔ حساب کتاب وسوال وجواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی - ہرچند امروز
در حفاظت آن بکمال جد وجهد بجا آریم لاکن لابد روزے آنہمه را بگذاریم وبجبود عزرائیل واعوان ملک الموت
سپاریم پس چرا بکمال علو ہمت ووفور رضا ورغبت بدست خود نثار مولائے خود امروز نکنیم که فردا بکمال مسکنت
وذلت وحسرت وندامت بغیر خود دہیم ومتاع نکبت ونکال ومعصیت ووبال ہمراه بریم پس بہتر ہمین است
که امروز باعلائے کلمهٔ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین واستیصال کفرهٔ متمردین کمر بسته سازیم و
علم تائید شرع مبین برافرازیم ہرچند اقامت جہاد وازالهٔ کفر وفساد برذمهٔ جماہیر اہل اسلام عموماً واجب است
اما بر مشاہیر حکام خصوصاً اوجب بناءً علیه نگارش کرده می شود که این عاجز خاکسار وذرهٔ بمقدار بمقتضائے
حمیت اسلام ومدعائے تائید دین خیر الانام با چندے از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استحصال
ہجرت واقامت جہاد بر اقوام سکھ اہل فساد برخاسته در بلاد ہندوستان وخراسان دوره سیر نموده وکافهٔ
مومنین را بسوے ادائے این خیر ترغیب داده با وطان یوسفزئی رسیدیم ودر آنجا برفاقت مومنین آن دیار
واعانت مخلصین آن اقطار مقدمهٔ جنگ وپیکار وحرب وکارزار با کفار نگونسار پیش کردیم الحمد لله والمنة که

علامات فتح و نصرت بر طبق وعدهٔ حضرت رب العزت یعنی وکان حقاً علینا نصر المؤمنین مظفر و منصور گردیم گو که در
بعض اوقات بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بجنود مؤمنین رسید فاما اصل شجرهٔ اقامت
جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر و عناد بوجهے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از برگ و بار بنا بر مصادمت
صرصر شورش کفار اشرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ و سنگ بنا بر تزلزل بعضے از نامردان بے ناموس و ننگ
اصل و اساس مؤسس نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از بیش در
جوش آمد و بر زبان مسلمین صادقین نعرهٔ نحن انصار الله از چار سو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے عدد و شمار
حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت
شجاعت و شهامت در بر ساختند و از محبت جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست
افشاندند کمر همت چست بستند و در میدان اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران
بر جستند و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے علمائے کرام اقامت این عمدهٔ ارکان
اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیه جمیعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاة
و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند
الحمد لله و المنته که بعد مرور دهور مقابلهٔ اهل کفر و عناد و صحبت جه داعیا د بر وجه مشروع صورت بست به جهد
این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مبشر بود و ثانیاً باتفاق جماهیر مؤمنین مشرف
گشت فاما عالم السرائر و الخفیات گواه ست از تمام این معرکه پیرائی و حربه آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست این دراز مویان مشرکین امرے دیگر مقصود
ندارم و آرزوئے تسلط بر بلاد و امصار و تملک خزائن بے شمار و سلب سلطنت سلاطین و الاتبار و ریاست رؤسائے
عالی مقدار و اختیار خود از بندگان و امتیان سید الابرار گاہے بخیال هم نمی آرم و هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی مخلوط نگردیده و الله علی ما نقول وکیل پس هرگاه این عاجز خاکسار و
ذرهٔ بیمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار ریاست و خلوت گزینی شعار ما بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً
لوجهه و محض ابتغاء لمرضات الله کمر همت چست بسته بنا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت
قدم ثابت نهادیم و بقدر جهد و طاقت داد کوشش ها دادیم بیقین واثق ست که آن والا جاه که بغیرت ایمانی
و حمیت خاندانی موصوف اند و به سیرت عساکرکشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت خاتم النبیین
و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام
مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والا نهمت متوجه خواهند ساخت و علم شجاعت

وشہامت و لوای صولت واستقامت خواہند افراخت لاکن اگر توجہ موکب اجلال بدین دیار واقطار متعذر و دشوار
نماید لازم کہ جمیع صغار وکبار وعلماء اخیار وارکین ذوی الاعتبار وسپاہیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را
ترغیب فرمایند وجمعے را از لشکر ظفر پیکر متوجہ این سمت نمایند ودر اعانت مجاہدین از خزانۂ عامرہ بمال ہمت
گماشتہ تا مشارکت آن والا قباب در اعلائے دین رب الارباب واستیصال کفرہ واہل ارتیاب باحسن
وجہ بر منصۂ ظہور گراید وحظے وافی از منطوق آیت وفضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین
درجۃ بدست آید چنانکہ بریاست وامارت آنجہان ممتاز بنی نوع اند ہمچنین بدرجات عالیۂ جنت نعیم ومقعد
صدق در جوار رب کریم مباہی وہمتاز شوند وانشاء اللہ بطبق مواعید صادقۂ کلام ربانی وکان حقا علینا
نصر المؤمنین وان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم وہم بموجب اشارات غیبی وبشارات لاریبی کہ این فقیر
بآنہا مبشر ہست عنقریب فتح ونصرت جلوۂ ظہور خواہد داد وخزائن بیشمار وبلاد کفار نگونسار از پشاور تا دریائے
شلج در دست تصرف انصار اخیار خواہد افتاد واین فقیر تحصیل مال ومنال وتصرف بلاد وامصار غرضے نداد
بجز ازا اخوان مؤمنین استخلاص بلاد از دست کفار مشرکین نمودہ در اجرائے احکام رب العالمین واحیائے
سنت سید المرسلین کوشیدہ وقوانین شریعت غرا در سیاست وعدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشتہ
وبر سعی من برہدف نشست درین مقدمہ نیک نیک تامل فرمایند وعقل دوربین را کار فرمایند ودولت
دوجہانی وسعادت جاودانی بدست آرند - والسلام مع الاکرام ؁

## (نمبر ۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیس انصار بنام محمد بہاول خان عباسی والی بہاول پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - بخدمت خان شہامت نشان شوکت عنوان عالی جاہ رفیع جایگاہ عظمت پایگاہ
شجاعت آثار تہور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدولہ محمد بہاول خان عباسی بہادر زاد اللہ حشمتہ -
بتاریخ سیزدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۳ھ ہجری روز یکشنبہ مخزن افاضات جزیل معدن افادات نبیل ما کرم
امام اہل اسلام مقرب بارگاہ جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور رسید ما وسند نا حضرت امیر المؤمنین امام
المسلمین اید اللہ الدین بنصرہ وبقائہ با جمعیت لشکرے از غزاۃ ابرار ومجاہدین اخیار بطرف پکھلی رخصت شدند
واللہ الناصر والمعین - از مقام پنجتار

## (نمبر ۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام درانیان عالیجاہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت مؤمنین مخلصین صادقین راسخین از قوم
درانی وغلزئی کہ در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ
کسیکہ دعوای اسلام می نماید وجان خود را در امت محمد رسول اللہ می شمارد لازم کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی

کوشش بلیغ بجا آرد و در تمہید سرِ جانبِ خدا و رسول را بر جانبِ منافقین و کفار ترجیح دہد و در رفاقتِ دشمنانِ دین
بگذارد و جانِ خود را شریکِ مجاہدین سازد بالفعل این عاجزِ خاکسار و ذرۂ بمقدار یعنی سید احمد کہ بندۂ عبودیت شعار
از بندگانِ قادرِ مختار و باعتبارِ نسب از اولادِ نبی سید الابرار محض بنا بر نصرتِ دین و احیائے سنتِ سید المرسلین
کمر بستہ و استیصالِ کفرۂ متمردین پیشِ نظر نہادہ اما بعضے از کلمہ گویان منافقین کہ محبت و خیر خواہی کفار در دلِ
نفاق منزل مرکوز می دارند و بنا بر بدخواہی جماہیرِ مسلمین عموماً و مشاہیرِ علما خصوصاً می نمایند و در حقِ مہاجرین
و مجاہدین بحدے دادِ عداوت میدہند کہ مضرت آنہا بہ نسبت مضرت کفار بمراتب زائد گردیدہ آخر شدۂ شدت
عداوت آنہا بمرتبۂ رسیدہ کہ مومنین را مانع از اقامتِ جہاد می شوند و مجاہدین را سدِّ راہ می گردند درینصورت
جہاد با ایشان بہ نسبت جہاد بالفعل[له] لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمانِ خود را عزیز می دارد و دینِ اسلام را فخرِ خود
می شمارد و محمد رسول اللہ را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعتِ آنحضرت در روزِ جزا میدارد لازم کہ خود را
شریکِ مجاہدین گرداند و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرماید و خیر خواہی کفار و رفاقتِ منافقین را
ترک کند و دل را از محبتِ این ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد و در عسکرِ مجاہدین داخل شود تا آنچہ در رفاقتِ
کفار یا منافقین از منفعتِ دنیاوی حاصل می شد زائد از ان بمراتب انشاء اللہ خواہد یافت و در دنیا و آخرت
وجاہت و سرخروئی حاصل خواہد نمود بالجملہ ہر کس کہ ارادہ مشارکتِ مومنین دارد لازم کہ اینجانب را آگاہ
نماید تا صورتِ حالش و طریقِ گذرانِ او معین کردہ شود۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ۔

## (نمبر ۱۴۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ محمود بخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا امیر المومنین سید احمد بخدمتِ شاہزادۂ والا تبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر
سلالۂ خاندانِ اربابِ دیہیم و تخت شاہزادہ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالیٰ و اوصلہم الی غایۃ ما یتمناہ ۔ بعد از تحیاتِ
اکرام مشحون و دعوات اجابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ سعادت نشان بوساطتِ
سید عبد الرحمن ہمشیرہ زادۂ این ضعیف صادر گردیدہ بود سید ممدوح صحیفۂ عالیہ را بعینہ در رقیمۂ خود ملفوف ساختہ
نزدِ اینجانب ارسال نمود مذ نزدِ اینجانب رسید مضامین لطف آگین واضح گردید آنچہ علاقۂ مودت و خلت درمیان طرفین
بخوبی استحکام و علاقۂ موالات و مصافات درمیان طرفین کمال انتظام گرفتہ اظہار آن بمراتب تحریر و تقریر متعذر بلکہ
بکمال ظہور مستغنی از اظہار و نہایت و بدایت آن غیر محتاج باخبار۔ ازینکہ از چند روز ابواب رسل و رسائل ازین کوہستان
دور دست تا بلادِ پورب مسدود بود بناءً علیہ ارسالِ مکاتیبِ مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال و تسویف
و امہال واقع گردید بالفعل در کار و بارِ خود مشغولیم و ظہورِ ثمراتِ آن از بارگاہِ خالق انس و جان عنقریب مامول
انشاء اللہ تعالیٰ بوقتِ مناسب بتصریح اوقات گردیدہ العقبہ در آنوقت حرکتِ سراپا برکت بمرتبۂ فیض

له این عبارت بطور تکرار است در اصل مکتوب یعنی زیاده نوشته

نواب سید بالفعل دعائے خیر مطلوب است و ترقی دارین آنجناب عنایت مرغوب والسلام مع الاکرام۔

## (نمبر ۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادت مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادۂ کرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین۔ اطال اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین والمسترشدین بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون بر رائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ عز ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچہ مضامین الطاف آگین مندرج بود بمرتبہ وضوح انجامید علائق یگانگت و اتحاد محکم تر گردانید چون قاصد کہ بمعرفت آنجناب روانہ شدہ بود در حین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگران گردید در وقتیکہ ازینجا بسمت پشاور بقدر دو منزل کوچ کردہ بودم ہمان وقت باقاصدان مذکور دو چار شدم ہمان قدر منزل ایشان را قصر مسافت سفر دست آمد چہار روز قیام نمودند بعد ازان ہمان سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام۔

## (نمبر ۴۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان خانپوری بزبان عربی رقم از مقامات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علی سید ولد عدنان وعلی آلہ واصحابہ افاضل افراد الانسان۔ اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ ورقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی جلاۃ بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالی علی ما وفقکم لافضل الاعمال وہو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ وہما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک وتعالی امرنا بامر بدأ فیہ بسید المرسلین وثنی بکافۃ المسلمین وقال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین فنحن بحمد اللہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضا تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر ونسأل اللہ ان یجعلکم صادقا فیما تدعون ویوفقکم بکرمہ لایفاء ما تدعون ثم ما سمعنا من رسالاتکم بلسان الشدید النسیب فتسمعون جوابہ بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم وعلی من لدیکم۔

## (نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمات عالیات منابع ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین نائبان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ وجمیع علماء بلدۂ پشاور سلمہم اللہ تعالی۔ بعد ادائے تحیات و دعا ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد۔ درین ایام

چنان مسموع گردیده که بعضی از مجادلین بی انصاف و مکابرین با اعتساف چندی از وساوس فتنه انگیز و
شبهات عناد آمیز بنسبت افترای مهاجرین و ضعفای مجاهدین بر بافته در جمهور انام از خواص و عوام مشتعل
ساخته آتش عداوت در میان مسلمین محض بالقلقه لسانی افروخته و مایه شقاوت پنهانی برای خود اندوخته و بال کذب
و افترا بر گردن خود بر داشته و نکال دروغ بی فروغ بروز جزا برای خود مهیا ساخته معاذ الله من ذلک علاوه برین
آنکه بذریعه افترا و بهتان ضلال بعضی از اهل ایمان کرده و ایشان را از راه رب العالمین که عبارت از مشارکت مهاجرین
مجاهدین است دور تر برده در اذهان ایشان بنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداخته و در راه راست جهاد را در
نظر ایشان را معوج ساخته آیه کریمه الا لعنة الله علی الکاذبین و کریمه الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله و یبغونها عوجا گاهی نخوانده اند و اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نرانده هر چند ما ضعفا که
باستعانت رب العالمین اعتقاد میداریم و فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم هرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را
بخیال نمی آریم و اشتهار نام نیک و بد را در میان ابنای زمان هیچ نمی شماریم و ذم ایشان را هم رنگ مدح
ایشان ساقط الاعتبار می دانیم و دائما منتظر نزول رحمت قادر مختار می مانیم اما بحکم حدیث اتقوا من مواضع التهم
دفع تهمت از ایشان لازم دانستیم و بنابر توقع آنکه شاید کسی از مخلصین صادقین عزم مشارکت مجاهدین داشته باشد
و بالسبب تهمت و افترای ایشان رو تافته باشد شاید بکشف حقیقت الحال و حل عقده اشکال باز براه راست
معاودت نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنا علیه بیان ما وقع را درین باب واجب شمردیم پس میگوئیم
که چنان شنیده ایم که از جمله مفتریات آن مفتریان آنست که این فقیر را بلکه زمره مجاهدین را به الحاد و زندقه نسبت
می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که این جماعه مسافرین هیچ مذهب ندارند و هیچ مسلک مقید نیستند بلکه محض راه نفسانیت
می پویند و بهر وجه لذات جسمانی میجویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف معاذ الله من ذلک پس باید دانست
که نسبت ما مردم باین امر شنیع افترائیست قبیح و بهتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد هندوستان
گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام این فقیر و اسلاف این فقیر را می دانند که مذهب این فقیر ابا عن
جد مذهب حنفی است و بالفعل هم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیه و آئین و قواعد ایشان
منطبق است یکی از آن خارج از اصول مذکوره نیست الا ما شاء الله آنچه از همه افراد انسان بسبب غفلت و نسیان
صادر میگردد که بخطای خود معترف می باشد و بعد از اعلام براه راست معاودت می نماید آری در هر مذهب طریق
محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضی دیگر بنظر بقوت دلیل و توجیه بعضی عبارات
منقوله از سلف و تطبیق مسائل مختلفه مدونه در کتب و امثال ذلک و امثال آن کار و بار اهل تدقیق و تحقیق است
باین سبب ایشان خارج از مذهب نمی توانند شد بلکه ایشان را لب لباب اهل آن مذاهب باید شمرد هر که درین

شبہ داشتہ باشد لازم کہ نزد این فقیر آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بفہمد و یا این فقیر را بفہماند۔ و از جملہ مفتریات
آن مفتریان مذکور آنست کہ این فقیر را بظلم و تعدی نسبت می کنند کہ این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجہ شرعی
دست درازی می کند و درین باب چرب زبانی و حیلہ سازی می نماید سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ این فقیر گاہے
کسے را بلا وجہ شرعی یک تازیانہ ہم نزدہ است بلکہ زدن سگ ہم بلا وجہ از عادات این فقیر نیست ہر کہ چندروز
با فقیر ملازمت کردہ باشد لا بد بر ہمین آگاہ شدہ باشد فاما آنچہ سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این ذرہ
بمقدار بہ بعضے از مرتدان شرار و منافقین بد شعار رسید پس آنرا از اعاظم سعادات خود می شمارم و اقوائے
علامات مقبولیت خود می انگارم بلکہ غیرت در اعانت دین و رغبت در اہانت معاندین از لوازم ایمان است
ہر کہ غیرت ایمانی و حمیت اسلامی ندارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد کریمہ قال تبارک و تعالی یا ایہا
الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین
یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (و ایضاً) یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم و ماواہم
جہنم۔ و اگر بالفرض والتقدیر چیزے ازین قبیل از دست این فقیر صادر شدہ باشد پس این فقیر را بطریق
وعظ و نصیحت بر آن آگاہ باید گردانید نہ اینکہ بطریق غیبت او را درمیان محافل و مجالس مذکور نمایند و
فقیر را بآن سہو و نسیان مطعون سازند و بر ہمین خیال از رفاقت این فقیر در امر جہاد و مشارکت زمرہ
مجاہدین دست بردار شوند کہ حدیث الجہاد باق الی یوم القیامۃ لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل درمیان
ہمہ اہل حدیث مشہور بالجملہ درخواست این فقیر از جمیع علمائے زمانہ اینست کہ تمامی مسلمین را عموماً و این
فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر نمایند و براہ راست ہدایت امر فرمایند و آنچہ اعتراض و اشکال
درغیبت ذکر می نمایند آنرا بالمشافہ بدلائل شرعیہ بپایہ اثبات رسانند و این فقیر بوعظ و تذکیر بجائے
خود پرستی براہ خدا پرستی گردانند کہ مستعد بر ہمین امر است کہ اگر بر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع شود کہ
کہ مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از آن توبہ نماید و براہ راست مراجعت کند آیندہ اگر مجادلین
مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آنرا مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدرے رنج سفر کشیدہ آنرا بالمشافہ بپایہ اثبات نرسانند پس وبال آن ہمہ بر گردن ایشان
است و آنچہ بعضے از سفہائے دروغگو و حمقائے فتنہ جو مشہور گردانیدہ کہ ہر کہ از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام
این فقیر را امر بالمعروف و نہی عن المنکر می نماید این فقیر با ایشان بقہر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشان
مضرت می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجہ من الوجوہ می رنجاند پس این امر باطل محض و افترائے بحت
اینہا جواسیس کفار و منافقین را در اینجا آوردند و با ایشان کلام ضعیف ہم نگفتیم بلکہ از ایذائے ایشان بالکل

دست برداشته وبسلامت وعافیت فروگذاشته چون باجواسیس کفار ومنافقین این معامله کرده باشد آیا هیچ
عاقل تجویز آنمعنی خواهد کرد که این باعلمائے عظام وفقرائے کرام که محض بنابر امر بالمعروف نزد این فقیر آمده باشند
کلام عنیف وسخن سخیف درمیان آرد که این امر بعید از خلق ایمانی ودور از مروت انسانی است معاذ الله من
ذالک واز جمله مفتریات مفتریان مذکورین آنست که انچه دار وگیر رب قدیر از دست این فقیر بخادے خان
ویار محمد خان رسید وازان باب این مهاجرین ومجاهدین را برجانب ظلم وتعدی می شمارند وآن طاغیان و
باغیان را حق بجانب می انگارند حتی که حکم به بغاوت مجاهدین می کنند وبشهادت معاندین مذکورین سبحان الله
شخصے بترک رسوم جاهلیت حکم میفرماید وبقبول شرع محمدی دعوت می نماید وجهال معاندین باو برهمین
امر مخالفت نمایند وباکفار موافقت - در راه رد شرع شریف وانکار احکام رب لطیف پویند ودر راه اهانت
آن هادی راه دین استعانت از کفار ومعاندین جویند وبعضے از ایشان از دست هادیان دین وغازیان
مجاهدین در درکات نار بدار البوار رسند باز بعضے از معاندین دیگر بنابر حمیت آن معاندین دین بحکم کافر
لعین برسر زمرهٔ مجاهدین لشکرکشی کرده فتنه وفساد برپاکنند وبنائے قتل وقتال وجنگ وجدال ابتداءً از
طرف خود نهند وآن مجاهدین ابرار ومهاجرین اخیار این منافقین بدکردار را از جمله عساکر کفار شرار شمرده
بطریق مدافعت باایشان مقابله نمایند ودر همان مقابله منافقین بدشعار بغضب ملک جبار گرفتار شوند و
بانتقام منتقم حقیقی دنیا وآخرت خود را برباد دهند ومصداق کریمه ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب
عظیم گردیدند وباز حکم به شهادت آن مرتدین ومنافقین کرده شود وبه بغاوت این مجاهدین صادقین این مسئله
از کدام ملت ومذهب است از مسائل ملت محمدیه نیست البته از مسائل ملت اقوام سکه باشد یا از ملت مجوس
وهنود بلاشک این مفتیان مفتریان بروز جزا بحضور رب العزت وبحضور سید الوری شفیع المذنبین خوار وتباه و
ذلیل بعد وسیاه خواهند گردید وترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة أليس في جهنم مثوى للمتكبرين
بارے این مدعیان دروغ زن چرا مردانه وار در معرکه مناظره بالمشافه نمی آیند ودعوائے خود بحجت شرعیه بپایهٔ
اثبات نمیرسانند آیا اینجا کسے تکبر فرعون وتجبر نمرود دارد که اراده قتل آمرین بالمعروف نماید واگر بالغرض بنا بر
جبن ونامردی بے پرده گفتگو نمی توانند پس اعلام این فقیر را که سابق بخدمت علماء پشاور ارسال داشته بود
ملاحظه نمایند وجواب آن را بخوبی برنگارند لاکن چنانکه اعلام مذکور بدلائل اربعه مدلل است همچنین جواب آن بنا
بر اصول مذکوره مبرهن سازند اما بوجهے که عاقل پسند وقابل مطالعه هوشمند باشد ودر معرکه قیل وقال وبحث
وجدال بیارند وبر محک امتحان وقواعد میزان آنرا بسنجند واز طول قیل وقال واز کثرت جواب وسوال هرگز
نرسند اما اینقدر لازم است که خدائے مالک جل جلاله را حاضر وناظر دانسته وعلیم بما فی الصدور انگاشته انچه از

از زبان قلم برآیند جانب حق را سر مو نگهدارند و اگر دلیل معقول که عند الله و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند بمجرد
سینه زوری زبان طعن و لعن می کشایند پس این امر بخوبی بفهمند که کلمهٔ حق بمجرد قیل و قال ایشان باطل
نخواهد گردید و ما بندگان الٰهی که اخوان و اوطان خود را بپائے خدمت دین متین فرو گذاشته ایم و از سر و مال
خود درین راه گذشتیم از خوف ملامت ایشان از کار و بار خود عاطل نخواهیم شد - یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ - بالجمله این طعن و لعن ایشان بدین و خادمان این
دین مبین الوجوه بحضرت نخواهد رسانید آرے انواع وبال و نکال بدنیا و آخرت بهمین مکابرین بے انصاف
عاید خواهد گردانید درینصورت علماء ربانی و فضلائے حقانی را که در بلدهٔ پشاور سکونت می دارند و به نیابت
سید الانام هدایت خواص و عوام را از اعظم سعادات خود می شمارند لازم و مؤکد است که حکم حق را واشگاف
گویند و بلا تکلف راه انصاف پویند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤساء المضلین گردیده مصداق لصوص الدین
شده اند همچنین علماء همه چنین امیر المهتدین گردیده مصداق العلماء ورثة الانبیاء شوند و اگر راست پرسی
حقیقت الامر اینست که مجادلین مذکورین حقیقت زمرهٔ مجاهدین را در دل خود بروجه احسن می شناسند مگر بطمع
دنیاوی می پوشند و مثل احبار یهود راه راست را بخوبی می دانند و بنا بر اتباع هوا و هوس در راه کج می کوشند
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ - پس
چنانکه احبار یهود و قسیسین نصاری حقیقت اسلام را بخوبی می شناختند فاما بنا بر حفاظت جاه و عزت خود
و پاسداری سلاطین و ملوک خود همه دانش و دین را می باختند و به توجیهات نامعقول تمامی رؤساء و ضعفاء
را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاری و یهود در همان ضلالت افتاده اند و منتظر ظهور فارقلیط (احمد) نشسته پس
آن مضلین سابقین در وبال این همه ضالین لاحقین الی یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین
ناحق شناس و مکابرین ناسپاس بر حقیقت این زمرهٔ مجاهدین مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرار این را
باعث زوال عزت و جاه خود و موجب ناخوشی سلاطین و خواقین خود می شمارند بناءً علیه دیده را نادیده
میکنند و شنیده را ناشنیده و بلقلقهٔ لسانی و چرب زبانی این باطل را بتوجیهات غیر مسموعه ملمع می کنند و
رؤساء و ضعفاء را بتلبیس و تدلیس از راه می برند پس وبال ضلال ایشان تا روز قیامت بر گردن این
مضلین خواهد ماند و همچنین کسیکه از علمائے ربانی و فضلائے حقانی درینوقت اظهار حق نماید پس آنچه تکثیر
جنود مسلمین و توفیر جیوش مؤمنین از مساعی او متحقق خواهد گردید ایشان هم تا وقت بقائے جهاد شریک اجر
و ثواب خواهند ماند - پس لازم که هر کس از علمائے کبار این صحیفهٔ لطیفه را خود هم ملاحظه فرماید و دیگران را هم بر آن
آگاه نماید تا بر همه صغار و کبار حجة الٰهیه تمام شود لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ - والسلام

علی من اتبع الہدیٰ ۔ تحریر نوزدہم ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ ہجری

## (نمبر ۴۹) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب
وارباب والاقبال عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اسد خان سلمہم اللہ تعالیٰ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چار قفتی انگور و چار عدد سیب و بہی و بکورہ
سردہ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجہ رقیمہ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر اینست کہ از روزیکہ خواص خان
باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بر دست این فقیر ادا نمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با
ایشان اظہار کردم و باین طریق مامور ساختم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس دریں صورت اگر این طریق
پیش گیرم کہ بر ایشان بر خلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانید و من در پے اصلاح آن کوشش
نمایم و تمام لشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس دریں امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد و ہم خلاف شرع زیرا کہ شارع
جل و علا امام را متبوع ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت او امر فرمودہ نہ بالعکس بالفعل مناسب ہمین است
کہ خان ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز جان خود را نگاہدارند انشاء اللہ عنقریب این فقیر ہم تدبیرے موافق
عقل خود درست کردہ بہ نہجے مقدمہ برپا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد و محض باستعمال در امرے قدم نہادن دعوات
امور ملحوظ نداشتن خلاف عقل و نقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل باید کدام امر نباشد پس مناسب کہ
تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذہن خود راست کردہ ام
بالمشافہ در آن گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آوردہ دران دست اندازیم در استحکام بنیاد جہاد و در قلع و قمع
اصل مفسدین سعی باید نمود و در پے ہر فرع دویدن و ہر شعبہ را پیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث حیرت
و سرگردانی مجاہدین میگردد خان ممدوح را بالفعل تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے در اکوڑہ خواہیم نشاند
کہ باز بحسب ظاہر عقل بحکم آنکہ تزلزل الاقدام نشوند زیادہ والسلام ۔ از محمد اسمٰعیل بعد از سلام محبت التیام واضح
آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آن بس تحقیقاتے
لطیف و تدقیقاتے بغایت نظیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظہ کاغذ مذکور چنان واضح گردید کہ مردمان
مذکور یا اصلا از زمرہ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض
فتنہ انگیزی است بنا علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بظاہر ضائع می نمود لہٰذا چند طلبہ علم در میان خود بطریقے
گفتگو می نمایند بر ہمون طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ سامی خواہد رسید
لاکن دریں مقام تامل باید نمود کہ در اینجا دو مقدمہ ہست یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین و تفریع اباحت

قتال و حلّت اموالِ ایشان کرده شود قطع نظر از آنکه این معنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغی ایشانست یا بر دیگر سبب یا مختلف که بنسبت بعضے ارتداد ثابت شده باشد و بنسبت بعضے بغی و بنسبت بعضے سببِ دیگر هرچند طریقِ اول هم نسبت محقق و منقح تر دیدباز یراکه مفسدینِ مذکورین را اسعفا فی الواقع از جنسِ مرتدین بلکه از جنسِ کفارِ اصلی می شماریم و ایشانرا از قبیل کفارِ اهلِ کتاب می دانیم چنانچه اهلِ کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند و بما جاء من عند الله علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند آیهٔ کریمهٔ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کاشفِ حالِ ایشانست و همین مذهبِ مرکب را از ایمان و کفر مشربتِ یهود و نصرانیت می دانستند و آنچه از فضائل و مناقبِ یهود و نصارٰی در توریت و انجیل مذکور بود جابجائے خود در اصل مناقبِ مذکوره می شمردند حق جل و علا در ردِ ایشان این آیت فرستاد و قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون پس چون تفصیل در بابِ قبولِ بعضے احکام باعثِ تکفیرِ ایشان گردید و ایمانِ اجمالی ایشان هیچ بکار نیامد همچنین این مفسدین هم اگرچه اجمالاً لما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکامِ شرعیه قبول نمی دارند و بسیارے از منهیاتِ شرعیه بطریقِ استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج ما فوق الاربع میکنند و آن عقدِ زنا را نکاح می نامند و آنرا در اعلان و تشهیر عقدِ مجالس و محافلِ طرب و تقسیم ولائم و اظهارِ مبارکبادی مثلِ نکاح می کنند و اولادِ متولده را از همین زنا مثلِ اولادِ نکاح در بابِ استحقاقِ اموال و ریاسات و در دیگر علائق [illegible] می شمارند مثلاً فرزند و دخترِ زنائی را مثلِ فرزند و دخترِ نکاحی و پدر و جدِ زنائی را مثل پدر و جد و برادر و برادرزاده زنائی را مثل برادر و برادرزادهٔ نکاحی و عم و عمزادهٔ نکاحی می پندارند و همچنین در ابطالِ مواریثِ دختران و تقسیمِ ازدواج میت در میانِ برادران و دیگر رسومِ جاهلیت مثل کفارِ سابقین عمل می کنند لاکن این قانونِ کفر را بمنزلهٔ قوانینِ شرع بلکه از آن واجب الاتباع تر می دانند و بر ترکِ آن در میانِ خودها اِنقدر ملامت می کنند و تارکِ آنرا انقدر مطعون می سازند که بر تارکِ شرع عشرِ عشیرِ آن طعن متوجه نمی کنند و در لبسِ حریر و شربِ خمر انقدر بیباکی می کنند بلکه تفاخر برین امورِ قبیحه بحدے میدارند که حاجتِ بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بسیارے را از احکامِ شرعِ قطعیه مثلِ خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیلِ آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر جمله از ان [illegible] تکفیرِ آنها دلالت خواهد نمود لاکن از انجا که این طریق بغایت طویل است و قیل و قالِ منکرین را در آن بسیار مجال بنا برآن طریقِ ثانی که بنهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیر المومنین را با این مفسدینها دو معامله درپیش گردیده یکے معاملهٔ امتنان مازنی و دیگر معاملهٔ هند که همان معاملهٔ جنگِ یار محمد خان و لشکر کشی

سلطان محمد خان وجنگ مایان رسیده اما معامله آتمان زئی پس بیانش آنکه در ممالک سرداران پشاور بلا شک
انواع ظلم وفسق ورسوم جاهلیت اشکارا بود وتا حال موجود است وهر مملکتے که مشتمل برین مفاسد بود لشکرکشی
برآن مملکت امام را جائز است وزیر وزبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر تیمور درباب قتال اهل
هندوستان همین استفتاء نموده بود وعلماء کبار که حضار آن زمان بودند فتوی داده اند چنانچه استفتاء مذکوره همراه
علماء مجیبین مع حواله نقل آن بر کتاب معتبر بخدمت سامی میرسد تا دران تامل باید فرمود که بعضے ازان
رسوم که در استفتائے مذکور نوشته است اگر بخصوصها در ممالک پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازان بعینها
متحقق باشد وبعضے دیگر از رسوم جاهلیت درعوض آن رسوم مفقوده موجود باشد پس آنهم در ثبوت حکم مذکور
کافی است چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن انتشار مطلق ظلم وفسق واشتهار مطلق رسوم
جاهلیت است خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل آن واما تعوذ برهنه پس میگویم که خادیخان بیعت
امامت بردست حضرت امیر المؤمنین به اشتهار بعمل آورده بود چون از اطاعت آنجناب منحرف گردید در مکان
محفوظ خود که عبارت از قلعه هند است اعتماد نموده استعانت بکفار کرد ودر مخالفت حضرت امام همام کمر بست
پس آنجناب او را بجزائے او رسانید ومال او را تقسیم فرمودند بلکه سلاح وخیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند
ودیگر مال او را حبس کرده بنابر حفاظت بر مجاهدین تقسیم کردند بنا علیک ولهذا قاعده تقسیم غنیمت را در آن
رعایت نفرمودند که خمس آن جدا کرده وباقی را علی السویه بر جمیع غازیان بطریق پیاده ها وسوار ها تقسیم فرمایند ونیز
ورثا او را بار بار ترغیب فرمودند که بیائید واطاعت قبول کنید تا اموال مورث بشما دهیم اما آن سفهاء هرگز
باطاعت امام وقت گردن نه نهادند بلکه درباب بغی وفساد تقلید همان باغی کردند واین معامله سراسر موافق
روایات فقه است قال شارح الوقایة البغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام دعاهم الی العود وکشف شبهتهم
فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بدءا ونحبس مالهم الی ان یتوبوا ونستعمل سلاحهم وخیلهم عند الحاجة اما آنچه عذر میکنند
که خادیخان امامت قبول کرده بود باز بیعت تامه صحیح نگردید سبحانک هذا بهتان عظیم این سفها اینقدر حیا
نمیدارند که اینچنین کلام بیهوده بر زبان می رانند ضلع یوسفزئی در تمام عالم بباغیان ملقب است که گاهے
اطاعت کسے از سلاطین هم قبول نکرده اند چه جائے اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین اند و
نه کسے ایشان را از جمله سلاطین می شمارد بلکه در خانه خود هم گاهے ادعائے سلطنت نکرده اند چه جائے امامت
است بالجمله این کلام بیهوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم برسر اصل مقصود که بعد از واقعه هند یار محمد خان
بلا داعیه شرعی وعرفی بل به محض عناد ذاتی واشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکر کشی کرد ودر مخالفت حضرت
امیر المؤمنین کمر بست اما اینکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاهر است که بنابر انتقام باغی بر امام کمر بستن

سر بر خلاف شرع است اما اینکه بلا وجه عرفی بود پس بیانش آنکه در میان یوسف زئی و درانی ملک افغانی اصلا معروف نیست بسیار از مردان یوسف زئی از دست همین زئی و کدون و ترکان کشته شده اند گاهے کسے از درانیان بر ملک یوسف زئی کمر نه بسته بالجمله یار محمد خان بلا شک درین مقدمه بادی بالظلم بود قتل بادی بالظلم و اخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر بادی بالظلم و اموال جمیع عسکر او و انواع تصرف در آن از استقبال بیع و تقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمة الله در رساله غزویه ناقلا عن فتاوی الغرائب فرموده المسلم اذا کان بادیا بالظلم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین ویجوز اخذ ماله بالظلم والتصرف فیها پس ازین روایت واضح گردید که قتال یار محمد خان و لشکر ایشان و تصرف در اموال ایشان شرعا مباح بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مال مذکور از جنس فئ است یا از جنس غنیمت و بهر تقدیر تقسیم آن بطریق غنیمت جائز است که اگر در نفس الامر غنیمت است فبها و اگر فئ است پس تقسیم فئ بر طریق غنیمت بلا شبه جائز است و چون واقعه قتال یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلا وجه شرعی لشکر کشی کرده جمیعے از ساکنان سمه بلا وجه زیر و زبر کردند پس ایشان درین نوبت بادی بالظلم گردیدند چه برائے انتقام بادی بالظلم کمر بستند و نیز افاغنه مذکورین را محض بلا وجه ایذا رسانیدند که ایشان نه عاملان یار محمد خان بودند و نه دوستان حضرت امیر المومنین بلکه در زمان فتنه یار محمد خان ایشان بدل و جان دوستان ایشان بودند پس بلا شک سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند و مستحق قتل و نهب گردیدند تا چون به تقدیر الٰهی ایشان بسزائے خود نارسیده برگشتند بعد چندے حضرت امیر المومنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشان عازم پشاور شدند لشکر مفسدین در اثنائے راه بحکم آله بسزائے خود رسید و چون باز اظهار توبه کردند بر مجرد قول ایشان اعتماد فرموده و بر تسلیم ظاهر همین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدود شرع شریف واقع گردیده چه جائیکه این جهال زبان طعن بجدے کشوده که نوبت تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ و اما آنچه مردمان پشاور میگویند که بعد زمان برکت نشان آنحضرت صلعم اصلا نفاق متحقق نیست و درینباب تمسک بموجب حدیث مشکوٰة می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوٰة درینباب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق رضه و مضمونش همین است که حضرت ممدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر م بود فاما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را محمول بر ظاهر سکنیم پس لازم می آید تعارض در میان این اثر و در میان آیات بسیار و احادیث بیشمار که در بیان علامات منافقین وارد گردیده و بزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالی بشر المنافقین بان لهم

ہذا یا ایہا الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ پس ازین آیت معلوم شد کہ مدار نفاق بر
دوستی کفار است تخصیص بہ ہیچ زمانہ ندارد و قولہ تعالیٰ ان المنافقین یخادعون اللہ تا ہؤلاء پس ازین آیت
معلوم شد کہ ہر کہ فریبندہ باشد و در ادائے صلوٰۃ تکاسل کند و در عبادت ریا کند و اکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر اللہ کمتر کند
پس ہمو نیست منافق در ہر زمان کہ باشد و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلثۃ اذا حدث کذب واذا اؤتمن
خان واذا عاہد اخلف پس درین حدیث معلوم گردید کہ ہر کہ بہ دروغگوئی و بخیانت در امانت و بہ نقض عہد
عادت کردہ باشد پس ہمو نیست منافق و در بعضے روایات وارد شدہ وان صلی وان صام پس معلوم شد کہ
با وجود ادائے صلوٰۃ و صوم بوجود علامات مذکورہ منافق می شود و نیز در روایتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از
حال حضرت مہدی اخبار فرمودہ اند این کلمہ واقع گردید حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ و فسطاط
نفاق لا ایمان فیہ پس معلوم شد کہ در زمان حضرت امام مہدی ہم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان
اول باطل گردید لابد کلام حضرت فاروق را تاویلے باشد مطابق آیات و احادیث مذکورہ پس میگویم کہ معنی
کلام حضرت ممدوح اینست کہ در دل این شخص تکذیب دین حق موجود است و این معنی بالیقین معلوم باشد و باز
با او معاملہ مسلمین کردہ شود و در احکام این امر تخصیص بزمان پیغمبرؐ بود کہ علام الغیوب احوال قلوب منافقین را
بر پیغمبر خودؐ بوحیے اظہار میفرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد کہ این شخص منافق است با وجود این ہیچ قولے
و فعلے کہ موجب تکفیر او باشد بظاہر ازو صادر نشدہ باشد پس بحسب ظاہر با او معاملہ مسلمین میکردند حالانکہ
او را بالیقین از اہل جہنم می دانستند چنانچہ عبد اللہ بن اُبی و اتباع او کہ تکذیب ایشان در دعوای ایمان در
قرآن مجید نازل گردیدہ قال اللہ تعالیٰ اذا جاءک المنافقون تا لکاذبون۔ با وجود آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
با وے معاملہ مسلمین میفرمودند مثلاً بہ بینونۃ زوجۂ او حکم نفرمودہ و بتحریم ذبیحۂ او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز
جنازہ با او ادا کردند و غسل و تجہیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را مدفون کردند و متروکہ
او را بوارث او دادند حالانکہ بالیقین آنجناب و سائر مسلمین را الی یومنا ہذا معلوم است کہ شخص مذکور مخلد
فی النار بود پس این مختص بود بزمان پیغمبرؐ کہ حال قلوب ناس بوحیے آشکارا میگردید فاما بعد از ان زمان
پس تا وقتیکہ ہیچ علامتے از علامات نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حال او کسے را معلوم نیست و
وقتیکہ صادر گردید کافر مطلق شد حکم کفر بر او جاری گردید پس بعد از ان زمان انسان یا کافر است یا مسلمان
امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جملہ کفار است و منافق مستور الحال در
اجرائے احکام از مؤمنین پس معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد۔ زیادہ والسلام۔ مورخہ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲

## استفتاء امیر تیمور در باب نہیب شہر دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - چہ میفرمایند علمای دین محمدی و فقہائے شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اندرین
مسئلہ کہ شہرے از شہرہائے مسلمانان کہ آنجا والی و قاضی و علما و سادات ہستند و فسق و فجور و امور نامشروع
باعلان و اظہار کنند و دارے سازند و خاتونِ خوبصورت و چہرہ را آشکارا کردہ دکان کردہ آنجا بنشانند و روز
و شب آنجا زنا کنند و در مہابتہائے ایشان را بحضور مسلمانان و علما و مفتیان با دہل و دف و نائے احضار کنند
و رقص فرمایند و عوراتِ مغنیہ را آشکارا در مردان و ستان و مفسدان و مستورات دارند و بفساد مشغول شوند
و ہر مہمانی (دعوت) کہ بر وفق سنتِ محمدی است چنانچہ ولیمہ بعد شب نکاح و عقیقہ ہفتم روز از ولادت کنند
بلکہ بر عکس آن بر مشابہت رسم کفار ہند پیش از نکاح چند روز مہمانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از
ولادت چنانچہ رسم کفار ہند است عورات را غسل دہند و مزامیر و مغنیہ را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار
را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفق دین محمدی ایشان را منع کند منع نشنوند و ہم بر آن مصر باشند و گویند کہ بے چنین
لا تعد مسندہ و رسوم باطلہ این کار بسر نمی شود این محض کفر است و نیز دوکانہا را میان چارسوے بازار
بپا کنند و آشکارا آنجا جمیع چیز جائزہ و ناجائزہ فروشند و خوکان را آشکارا در آبادی شہرہا دارند و آن شعار کفر
است و نیز در بازارہا خرابہا (شرابخانہ) و گذرہائے آب (گھاٹ) مشنگاران (عاملان محصول چونگی) تعین
کنند و باجہا (محصول) در راہہا بخلاف شرع انور وضع نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اہل سوق ظلم و
تعدی شدہ تمام مالہائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محل آنچہ من حیث الشرع می آید
چنانچہ جزیہ و خمس غنائم آنرا بہ رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان تصور کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضے
مستحقان را از اہل کفار از اہل علم و جہل و عمل را صد چند کفایہ زیادہ بدہند و از بعضے حقداران بالمقدار کہ کفایت
او ست باز دارند و نیز عہدہ داران بعد کفایہ از بیت المال چنانچہ قاضی و محتسب و امیر شحنہ و رئیس و کوتوال
اخذ رسومات و عقدانہ و سجلات کنند و آن ناحق را از ہوائے نفس و جہل مستحق و حق خود دانند و این کفر است
و نیز مردان لباس ابریشمی و انگشتری زرین (طلائی) بہ تفاخر بر خلاف سنت بر مشابہت کفار پوشند و بند
دستار بر خلاف سنت بمشابہت اغنیا بربندند و چون ایشان را از ان منع کنند گویند کہ ما یان غازیان ہستیم ممنوعات
شرعی برما مباح است و ہم در آن مصر باشند و این سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاہ قاہرہ ہر کہ در
دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می شد کہ این کارہا می کنند و این رسوم باطلہ کہ از شرع دور و بتکفیر نزدیک است
می پردازند و ایشان منع نشنوند و ہم بر آن کار مصر باشند بر این بادشاہ قاہر را ہر واجب است بلکہ فرض است
کہ برائے اعزاز دین محمدی لشکرہا کشند و با آن مسلمانان بر تیغ محاربہ نمایند و ایشان را بکشند و زنان و فرزندان
ایشان را اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطلہ بالکلیہ برخیزد و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بلادہای دیگر خلق اشتباہ شدہ مسلمانان دیگر کہ ازین نوع میکروند مشتبہ شوند عاران باز مانند آن بادشاہ قاہر باہر درین کار شتاب باشد عند اللہ العظیم باثبہ - اجابوا جواب باشد واللہ اعلم (دستخط و مہر عبدالرشید ابن قطب الدین الہروی) باشد واللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری الماوراء النہری باشد واللہ اعلم کتبہ عبدالعزیز بن قطب الدین الہروی - باشد واللہ اعلم کتبہ علی بن عبدالکریم الاصفہانی - باشد واللہ اعلم کتبہ شیخی بن جنید الکوفی - باشد واللہ اعلم کتبہ ابوبکر بن ابی القاسم البغدادی - باشد واللہ اعلم من کتاب الفج العمیق - باشد واللہ اعلم کتبہ عبدالجبار بن یوسف النجار - باشد واللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی باشد واللہ اعلم کتبہ احمد الہروی - باشد واللہ اعلم کتبہ مظفر بن المنصور البلخی - باشد واللہ اعلم - کتبہ نظام الدین بن تاج الہروی - تمام شد

(نمبر ۴۷) اعلام عام بہ کافہ انام از جانب امام ہمام امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حقیقت الحال این بندۂ ذوالجلال برین منوال است نہ خود شاہم و نہ شاہزادہ ام و نہ امیرم و نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت - نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزینہ پادشاہی بلکہ فقیر و فقیرزادہ ام معاش فقیرانہ را سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و خواقین عار می دارم نہ بالفعل مایۂ امارت میدارم و نہ آیندہ آرزوئے حصول آن در دل میدارم محض بنا برادائے فرض جہاد و خیرخواہی جمیع عباد و اعلائے کلمۂ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بمجرد غیرت ایمانی اختیار نماید پس سعادت اوست و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجب شقاوت اوست کہ از بندگان خدا و امتیان حضرت مصطفےٰ جان خود را بر کشید و در سلک منافقین و کفار منسلک گردید خزانۂ من ہمین توکل علی اللہ است و بس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء و سلاطین خزائن دراہم و دنانیر ہمراہ خود میدارم حاشا و کلا کہ در آئین و قوانین اہل دنیا بیزارم طریقۂ من طریق جد خود حضرت سید المرسلین است یکروز نان خشک سیر میخورم و شکر خدا بجامی آرم و یکروز گرسنہ می مانم و صبر میکنم و لشکر ما ہمین چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ و از طرف خود جان خود را بکشتن دادہ آیندہ حق جل و علا ایشانرا بمنصب شہادت سرفراز کند یا بنصرت و فتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب ایشانرا در اوائل زمان ہجرت در پیش بود آرے بشارات بس عظیم از مولائے خود جل شانہ بسیار بسیار میدارم ہمانرا بجائے خزائن و لشکر می شمارم انشاء اللہ اثر آن بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی بمواعید الٰہیہ داشتہ باشد و بر قدرت کاملۂ ربانی اورا ایمان باشد کہ آن قادر علی الاطلاق در یک لمحہ

بلکہ عالمے را تہ و بالا می تواند کرد و پیلے را بہ پشہ می تواند کشت پس لابد بشارات مذکورہ قبول خواہند نمود و در
رفاقت من سود دنیا و بہبود آخرت خواہند شمرد و کسیکہ محض بامید اسباب ظاہرہ باشد و آنچہ بالفعل حال ما فقرا
است بدعاوی و بشارات را ہ کند پس ما را از جملہ مجانین و دیوانگان شمرد غرض از تحریر این چند سطور آنکہ
انشاء اللہ روزے معذولی کفار و فتح بلدان و امصار و ظہور شوکت اسلام از ذات ما فقراء و ضعفاء البتہ
شدنی است لاکن بالفعل حال ما مناسب این نیست بلکہ مایۂ این دعوی ما محض توکل علی اللہ و بشارات
غیبی است اگر آنجناب را بخوبی فہمیدہ و سنجیدہ رفاقت اینجانب باعث سود و بہبود خود شمردہ طلب نمایند
اینجانب میرسیم و اگر بنا بر ملاحظۂ ضعف و ناتوانی ظاہر در خاطر عاطر تردد سے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکہ
از جائے دیگر این اقبال اسلامی ظہور کند کہ آغاز این امر عظیم اگر از جائے جاری شدنی است خواہ از مقام
تہ باشد خواہ از مقام دیگر اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواہند نمود و بجان و مال در خدمت من کمر بستہ
خواہند شد یعنی بذات خود ہم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف غازیان کوشش نمایند پس
درینصورت حق جل و علا ما فقراء ضعفاء را از جملہ تابعان مہاجرین اولین گردانیدہ ہمچنین شما را از تابعان
انصار اختیار خواہد کرد این امر محض برائے ہمین معنی نوشتہ شد کہ شما در زمرۂ انصار اللہ داخل شوید و الا حق
جل و علا بکرم عمیم خود ما فقراء را گاہے محتاج مصارف اغنیاء نگردانیدہ بلکہ بسیارے را از اغنیاء دست ما فقراء
مشمول گردانیدہ باقی نیت پاک و ہمت بلند در اول ہر شرط است کہ ہم جان خود در مقابلۂ اعداء اللہ
پیش کنند و ہم مال خود را در مصارف جند اللہ صرف نمایند بعد ازان ثمرۂ آن مشاہدہ نمایند۔ والسلام مع الاکرام

## (نمبر ۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین بجناب معلی القاب زیب افزائے اورنگ عزت و جلال زینت آرائے
چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ
جم جاہ زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و ادعیہ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین
واضح آنکہ۔ اخلاص آئین زبدۃ المعتمدین شیخ جمال الدین کہ از طرف سرکار عالی با مشقہ خاص در اوائل
رجب المرجب رسیدہ با دائے مراتب خیر خواہی آنجناب بر رفاقت این عاجز خاکسار تا این دم نہایت
خوش گذرانیدند ہر چند رابطۂ یگانگت قدیمی و علاقۂ اتحاد صمیمی از آن سابق ہم نہایت مربوط بود و
بغایت مضبوط اما از آمدن این اخلاص نشان رونقے تازہ نمود بر وفور رغبت فی سبیل اللہ و علو مراتب
محبت و یگانگت لوجہ اللہ مع دیگر کیفیت حالات این برگزیدۂ اکابر عباد اللہ بہ نسبت زمان سابق
ہم چیزے زیادہ تر آگاہ و شناسا گردانیدہ آنچہ در باب عزمیت آنجناب بنا بر استعداد خدمت دین

ستین مع اظهار مراتب اشتیاق با این خادم شرع مبین که از وفور مراتب محبت و اخلاص گوناگون مدارج
مودت و اختصاص نوکریز خامهٔ خلت شمامه شده بود ابواب فرحت وا نموده مسرت بر مسرت افزود فلله تعالی
این علاقهٔ مودت و یگانگت که محض بنابر تحصیل رضایش مستحکم گردیده مثمر ثمرات جمیله و جزیله گرداناد آری
حقیقة الامر این است قدریکه اشتیاق ملاقات این فقیر در دل آنجناب است زیاده چندان ازان این فقیر را
مشتاق ملازمت خود شمارند چنانکه رابطهٔ محبت قدیمه و وفور مودت ضمیمهٔ آنجناب را مشتاق ملاقات
فقیر گردانیده است همچنین ده چندان ازان این فقیر را به تمنائے ملازمت آن معلی القاب رسانیده لاکن چونکه
این فقیر بجان و دل آرزومند ملاقات است همچنین بهر وجه خیرخواه آن ذات آنچه در بارهٔ استشارهٔ
تشریف آوری خود باین حدود رقم زدهٔ کلک اتحاد سلک شده بود پس حقیقت آن برین منوال است که
تمنائے مواصلت بسیار میخواهد که بهر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے
مضمون نصیحت مشحون المستشار موتمن و تامل نظر در خیرخواهی عدم حصول امنیت طریق و بے امن
نه از طرف خود باعث متکلف شدن می توانم و از وفور اشتیاق تاخیر ملازمت را گوارا میدارم پیشتر
ازین در زمان سابق هم همین اشتیاق با دل نیازمنزل بسیار میخواست که بکدام صورت تشریف آوری
آنجناب صورت بندد اما از همین موانع و عوائق خیرخواهی از دو وجه سد راه این مرام شده یکے آنکه تا
آنوقت کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکر اسلام نرسیده بود که بعد تشریف آوردن آنجناب آنرا
محل سکونت تجویز می شد دوم آنکه هیچ راهے از راه امنیت پیدا نبود که از گزند مخالفین مامون می شد
بلکه در شوال همان اشتیاق یوماً فیوماً در مرتبهٔ زائد و بالا است؛ اما منت قادر مختار را که جائے همچنین قابل
نشستن آنجناب بدست آمده است که اگر هزار هزار مخالفین اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول الله العزیز
مراد مخذول گردند اما وجه ثانی که امنیت راه باشد پس بالفعل از قابوئے این عاجز خاکسار بیرون است
ولهذا این خیرخواه خلق الله در تشریف آوری آن عظمت پناه متکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است
که این قسم خاشاک عوائق راه هم عنقریب صاف می شود الحمد لله که شوکت جنود الله هر صبح و مسا در تزاید
و ترقی است و قوت اعداء الله هر شام و صباح در تعداد بار ضلالت متواری است چنانچه تفاصیل این
بیان از اخبار سابق که بدست قاصد سعید محمد روانه شده بود مبرهن ضمیر منیر گردیده باشد و بالفعل در بارهٔ
تیاری مقدمهٔ جهاد آنچه مهمات در نظر این بندهٔ پروردگار می آید هرچند مهمات متعدد دائر می شود اما از انجمله
مقدمه مهم پشاور بغایت چست می نماید و تدبیر سرانجام آن بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر مقدمات
آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم که کارساز حقیقی و مالک تحقیقی عنقریب بحول و قوت خود

را اسلط می فرماید و بمجرد تسلط انتقام تمام دور و دور تا شد و شکار لوپ می گیرم عمل اسلام بسیط می گردد انشاء اللہ
تعالی درآنوقت بہر طوریکه آنجناب قصد آنجا ہود خواہند فرمود از ہر سو جماعۂ محبین و گروہ مخلصین خواہند افزود
بالجملہ بمجرد اشتیاق ادراک ملاقات رانی الفور میخواہید و تامل خیراندیشی تا حصول این طریق اندکے تاخیر
میفرمایید پس درینصورت بعد ملاحظہ این صوابدید ہا اگر در رائے ملازمان خیرخواہ ہمینست راه قرار یابد فہو المرام
این خانه خانۂ شماست بلا تکلف اقدام فرمایید اما اگر بنظر این مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف
آوردن آنجناب موقوف ماند و ہم اشتیاق شراکت این سعادت کبری رخصت تاخیر نه دہد پس
درین صورت نزد فقیر النسب و اولی چنانست که اگر خلاف مصلحت نباشد کسے
را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیده ہرچه از تجہیز سامان انعقاد منعقده عظیمه
نزد آنجناب بنابر تحصیل رضاء اللہ موفق مہیا باشد ہمراه او داده رخصت فرمایند که مشارکت آن شخص ہم بہ
نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواہد گردید و آن سعادات قابل
ترفیع ہر دو جہان خواہد گردانید باقی مراتب مفصلاً حواله زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمه
الوداد صاف صاف مبرہن خواہد گشت قرین صدق باشد که بنابر اظہار حال ہمین معتمد واضح البیان
را روانه کردن ضرور افتاد - والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته - مورخه ۲۲ شوال ۱۲۴۵ھ ہجری -

## (نمبر ۴۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ عالی جاه رفیع جایگاه حشمت دستگاه رفعت
پایگاه شوکت نشان عجب خان سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکه تمام عمر خود را درہمین فتنه و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کردید آخر درمثل اینوقت که ہم کار
خدا درپیش آمد انسان رسم کفر و نفاق دست بردار نشدید بلکه فتنهٔ عظیمه برپا کردید شما ایمان بخدا و رسول درست
نمی دارید در ذہن خود ہمین معنی تصور کرده اید که ہمیشه درہمین جہان باقی خواہید ماند یا سرداری شما روز محشر
ہم رو بہ بہبود خدا بخدے ظہور خواہد کرد که خدائے عز و جل ہم پاسداری شما خواہد نمود - سبحان اللہ جائیکه سلاطین
جبارین را مثل فرعون و نمرود کسے نخواہد پرسید مثل شما عاجز و ضعیف را کے خواہد پرسید و این غرض نیست
که شما بر حق بوده اید یا بر باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد در مثل اینوقت اگر بر حق ہم است عین
باطل است و اگر بر باطل ہست قریب بکفر بالجملہ اگر مسلمان ہستید و خدا و رسول را چیزے می شناسید بالفعل
با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نموده بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد آنجناب
برسانید اگر ذره از ایمان دارید نزد اینجانب بیایید والا اینجانب ہم چندان احتیاج بسوئے منافقین و

وضعیف الایمان عملانمی دارد - والسلام علی من اتبع الہدیٰ +

## (نمبر ۴۹) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندان سلاطین عظام نقاوۂ خواقین عالیمقام عظمت و جلالت مآب صولت و شہامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاہ و اجلال سنمارائے سریر اریکۂ عزت و اقبال شاہزادۂ والا تبار عالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایمانہ وعرفانہ و اجلالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد - الحمد للہ والمنۃ کہ امطار انعامات الٰہی بر این خاکسار باران صفت باران و انوار کرامات ناتناہی بر این ذرۂ بیمقدار خورشید وش تابان چہ یارائے زبان کہ شکر یکے از ہزار بگذارد و کجا گنجایش حرف و بیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق و رغبت نصرت دین در قلوب ہزاران ہزار مؤمنین در جوش و صلائے استیصال کفار و مشرکین از چار سوئے این سرزمین نغمۂ گوش انشاء اللہ در ازمنۂ قریبہ اخبار فرحت آثار فتح و ظفر جنود کردگار مسامع مومنین اخیار و جگر دوز منافقین بدکردار خواہد گردید این فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان ہدایت مآب عالی انتساب حامی سنت ماحی بدعت ظلمار مقرب بارگاہ رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب و باز بجددًا از زبان لطف بنیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاہ ذوالمنن حکیم خواجہ حسن مناقب حمیدہ و محامد برگزیدۂ آن والا تبار از علو ہمت در استقامت بر شریعت غرا و سمو عزیمت در اتباع سنت بیضا و کمال جلالت در جہاد لسانی و وفور رغبت بجہاد سیفی و سنانی زیب گوش نمودہ تخم محبت و اخلاص غائبانہ در مزرعۂ سینہ صفا گنجینہ کاشت و فرط شوق و رغبت بجسمانی مواصلت دوبار بر آن داشت کہ بے تکلف متکلف قدوم بہجت لزوم درین مرز و بوم گردد لاکن باز بفکر عمیق چنین اندیشید و بنظر دقیق ہمین پسندید کہ ہرچند ورود مقدم ظفر توام درین منفعت نمایان آما در حق ہمچون آنعالی تبار اندیشۂ مضرت بیش ازان پس مقتضائے حکمت آنست کہ بالفعل چندے حرکت نکنند و بجائے خود استقامت ورزند و بعنوان دیگر در نصرت دین و شراکت مجاہدین جہد فرمایند و پائے ہمت بلند درین راہ بوضع دیگر کشایند انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ این داعی باخیر داعی نہضت آن والا ہمت خواہد گردید باقی تفصیل حال زبانی حکیم صاحب موصوف (کہ بخدمت رفیع درجت رخصت نمودہ ام) بوضوح خواہد انجامید - زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقومۂ نہم ربیع الاول ۱۲۴۴ھ ہجری +

## (نمبر ۵۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام حاجی علیخان

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعہ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علیخان

سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ ایجابِ بکرات و مرات در خلوات و جلوات با شما ملاقاتِ یگانگی با مراتبِ اخلاص و اتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوالِ ما بر شما و احوالِ شما بر ما بپایۂ وضوح رسیدہ الحال سوگند ربِ ذوالجلال بشما میدہیم کہ ہمان پروردگار متعال و مالک لایزال را حاضر و ناظر دانستہ و قطع نظر از قیل و قالِ دوست و دشمن نمودہ محض در دلِ خود تامل نمایند کہ آیا ہیچ ذرہ از طلب مال و جاہ و عزت و وجاہت و سلطنت و حکومت ہیچگونہ درین فقیر یافتہ اند خود بخود دلِ شما گواہی خواہد داد کہ ہرگز در دلِ این فقیر ذرہ امور مذکورہ متحقق نیست و آنچہ مساعی بلیغہ در جمع آوری کافۂ مسلمین از ہندوستان تا خراسان می نمایم ہمہ بنا بر اطاعت رب العالمین و خدمتِ دین سید المرسلین ہست فقط بے شائبۂ ہوائے نفسانی و وسوسۂ شیطانی۔ و ہرگز با کسے از رؤسا و ضعفا بنا بر اغراضِ نفسانی ہیچگونہ ضدے و منازعتے نمیدارم با ہر کہ مخالفت کردم محض للہ کردم و با ہر کہ موافقت نمودم محض للہ نمودم و انیہم بر شما واضح و لائح است کہ مرا با والیِ پشاور اصلاً و مطلقاً ہیچگونہ معاملۂ دوستی و دشمنی نبود آنچہ والیِ مذکور مراتبِ نفاق و شقاق بکمال رسانید بتفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نباشد اما بر شما بوجہے معلوم ہست یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنا بر آن بیان این امور پیش شما فضول ست پس شما بخوبی می شناسید کہ اقامت جہاد بدون ازالۂ این منافق بدنہاد ہرگز ہرگز شدنی نیست محض بنا بر ہمین امور ارادۂ تسخیر پشاور میدارم تا اساس جنود مجاہدین محکم گردد و گروہ منافقین برہم شود و بر کفار ملاعین یک گونہ رعبے و ہیبتے واقع شود پس درینوقت ہر کہ دعوی اسلام دارد و جانِ خود را در محبیان می شمارد او ضرور بالضرور رفاقتِ من اختیار کند کہ فی الحقیقت رفاقتِ من رفاقتِ من نیست بلکہ رفاقتِ رب العالمین ہست و رفاقتِ جدِ من سید المرسلین ہست و ہر کہ امروز از رفاقتِ من پہلو تہی کرد صد حسرت و ندامت با خود برد۔ ہر چند این چند روزہ حیاتِ مستعار بہر وجہ کہ باشد بسر خواہد کرد اما آخر روزے ازین جہانِ فانی گذشتہ بمحکمۂ حساب و کتاب حاضر خواہد گردید در آن محکمہ بحضور رب العالمین روسیاہ خواہد شد نمیدانم روبروئے جدِ من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواہد شد و بحضور احکم الحاکمین چہ جواب خواہد داد این وقت ہمان وقت ہست کہ مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقتِ من ہمین است عین اخلاص و ایمان و ترکِ رفاقتِ من ہمین ہست عینِ نفاق و شقاق۔ رفیقِ من لاریب از محبان ہست و شقیق و مخالفِ من بلاشک از زمرۂ کفار و منافقین۔ رفیقِ من از جنود حسین بن علی علیہما السلام ہست و رفیقِ مخالفِ من از زمرۂ یزید شقی ہر کہ ذرہ از ایمان دارد لابد رفاقتِ مرا سعادتِ خود و سعادتِ اسلافِ خود می شمارد و علاوہ برین آنکہ آن شجاعت شعار با والیِ پشاور ہیچ علاقۂ قرابت و مصاہرت نمیدارند و در قومیت الوس

اصلا بوجہ من الوجوہ شراکت نیست محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی ہر دست و پا درست باید سرا و سلامت ماند ہر جا علاقۂ نوکری برائے او موجود است پس محض بنا بر محافظت این علاقۂ ضعیف دین و ایمان خود را برباد داد ن و در جنود یزید باید خود را شمردن ہرگز ہرگز بہ نسبت کسیکہ ادنی امتیاز داشتہ باشد متصور نیست چہ جائیکہ مثل آن شجاعت شعار دانائے ہوشیار و یگانۂ روزگار باشد خصوصا وقتیکہ با شما وعدہ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقت من اختیار خواہید کرد آنچہ در رفاقت والی مذکور شما را حاصل می شود مضاعف آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت پس ہم آخرت خود را معمور خواہید نمود و ہم این دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و گوئے نیکنامی از خراسان تا ہندوستان خواہید برد و اگر رفاقت من اختیار نخواہید کرد و بر رفاقت والی مذکور اصرار خواہید نمود پس یقین بدانید کہ من بقوت خود مخالفت کسے از رؤسا و ضعفاء نمیکنم بلکہ محض بقوت ربانی و قوت یزدانی مقابلہ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید می نمایم آیا در دل خود خوب غور کنید کہ تاب مقابلہ خالق انس و جان و مالک زمین و زمان میدارید یا نہ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلہ آن مالک علی الاطلاق است و کرا تاب معاندہ آن مالک بالاستحقاق آنچہ او جل و علا خواستہ است البتہ ضرور بالضرور شدنی است خواہ کسے سعادت رفاقت برائے خود حاصل نماید خواہ شقاوت ترک رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجہت ہمین نوشتہ ام کہ شما را راستگو و راستباز میدانم نہ منافق مکار و فریب باز غدار ہر چہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان خواہید گفت لابد او را مردانہ وار بانجام خواہید رسانید درینصورت اگر شما را رفاقت اینجانب یکسو و یک رو شدہ منظور است پس آنرا صاف صاف بر نگارند تا آنچہ مناسب وقت است بشما نوشتہ شود و اگر رفاقت اینجانب آرزوئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بر نگارند و آنچہ بنویسند خدائے پاک را کہ عالم السرائر و الخفیات است حاضر ناظر دانستہ بر نگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

## (نمبر ۱۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت صاحبزادہ والا تبار مولانا محمد اسحٰق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بتاریخ دہم ماہ رمضان ہنڈوی مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید لیکن بجز پرچہ کاغذ یک خر مہرہ ہم نرسید موجب دریافت نیست لازم کہ سبب تعویق آن بر نگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

## (نمبر ۱۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام فیض اللہ خان مہمند مشیر و دبیر والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک

فیض الله خان سلمه الله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه زبانی اخوندجیو ولاگو ربانی
نعمت خان ثانیاً واضح گردید که ایشانرا گمانے بس بعید بهم رسیده که خطیکه شما نزد اینجانب در اضلاع سوات
مشتمل بر مراتب اظهار اخلاص و اتحاد فرستاده بودند بدست اغیار حواله نمودم - سبحان الله این عجب خیالیست
پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنه انگیزی فیما بین مسلمین از طینت منافقین نکوهیده خصال و
از سیرت مفسدین بدمآل است نه از عادات مومنین صادقین و معاملات مخلصین راسخین اگرچه فیما بین ما و
شما انواع معاملات شکوه و شکایت تحقق گردد اما این امر قبیح هرگز گاہے شدنی نیست چه فتنه انگیزی نزد بر
باطنی منافی خیرخواهی و سینه صافی است بالجمله از امثال این مقدمات از طرف اینجانب اطمینان کلی دارند و هر که
خلاف آن نقل کند آنرا از جمله مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینان قلب خط مسرت نمط که مزین بمهر خاص
است بخدمت سامی بدست نعمت خان ارسال داشته شد انشاء الله تعالی بملاحظه عالی خواهد رسید بخدمت
سردار سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام اینمعنی رسانند که شاید استبعاد سر انجام شدن مهم جهاد از
دست ضعفاء بے سروسامان بخاطر عاطر مرکوز گردیده و احتمال دوام شوکت و صولت مخالفین بهم رسیده حالانکه
تقلب زمان و تغیر دوران در هر زمان و هر مکان علی سبیل التواتر والتوالی متحقق میگردد - اسلاف شما که ذره
از عزت و وجاهت نمیداشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارج عزت و مکنت رسیدند - نادر که بگردون زنی و
دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردش دوران و تغیر زمانه بوقلمون منفعل و خجل شد بیت بیک گردش چرخ نیلوفری
نه نادر بجا ماند نے نادری + حشمت و عظمت ظاهری را از فتح و نصرت می شمارید و حکم تقدیر را که قاهر بر تدبیر است
بجا هم نمی آرید شعر ما را ز برون در شده مغرور صد فریب + تا خود درون پرده چه تدبیر می کنند + برائے فطانت
پیرائے ایشان معامله این خاکسار کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکارا است که بجهاد اهل عناد قوم سکهه مامور
و بفتح و نصرت موعود - احتمال خلف در مواعید ملک منان از اوهام اهل کفر و طغیان است نه از افهام اهل دین و
ایمان که و من اوفی بعهده من الله نصیبے است از کلام ملک علام و کان حقا علینا نصر المومنین وعده آن راست
از کلام هدایت التیام اینمعنی را بغور تمام دریابند و بسردار ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فهمانند - دیگر آنکه خان
عالیشان را لازم که در رسانیدن مجاهدین هندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میدارند نزد فقیر از
طریق مامون سعی بلیغ بجا آرند انسب آنست که بنا بر پاسداری سرداران معلوم ایشانرا از قرب و جوار پشاور نزد نیارند
بلکه براه موضع پنجتنی عبور کنانیده خدمتگذاری ایشانرا بانواع مشاورات و معاونات از افضل عبادات شمارند

زیاده والسلام مع الاکرام - مورخه ۹ محرم سنه ۱۲۴۲ هجری - از موضع پنجتار +

(نمبر ۵۳) عهدنامه در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - این ذکریست در بیان آنچه کمترین بندگان درگاہِ حضرت رحمان اضعف العباد فتح خان رئیسِ پنجتار وغیرہ عہدے بستہ بس چست ومیثاقے بغایت درست وامتینی محکم ومستحکم نمود کہ ما بندگان بحمد اللہ مسلمان ومسلمان زادہ ایم آئینِ شرعِ متین ودین سید المرسلین بسر وچشم قبول میداریم وآنرا بہر وجہ افتخارِ خود می شماریم آنچہ از احکام معاملات فیما بین الوسات خلافِ شرع شریف رواج یافتہ از ہمہ رسوم مذکورہ دست بردا شتیم وہمین احکامِ شریعتِ غرّا را نجاتِ خود پنداشتیم ودر جمیع معاملات ومناقشات در مقدمہ اجرائے احکام شرعیہ جناب قدسی القاب امام ہمام خلیفۂ ملکِ علام نائبِ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی سید احمد امیر المؤمنین سید احمد مدّ اللہ ظلہ را امامِ خود برضا ورغبت قرار دادیم وبیعتِ امامت بردستِ آنجناب بجا آوردیم واطاعتِ آنجناب را بموجب کریمۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم عینِ اطاعت خدا ورسولِ خدا شمردیم وبہمین التزامِ بیعت واطاعت دینِ اسلام خود را اکمل کردیم ہرچند این بیعت از مدتِ مدیدہ بجا آوردہ بودیم فاما فی الحال بنا بر تذکیرِ ما سبق وتاکید ما تحقق این معنی در محضر علمائے دین ومجمع فضلائے شرع متین اظہار نمودیم وآن بزرگان را بر عہود ومواثیقِ خود گواہ گردانیدیم وازایشان دعائے استقامتِ خود بر ہمین عہد ومیثاق درخواست نمودیم تا حیات ومماتِ ما پایان بر قانونِ اسلام وآئینِ سنتِ سید انام واقع گردد واللہ علی ما نقول وکیل - آنچہ کلمہ بطریقِ عہدنامہ نوشتہ شد تا عند الحاجت حجت باشد - بعد ازان روزِ جمعہ دیگر فتح خان جمیع رؤسای الوس خود را حاضر نمودہ از ایشان طلبِ بیعتِ امامت واجرائے احکامِ شریعت وترکِ رسوم جاہلیت نمود وآن ہمہ مخلصان بعد از نماز جمعہ بیعتِ امامت بجا آوردند وبہر دو امر مذکور اقرار نمودند ودر ہمان مجمع یک فاضل جلیل را منصبِ قضا سپردہ شد ودستارِ قضا بسرِ او بستہ ومنشورِ قضا باو دادہ شد بعد ازان بحمد اللہ احکامِ شرع جاری گردید وفصل خصومات وقطع منازعات بر قانونِ شرع شریف در اضلاع متعلقۂ پنجتار شروع شد چنانچہ چندے از معاملات عمدہ بنا بر تمثیل مناقشہ بیان می شود از انجملہ امام ملا قطب الدین ساکن موضع ننگرہار را از مدتِ مدیدہ بنا بر نیتِ امامت جہاد وبرفاقتِ آنجناب سالہا بسر بردہ ودر دیانت وتقوی بے نظیر برآمدہ خدمتِ احتساب بر تارکینِ صلوٰۃ سپردہ شد وقریب سی مردم تفنگچی کاری از قندہاریان ہمراہِ او متعین کردہ شدند چنانچہ ملا ممدوح با رفقائے خود در دیہاتِ قرب وجوار تا بکوہ بند دورہ سیر نمودہ چندان ضرب وشلاق بر اعزہ ونوجوانانِ فاغنہ کہ تارکِ صلوٰۃ بودند قائم گردانید کہ ہر صغیر وکبیر از دیہاتِ مذکورہ کہ تارکِ صلوٰۃ باشد باذن اللہ یافتہ نمی شد وبر اہلِ دیہات چندان ہیبتِ تعزیرات واقع گردیدہ کہ اگر کدام از ہندوستانیان یا قندہاریان بنا بر بعضے حوائجِ خود بہ بعضے دیہاتِ مذکورہ میرود در تمامی دیہ بجدے شور وغوغا برپا می شود کہ رؤسای دہ حاضر گردیدہ اظہار می نمایند

که درین دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست و نیز از انجمله آنکه از عادات افاغنه است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنسِ حقوق الله وخواه از جنسِ حقوق العباد از قریهٔ خود گریخته بقریهٔ دیگر رود و نزدِ رؤساءِ آنجا بنشیند پس رؤساء بالضرور بجدے اعانت می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکرِ بادشاهی بر سرِ ایشان تاخت آرد و جان و مالِ ایشان را تباه گرداند هیچگونه از رفاقتِ آن عاصی دست بردار نشوند و جان و مالِ خود را بے تکلف برباد می دهند بنا بر همین قاعده چندے از مردانِ دیهاتِ مذکوره در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات و فواحش گردیده از مقامهائے خود گریخته بدیهاتِ دیگر رفته بودند آنجناب بنا بر سدِ بابِ این فتنه یکشب جماعات را از غازیانِ مذکورین شبا شب بر سرِ آن عاصیان فرستاده آنها را گرفتار کرده آوردند و آنجناب بعضے را از ایشان بحبس و بعضے را بضرب و بعضے را بآویختن بشاخهائے درختِ کلان بر سرِ شارعِ عام تعزیر رسانیدند بحمد الله کسے از رؤساءِ دیهاتِ مذکوره باعانتِ ایشان نه برخاست همچنین معاملاتِ رنگارنگ که از فروعِ اجرائے احکامِ شرع است شب و روز میگذرد الحال تمامی ملکِ متعلقِ فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرفِ امامِ همام است و ریاست و سیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمهٔ قضا رجوع می شود و فتح خان مثلِ دیگران یکے از رعایا است هیچگونه بر ملکِ مذکور تصرف ندارد انشاء الله بروقتِ تحصیلِ عشور هم جاری خواهد شد و مامول از بارگاهِ واهب العطایا آنست که درین استحکامِ بنیانِ دین را یوماً فیوماً ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یا رب العالمین +

## (نمبر ۹۵) استفتاء در بابِ صحتِ امامتِ جمعه و اعیاد باذنِ امام باوجودِ عدمِ اجرائے جمیعِ احکام بالاستیعاب

بسم الله الرحمن الرحیم — چه میفرمایند علماءِ دین و مفتیانِ شرعِ متین درصورتیکه در یک مکانے اذنِ امامِ وقت در بابِ اقامتِ جمعه و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکامِ شرعیه بالفعل در آن مقام جاری نیست پس درین صورت مسلمینِ آن مکان را اقامتِ جمعه و عید میرسد یا نه (جواب) مسلمینِ مذکورین را اقامتِ جمعه میرسد زیراکه هرچند فقهاء را درین مسئله اختلاف است بعضے میگویند که نفاذِ جمیعِ احکامِ شرعیه شرطِ اقامتِ جمعه است و نزدِ بعضے فقط اذنِ امام کافی است و نفاذِ جمیعِ احکامِ شرعیه ضرور نیست لاکن قولِ ثانی بسیار صحیح است و نهایت قوی زیراکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم پیش از هجرتِ خود مصعب بن عمیر را که از اعظمِ اصحاب بودند بمدینهٔ منوره برائے هدایتِ اهلِ مدینه فرستاده بودند چون ایشان بمدینه رسیدند با چندے از مومنین مخلصین در آن مقام اقامتِ جمعه نمودند حالانکه در آنوقت اکثر اهلِ مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائے نفاذِ حکمِ شرعی و چون پیغمبر صلی الله علیه وسلم بذاتِ پاکِ خود در مدینهٔ منوره تشریف آوردند فعلِ مصعب بن عمیر را مسلّم داشتند

بلکہ خود ہم اقامتِ جمعہ فرمودند حالانکہ تا آنوقت حکومتِ اسلام در مدینہ ہم نہ مستحکم گردیدہ بود حتیٰ کہ جہاد ہم آنوقت قائم نگردیدہ بلکہ در آن زمان بہ تدبیر جہاد مشغول بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر شروط از شرائطِ جمعہ موجود نبودند مگر در ہمانوقت اقامتِ جمعہ نمودند و نیز در عہدِ عبدالملک کہ بدتر ازین وقت بود بسیارے از صحابہ و اہل فاکابر تابعین اقامت جمعہ میکردند حالانکہ جمیع احکام شرعیہ در آنوقت جاری نبودند و ہمچنین در عہود منصور و ہارون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامتِ جمعہ میکردند حالانکہ پادشاہان مذکورہ بالا ہرگز جمیع احکام شرعیہ را جاری نمیکردند لہذا امام اعظم در آنوقت از ظلم و فتنہ ہا منصب قضا قبول نکردند و با وجود آن گاہے ترکِ نماز جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قولِ ثانی صحیح است کہ مؤید بہ فعلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب مکرمین و اہلِ بیت مطہرین و اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین است پس برہمان قول عمل باید نمود و در ہیچ حال ہرگز در اقامت جمعہ توقف نباید کرد و ہمین حکم شرع اوّل جاری باید کرد تا جمیع احکام شرعیہ ببرکت آن تدریجاً جاری گردند۔ فقط

## (نمبر ۵۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رام پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت منبع ینابیع علوم و حکم معدن یواقیت معانی اخلاق و ہم مخزن اسرار معقول و منقول مصدر احکام فروع و اصول مؤسس بنیان ہدایت مشید ارکان افادت سلالۂ خاندان سیادت نقاوۂ دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مہبط انوار رحمانی مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رام پوری مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین و متع برکاتہ المسترشدین۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سرو سامان را بوجہے مشمول رحمت گردانیدہ و در نظر مشاہیر مومنین و جماہیر مسلمین و متجبران گردن کش و متجلدان دشمن کُش بمرتبہ قبول رسانیدہ کہ حالِ مذلت اشتمال ما عاجزانِ خاکسار و خاکساران بمقدار تماشا کردنی است کہ افواج مجاہدین ابرار بسان امواج بحر زخار در جمیع بلاد و امصار این اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامتِ جہاد و استیصال ارباب بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد درین اطراف و اکناف در خروش اطباق کون و مکان و بساط زمین و زمان از انوار اہل اخلاص و ایمان معمور گردیدہ و مغز گردون دوّار از صیت مردان جنگ و پیکار و غازیان شہامت آثار پر شور۔ از انجا کہ آنجناب ہدایت مآب در جہادِ لسانی و جمعیت ایمانی یعنی بہ ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلام ایشان درمیان جماہیر اہل ایمان مقبول۔ بنا علیہ بخدمت فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ بہمین طریق مرضیہ و دعوت حنفیہ جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و این کلام ہدایت التیام بگوش ہوش ایشان رسانند کہ ورود این زمان محض خود

آن مسعود را در حق ظهور اخلاص مخلصین و بروز ایقان مومنین بمشابہ ورود موسم بہار در حق گل و بلبل و
ایام برشکال در بارۂ اشجار و سائر نباتات تصور فرمایند گلے کہ در موسم بہار نہ خندید او را بمثابہ خار باید فہمید و
آنکہ در ایام برشکال نچمید از ورود آن الی ابدالاباد طمع باید برید و درختیکہ در آوان ربیع سرسبز نگردید بسان
ہیزم خشک او را از بیخ باید کند بخصوصاً صحائف افکار دانشوران عبودیت کیش و زبان اوران اخلاص
اندیش این مضامین ہدایت آگین بنوک زبان بر نگارند و چشم دوربین ایشان این عروس حجلہ نشین
قبول را بنور خوش بیانی بیارایند کہ بر ذمۂ ایشان واجب موکد و لازم متحتم است کہ زبان عذب البیان
را در باب ترغیب و ترہیب بکشایند و سعی بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل بنمایند تا بمنصب جلیل
و مقام نبیل بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدت اذہان و قوت بیان امروز بکار نیاید
ہیچ کار آمدنی نیست سنان لسان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیت قلم در میدان تحریر باید جہانید زیادہ
طول کلام بخدمت آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است کہ در امثال این مقدمات خود تجربہ کار
اند و عقل و ہوشیار زیادہ والسلام مع الاکرام ۔ مرقومۂ پانزدہم محرم ۱۲۴۳ھ ہجری ۔

## (نمبر ۶۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ
معدلت فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محافل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت
و شجاعت مقبول بارگاہ الٰہ مروج دین رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ اداماللہ
جلالہ و ضاعف اجلالہ ۔ بعد از اتحاف تحائف اسلام و اہدائے ہدیۂ مرضیۂ اسلام کہ سنت سید الانام
است علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہود ضمیر خلت تخمیر گردانیدہ می آید رقیمہ کریمہ مودت شمیمہ باعث ازدیاد
مراتب خلت گردید حقاکہ ہر نقشے از نقوش مشکینش مثل خال عذار خوبان و ہر سطرے از سطور عنبرینش بمثابۂ
زلف محبوبان زینت بخش چہرۂ قرطاس خلت اساس بوجہے بودہ کہ رشحات مودات از سحائب کلمات
اتحاد آیات باران صفت می بارید و قلم محبت رقم وثائق اخلاص و اختصاص بمداد محبت و وداد بر لوح
سینۂ یگانگت گنجینہ می نگارید علاوہ برآن آنکہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کنہر و یک چکمن ارسال فرمودہ ذرہ
آن مضامین صداقت آگین را دوبالا گردانید و صدائے تہادوا تحابوا بگوش دل خلت منزل رسانید ۔
الحمد للہ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن خلائق مآب را باین سعادت عظمٰی و عطیۂ کبرٰی کہ عبارت از محبت
فی اللہ ست نواخت و آن معلی القاب را بتائید دین متین و رفع اعلام شرع مبین از سائر اخوان و
اقران ممتاز ساخت واہب العطیات این توفیق را روز افزون گرداناد و ہرچند مفاخر و مناقب آن

اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص و عوام این دیار و اقطار عموماً و از زبان فضلت مآب ملا فیض محمد
و ملا نصر الله خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوش بکرات و مرات رسیده بود و باعث استحکام روابط صلت
علائق محبت گردیده لیکن درین ایام خجسته فرجام خان اخلاص نشان محبت عنوان آدینه خان بخشی
که بنا بر استفادهٔ اشغال طریقت نزد این فقیر رسیدند تمامی حال خیر اشتمال آن خجسته خصال مفصلاً بیان
نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار علو همت و وفور رغبت آن عالی منزلت در باب اعلائے کلمهٔ الله
و احیائے سنت رسول الله و کسر شوکت ظلمهٔ متعدین و کفرهٔ متمردین و کمال شهامت و جلادت آن
والا منزلت در میدان سطوت و معارک صولت استحکام سلاسل محبت و اخلاص و اختصاص دوبالا گردید
الحق ما مردم ضعفا را که محض بجان خود را از جمیع ماسوی الله منقطع گردانیده و سینهٔ اخلاص گنجینه را از محبت
جمیع من دون الله مطهر کرده بنا بر نصرت دین متین و اعلائے کلمهٔ رب العالمین کمر بسته ایم و از محبت
اخوان و اوطان و محبان و دوستان رو گردانیده در محبت محبان حضرت حق و عداوت اعدائے آن
قادر مطلق بالکل مشغول شده ایم نه با کسے محبت میداریم نه عداوت آرے بامتثال آن ناصر دین متین و
ناهر احکام رب العالمین و ناشر سنت سید المرسلین لازم که علاقهٔ محبت مستحکم تر گردانیم و بملاقات فرحت
آیات آن برگزیدهٔ خالق السموات محض لله و فی الله خود را رسانیم نهایت تمنائے قلبی بود که ملاقات جسمانی
میسر شود اما از بسکه درین جز و زمان جمیع مومنین ضلع سوات و بنیر و مهمند و خلیل و غلجائی و درانی و ساکنان
بلدهٔ پشاور و سپاهیان عسکر و رؤسائے آن دیار بر همین معنی اتفاق کرده اند که بغیر برهم زدن دولت پایندهٔ خیل و کسر
شوکت ایشان هرگز هرگز باب جهاد مفتوح شدنی نیست و این فقیر را بر همین معنی ترغیب دادند که بعد انقضای
ماه رمضان المبارک بنا بر استیصال منافقین مخذولین متوجه شویم یعنی پاک کردن بلدهٔ پشاور از الواث
منافقین مذکوره عزم نمائیم چنانچه این معنی نهایت پسند خاطر این فقیر و جمیع مومنین این دیار گردید لهذا
منتظر انقضائے ماه صیام در ضلع سوات نشسته ایم همین که ماه مبارک منقضی گردید موسم کمر بستن غازیان
در رسید هر چند عروض این معنی بظاهر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود اما بیک وجه ازدیاد اشتیاق ملاقات
گردید که دل اخلاص منزل این فقیر چنان اقتضا نمود که آن برادر عزیز را هم درین دولت دو جهان و سعادت
جاودان شریک حال خود نمائیم ایشان را هم بانواع ترغیبات و ترهیبات بسر انجام این مهم عظیم کشان کشان
آرم تا که اگر بنفس نفیس خود شریک این امر عظیم شوند پس زهے سعادت ایشان و الا بر اینقدر البته چاره نا چار
ایشان را مستعد نمائیم که پارهٔ از لشکر ظفر پیکر و قدرے از مصارف مجاهدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور
نزد این فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکه درین جهان فانی

بسلطنت و مالکیت معروف اند ہمچنین در ملک جاودانی بوجاہت و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند
و در میان جمیع اقران و اخوان اہل زمان نیکنامی و صیت عالی و ثنائے جمیل بدست آرند و استحکام علاقۂ
محبت للہ و فی اللہ کہ سعادت جانبین و شرافت طریقین سنت شہرۂ جمہور انام و زبان زد ہر خاص و عام گردد
بنا برین مصالح میخواستم کہ ملاقات جسمانی حاصل نمایم و چیزے از فیوض ربانی و جذبات رحمانی کہ این عاجز خاکسار
و ذرۂ بمقدار بمحض قدرت قادر مختار بآن فائز گردیدہ آن برادر عزیز را بنابر استحکام علاقۂ اخوت تعلیم نمایم
درہمین معنی متردد بودم کہ اگر عازم ملاقات آن برادر عزیز شوم اجتماع مومنین برہم می شود و اگر از آن
پہلو تہی نمایم مشارکت ایشان درین امر عظیم از دست می رود بنا علیہ برگے از اعز عزیزان و اعظم معتقدان
خود کہ حامل اسرار طریقت این فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات این ضعیف ملاقات ایشان
بعینہ ملاقات این فقیر باشد و استفادہ از ایشان در حکم استفادۂ این ضعیف و کلام ایشان در جمیع متعلقات
منسوب باین نحیف یعنی جناب ہدایت مآب کمالات اکتساب مناقب انتساب ناصر دین متین ناشر
سنت سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خان ممدوح یعنی آدینہ خان بحضور آن اقبال معمور
روانہ کردہ شد و یک قطعہ اعلام عام برائے ترغیب جمہور اہل اسلام بجناب معلی القاب بمصاحبت شیخ ممدوح
فرستادہ شد تا آنرا در جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام منتشر فرمایند و ہر کسے از مومنین مخلصین بمضمون
مضمون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنا بر ترغیب خود آن برادر عزیز می خواستم کہ دفترے لمبی
عرایض و طویل نگارش کنم لیکن فہمیدم کہ ہرچند مضامین ترغیب و ترہیب در البتہ رنگارنگ و دقائق گوناگون
اظہار نمایم اما ہرگز ہرگز در جنب کلام ملک علام یعنی قرآن مجید و فرقان حمید کہ سراسر مشتمل برہمین مضمون ہدایت
آگین یعنی اعانت مجاہدین و اہانت معاندین بجوے معدود نخواہد گردید لہذا برہمین قدر اکتفا نمودم کہ مصحفے
نہایت واضح الخط بدست شیخ ممدوح برائے تلاوت ایشان فرستادم تا در ہمان مصحف مجید تلاوت نمایند
و آنرا فرمان واجب الاذعان خلاق زمین و زمان تصور فرمودہ بر منطوق لازم الوثوق عمل فرمایند کہ بر آیات
جہاد و اعانت مجاہدین و ازالۂ کفر و فساد و اہانت مفسدین چہ قدر تاکید بلیغ می فرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریرات
رنگارنگ می فہمانند آیا ہیچ یکے را از بندگان انقیاد شعار میرسد کہ باوجود این قدر تاکید مولا تغافل و تساہل
نماید یا سپاری جان و مال و جاہ و جلال در مقابلہ امتثال احکام ذو الجلال بخیال آرد واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم۔ زیادہ بجز دعائے ازدیاد مراتب جاہ و جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چہ بنگارد۔ والسلام مع الاکرام

**(نمبر ۵۷) مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدولہ بہادر والی ٹونک**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب مناقب

اکتساب تہامت نشان جلالت عنوان نواب وزیر الدولہ محمد وزیر خان بہادر زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ

بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج وہاج و مدارج مسرت بنیاد

بخشید الحمد للہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از

حب فی اللہ است موفق و مشرف گردانید چنانکہ این تخم شجرہ سنت سنیہ در سینہ بے کینہ کاشتہ اند ہمچنین این

شجرہ مبارکہ را شب و روز سرسبز و شاداب داشتہ مثمر ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلہ دارین گردانادراین

فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارہ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مظاہر

را از طرف این فقیر و سائر مجاہدین و مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل الٰہی جمیع روسا و ضعفاء این نواحی در مقدمہ

اعلائے کلمہ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار و رفاقت این عاجز خاکسار بجد تمام چست و چالاک اند کہ

حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی است آنچہ مراتب محبت و اخلاص محبان ہندوستان با این فقیر

مصروف میکردند از بدو زمان در حق جمیع اقوام افغان عموماً و قوم یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد آرے

اینقدر تفاوت است کہ اگرچہ صرف جان خود را در ینمقدمہ بجوے نمی شمارند اما در بذل مال لاچارند کہ استطاعت

ندارند بنا بر علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفا اند و حمیت اسلامی و غیرت

ایمانی موصوف اند و در خدمتگذاری مہاجرین و مجاہدین مصروف ہر چند جد و جہد میکردند کہ در خدمتگذاری

حزب اللہ شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے

نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادہ یگانہ آفاق مولانا محمد اسحاق بر آن اطلاع میدارند بنا بران مخلصین

مذکورین بجان و دل کوشش نمودند و بقدر استطاعت خود مثل انصار کبار از زر مہرہ و فلوس گرفتہ تا روپیہ و

اشرفی قدرے جمع نمودہ ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضے از ان انشاء اللہ خواہد رسید بالجملہ ہر کہ نزد مولوی

محمد اسحاق صاحب چیزے خواہد فرستاد نزد اینجانب بلا تکلف خواہد رسید و آنچہ مولانا ممدوح سابق الکار خدمت

مرسولہ محبین مینمودند محض بنا بر ہمین معنی بود کہ ایشان را طریق ارسال بدست نیامدہ بود الحال کہ بدست آمد

انشاء اللہ انکار ہم نخواہند فرمود اطلاعاً نوشتہ شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون ماند و از طرف ما فقرا نیز درد

و تفکرے لاحق حال نشود کہ از طرف خرچ ہم عسرتے نیست و آنچہ مصارف بنائے مقدمہ جہاد ضروری است

عنقریب خواہد رسید - برادر مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابۃً از طرف آن حشمت مآب بیعت امامت

بجا آوردند حق تبارک و تعالیٰ قبول فرماید برادر ممدوح اظہار نمودند کہ آن حشمت مآب با ایشان باینمعنی فرمودہ

بودند کہ اگر خلافے یعنی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بیعت او بجا آرند و اگر آوازہ این دعوی

محض از زبان رفقا سر برمی زند پس چندان اعتبارے نمیدارد - مہربان من حقیقت الامر انیست کہ این

فقیر محض بزبان خود هم دعوی مذکور نمیکند بلکه این عاجز خاکسار و ذره بمقدار را بلا شک و ریب از پردهٔ غیب
برین منصب شریف از مدت دیده منصوب گردانیده اند و بالفعل باظهار آن مامور ساخته خدا که عالم الجهر والکتمان
والسر والاعلان هست گواه است بر همین معنی که این بنده درگاه قادر مختار و عاجز عبودیت شعار بحق صادق است
اصلا و مطلقا کذب را در آن مدخل نیست و این معنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدائے قلب هر کدام این منصب
بکنند مقبول بارگاه لایزال است و هر که بانکار پیش می آید بیشک مردود بارگاه رب ذو الجلال. روزیکه همه اولین
وآخرین بحضور مالک حاضر شوند که مالک عالمین است محض کرم خود مرا منصب بخشیده در و بروی جمیع که سید المرسلین
است به برکت اتباعش این منصب یافته مجتمع خواهند گردید رفیقان من که باین منصب اقرار کرده اند بکدام مناصب
عزت و وجاهت خواهند رسید و مخالفان من که ازین منصب من انکار میدارند در مهالک مذلت خواهند کشید
وروائے قیامت بیشک آمدنی است و بلا ریب این همه تماشا ظاهر شدنی هرگز نمیخواهم که کسے از مخلصین باین التفات
آزرده شود لاکن هیچ یارائے استطاعت نمیدارم که هر کس را گمان این شان در متابعت خود آرم زیاده والسلام
مع الاکرام. تحریر بتاریخ بست و ششم ماه شعبان سنه ۱۲۴۶ هجری از مقام خار ضلع سوات

## (نمبر ۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم. از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاه اعلی جایگاه ریاست
و سیاست دستگاه جلالت نشان سردار سرداران سلطان محمد خان زاد الله اقباله مع التوفیق والهدایة. بعد از
سلام مسنون و دعاے جانب مقرون واضح آنکه. از روزیکه علاقه اخلاص و اتحاد و دوستی در میان ما
و شما در دار السلطنت کابل متحقق گردیده و آثار آن از جانبین بر منصهٔ ظهور رسیده از همان روز علاقه مذکوره از
طرف این ضعیف در مراتب استحکام روز افزون است و در مدارج التیام از حد افزون چنانچه این ضعیف
فی الحال هم بر همان منوال خواهان ترقی مدارج دارین آنجناب است و جویاے بهبودی کونین آن عالی جناب
است شب و روز بدعاے خیر در حق شما مشغول ام و هدایت و استقامت شما از بارگاه واهب العطایا
هرچند درین چند ایام راه رسل و رسائل منقطع شده اما خیال بدخواهی شما در دل اخلاص منزل نرسیده
وسبب انقطاع مکاتبه همین بود که چنان مسموع شده که در ورود رقائم وداد این ضعیف بنابر پاسداری
سردار کلان باعث تکدر خاطر عاطر شما گردید بنا علیه راه رسل را مسدود گردانیده بر مجرد دعاے غائبانه اکتفا
کرده می شود اما الحال که بمنصب سرداری پشاور رسیده و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لابد بحکم کریمه
کُنتُم خیرَ اُمّةٍ اُخرِجَت لِلنّاسِ تَامُرُونَ بالمعروفِ وتنهونَ عنِ المنکر. و کریمهٔ المؤمنونَ والمؤمناتُ
بعضهم اولیاءُ بعضٍ یامرونَ بالمعروفِ وینهونَ عنِ المنکرِ. تجدید دعوت پارینه بملاحظهٔ اتحاد دیرینه لازم

آمد پس اے برادرِ عزیز این نصیحت بگوشِ ہوش بشنود این مضمون بغورِ تمام دریاب کہ این دنیا دکار و بارِ دنیا
ہمہ گذشتنی وگذاشتنی است داین جاہ وجلال وعز واقبال ہمہ برباد شدنی ہوشیارِ تجربہ کار ہمانست کہ خیالِ
خود پرستی بایں متاعِ قلیل الانتفاع دردل او نہ نشست وجانِ خود را باین زندگانی فانی نہ بست **فرد** بعہد
درستی عہد از جہان سست نہاد + کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است + اینک سردارِ کلان راچہ قدر غرور
ونخوت وخیالِ عزت وعظمت دردل نشستہ وخیالاتِ خود پرستی دماغ ایشان راگرفتہ باچندین شور وشغب
بکمال جد وتعب بمخالفتِ رب العالمین بمحض پاسداری خاطرِ کافرِ لعین گرفتہ وفساد وعداوت وعناد برستہ
برسرِ چندی از فقرائے مہاجرین وغربائے مجاہدین کہ محض تارکِ دنیا وطالبِ دین وخادمِ حکمِ رب العالمین
وسنتِ سید المرسلین اند چہ لشکر کشیہا نمودند وراہِ عداوت وبدخواہی پیمودند از انجا کہ ایشان بر لشکر وتوپخانہ و
شاہین خانۂ خود مغرور بودند وما فقرا بر تائیدِ مالکِ خود مسرور بنا برغلبۂ غیرتِ ایمانی بجوش آمد وتائیدِ یزدانی
درخروش بچشمِ انصاف ببین کہ چسان دریک لمحہ شعبدۂ تقدیرِ آسمانی بظہور رسیدہ وروز اقبالِ آن مغرور
بشبِ ادبار در طرفۃ العین بدل گردید آخر الامر بکمالِ ذلت وخواری ونہایت شرمساری تنہا بحضورِ مالک
علی الاطلاق وملکِ بالاستحقاق بجانِ خود حاضر گردید نہ انجا آن کافرِ لعین یار بود ونہ کسے از منویانِ منافقین
غمخوار پس شمارا لازم کہ فی الحال ہوشیار شوید واز خوابِ غفلت بیدار کہ آخر روزے پیکِ اجل بشما ہم
خواہد رسید ودر محکمۂ حساب وکتاب بحضورِ رب الارباب حاضر خواہید گردید ودوستی کافرِ لعین وخوشامد
وتملقِ منافقینِ بدین وسخن سازی شرارانِ بدراہ وتوجیہاتِ ملّایانِ گمراہ ہیچ منفعتے بشما نخواہد بخشید ہرچند اکثر
عمرِ گرانمایہ خود در مخالفتِ رب العالمین وتملقِ منافقینِ بدین ودوستی کافرِ لعین صرف نمودید وراہِ نفس پرستی
ودنیا طلبی شب وروز پیمودید وہر بار عہد ومیثاق بر اطاعتِ مالکِ علی الاطلاق بربستید فی الحال بیا سخاطر برادر
خود مشکنید اما منکہ نائبِ رسولِ مقبول ام وبدعوتِ بندگانِ الٰہی براہِ راست شب وروز مشغول بزبانِ حال و
قال ہمین کریمہ میخوانم قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِیْعًا اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ - وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُوْنَ + وشب وروز ہمین بیت در مخاطبۂ شما بزبان می رانم **بیت** باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ +
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + بالجملہ اگر ذرہ از ایمان می دارید وباز پرسِ آخرت را یقین می شمارید وخدائے خود
را مالکِ خود می شناسید وخدمتِ دینِ خود را از لوازمِ بندگی می انگارید واز دوستیِ کفار دست می بردارید پس
اینک راہِ راست بے کم وکاست بشما نشان میدہم کہ باعثِ ترقیِ مناصبِ دنیوی باشد وہم موجبِ علو
مدارجِ اخروی کمرِ خود را در نصرتِ دینِ رب العالمین وموافقتِ زمرۂ مجاہدین ومقابلۂ کفرۂ بدین چست

...دید و این بندهٔ درگاهِ الٰہی را بالیقین از ہوا خواہانِ خود تصور کنید و اگر دست از صحبت کفار نخواہند برداشت
با زمرهٔ مجاہدین که خدامِ دینِ ربّ العالمین اند علمِ مخالفت خواہند افراخت و نردِ دغا و دغل با ایشان خواہند باخت
و بنیادِ تعدّی و ظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید که ہر چند ما عاجزان ناتوانیم و فقرائے بے سر و سامان
... بندگانِ ربّ ما ہمان قادر ذو الجلال ہست و قدرتِ کاملهٔ او لم یزل و لایزال که پشهٔ ناچیز بحکمِ او قتل نمرود را کشته
و عنکبوتِ ضعیفِ بے تمیز رشتهٔ حیاتِ عنید را باذنِ او گسسته اگر با من راهِ دوستی می پیمائی پس ہمان یارِ دیرینهٔ توام
اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالکِ من بترس که مالکِ من نہایت غیور ست و بغات
... ہرگز مقابلهٔ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت ہیچ نخواہی برد آخر ہمتی و لافِ مردانگی می زنی اگر
این مردانگی در راهِ خداوندِ خود صرف کردی مردی و الا از ہمه نامردی و در حسرت و ندامت مردی انتہی
بیان و قال که بار بار تو میگفتم خدا آگاه ہست که محض بنا بر خیرخواہی شما ہست و الا پروائے کسے ندارم و التجا پیش
کسے نمی آرم که عنایتِ مالکِ خود مرا بس ہست باقی جمله ہوس ہست آنچه شمارا در مقدمهٔ موافقتِ ربّ العالمین
و مخالفتِ کافرِ لعین یا بالعکس منظور باشد از او در جوابِ این رقیمة الوداد مفصل بنگارند و السلام علی
من اتبع الہدیٰ تحریر بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۴۴ھ

## نمبر (۵۹) مکتوب در سلسلهٔ پیران طریقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمٰن الرحیم - الحمد لله ربّ العالمین و الصلوٰة و السلام علی رسوله محمد وسیلة الطالبین و علیٰ آله
و اصحابه السالکین - اما بعد پس ہر که بشرفِ بیعت (بدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب)
مشرف شده و در سلکِ طریقهٔ عالیهٔ چشتیه و قادریه و نقشبندیه و مجدّدیه و محمدیه بتوسّطِ فقیر سید احمد منسلک
گشت بداند که این فقیر را اخذِ برکات این طرق دو وجه ہست وجه اول اُویسیه و آن در طریقهٔ چشتیه
از روحِ مقدس حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار کاکی و در قادریه از ارواحِ مقدس حضرت
غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقهٔ نقشبندیه از روحِ مقدس حضرت امام الشریعة و الطریقة
حضرت خواجه بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہم الله متحقق گردید و در طریقهٔ مجددیه و محمدیه پس بلا توسّطِ احدے
از جناب حضرتِ حق مستفید گردیده و این حصولِ مقامِ اُویسیّه اگرچه محض بفضلِ الٰہی متحقق شده لیکن آنرا
سببے از اسبابِ ظاہره نیز می باید و آن سبب در حقِ این فقیر دعائے حضرت پیر و مرشدِ خود ہست و وجه ثانی
انسلاک بطریقِ بیعت و اجازت در سلکِ مشائخِ طرقِ مذکوره و آن برین وجه ہست این فقیر را انتسابِ بیعت
و اجازت بجناب قدوة العلماء المحدّثین و وارثِ الانبیاء و المرسلین و حجة الله علی العالمین مولانا و مرشدنا
شیخ عبد العزیز ہست و ایشان را بجنابِ والدِ ماجدِ خود شاه ولی الله و ایشان را بجناب والدِ ماجدِ خود حضرت شیخ

عبد الرحیم است و ایشانرا به شیخ رفیع الدین و ایشانرا بشیخ قطب عالم و ایشانرا بشیخ نجم الحق جائین لدہ و ایشانرا بشیخ محمد عبد العزیز و ایشانرا به قاضی خان یوسف ناصحی و ایشانرا بشیخ حسن طاہر و ایشانرا بسید راجہ حامد شاہ و ایشانرا بشیخ حسام الدین مانکپوری و ایشانرا بخواجہ نور قطب العالم و ایشانرا بشیخ علاء الحق و ایشانرا بشیخ اخی سراج و ایشانرا بسلطان الاولیاء حضرت نظام الدین و ایشانرا به امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج و ایشانرا بخواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشانرا بجناب حضرت خواجہ معین الدین چشتی و ایشانرا بخواجہ عثمان ہارونی و ایشانرا بحاجی شریف زندنی و ایشانرا بخواجہ مودود چشتی و ایشانرا بخواجہ یوسف چشتی و ایشانرا بخواجہ محمد چشتی و ایشانرا بخواجہ ابو احمد چشتی و ایشانرا بخواجہ ابو اسحق چشتی و ایشانرا بخواجہ شیخ علو دینوری و ایشانرا به ابو ہبیرہ بصری و ایشانرا به حذیفہ مرعشی و ایشانرا بسلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشانرا به فضیل بن عیاض و ایشانرا به عبد الواحد ابن زید و ایشانرا بخیر التابعین حسن بصری و ایشان را به امام الاولیاء قدوۃ الاصفیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ و ایشانرا بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہ انتساب بیعت و اجازت در طریقہ قادریہ بسید عبد اللہ اکبر آبادی است و ایشانرا به سید آدم بنوری و ایشان را بجناب امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی است و ایشان را بجناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشانرا به شاہ کمال و ایشانرا بشاہ فضیل و ایشانرا بسید گدا رحمن و ایشانرا به سید شمس الدین عارف و ایشانرا بسید گدا رحمن بن ابی الحسن و ایشانرا بشیخ شمس الدین صحرائی و ایشانرا به سید عقیل و ایشانرا بسید بہاء الدین و ایشانرا به سید عبد الوہاب و ایشانرا بسید شرف الدین قتال و ایشانرا به سید عبد الرزاق و ایشانرا بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشانرا به شیخ ابو سعید مخزومی و ایشانرا به شیخ ابو الحسن القریشی و ایشانرا به شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشانرا به شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی و ایشانرا به شیخ عبد العزیز تمیمی و ایشانرا به شیخ ابو بکر شبلی و ایشانرا به سید الطائفہ جنید بغدادی و ایشانرا به شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشانرا به شیخ معروف کرخی و ایشانرا به امام علی رضا و ایشانرا به امام موسیٰ کاظم و ایشانرا به امام جعفر صادق و ایشانرا به امام محمد باقر و ایشانرا به امام زین العابدین و ایشانرا به سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ و ایشانرا بسید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و ایشانرا بسید انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد حضرت شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہ انتساب بیعت و اجازت در

در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ بہ سید عبد اللہ اکبرآبادی است و ایشانرا بہ سید آدم بنوری و ایشانرا بہ شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی و ایشانرا بخواجہ باقی باللہ و ایشانرا بخواجہ امکنگی و ایشانرا بمولانا درویش محمد و ایشانرا بہ
مولانا زاہد و ایشانرا بخواجہ عبید اللہ احرار و ایشانرا مولانا یعقوب چرخی و ایشانرا بہ امام الشریعۃ و الطریقۃ
خواجہ بہاء الدین نقشبند و ایشانرا بخواجہ محمد بابا سماسی و ایشانرا بخواجہ علی رامیتنی و ایشانرا بخواجہ محمود انجیر
فغنوی و ایشانرا بخواجہ عارف ریوگری و ایشانرا بخواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی و ایشانرا
بخواجہ ابو یوسف ہمدانی و ایشانرا بخواجہ ابو علی فارمدی و ایشانرا بہ امام ابو القاسم قشیری و ایشان را بہ شیخ
ابو علی دقاق و ایشانرا بہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی و ایشانرا بہ شیخ ابو بکر شبلی و ایشانرا بہ سید الطائفہ
جنید بغدادی و ایشانرا بہ شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشانرا بہ شیخ معروف کرخی و ایشانرا بہ امام علی رضا
و ایشانرا بہ امام موسی کاظم و ایشانرا بہ امام جعفر صادق و ایشانرا بہ رئیس الفقہاء و التابعین قاسم بن
محمد و ایشانرا بہ سلمان فارسی و ایشانرا بہ امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابو بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ و ایشانرا بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جملہ برادران
دینی راکہ بردست این فقیر یا خلفاء این فقیر تشرف بیعت و توبہ مشرف گردیدند و در سلسلہ طریقہ چشتیہ قادریہ و
نقشبندیہ مجددیہ محمدیہ بتوسط اینجانب منسلک گشتہ اللہ تعالے نعمتہائے این ہمہ طریقہ ہا نصیب ایشان گرداند
و در اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد۔ آمین

## خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ مین بعد حمد باری تعالی جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالایق بیعلم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام
کو پورا کرادیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اسکے بعضے فوائد متعدیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہون
**اوّل** یہ کہ ناظرین با انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی
کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار بلکہ آپکا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانون کا
ایک نمونہ اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الآخرین بلکہ قلیلٌ مِّنَ الآخِرِینَ کے موعود ابرار کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگون کے
حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلون کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہین بلکہ
قابل تتبع ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگون کے کارنامجات اور حالات زندگانی در دست تحریر
ہوکر آجتک شائع نہین ہوئے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگون کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی
بھی اس دنیا سے رحلت کر جائین انکے بعد ان بزرگون کے عمدہ حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل
ہین نسیاً منسیاً ہو جاینگے اسواسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ

جمع کرکے شائع کردون تاکہ روز قیامت تک لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہین دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور
دوسرے متعصب مؤلفون نے سید صاحب سے خیرخواہ اور خیر اندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل سدل کر
ایسے مخالفت کے پیرایہ مین دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری فاتح قوم کو آپکے پیرو لوگون سے سخت نفرت ہو گئی
ہے پس اس دھوکہ بازی او غلط فہمی کے دور کرنیکے واسطے بھی مینے ضرور سمجھا کہ سید صاحب کے کل سوانح عمری
اور مکاتیب کو جمع کرکے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات کو پبلک کے سامنے پیش کرکے اُس خیال
باطل کو اُنکے دل سے دور کردون - آپکے سوانح عمری اور مکاتیب مین بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے
ہین جہان کُھلے کُھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگون کو سرکار انگریزی کی مخالفت
سے منع کیا ہے سوم بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصًا ولایتی لوگ جو سید صاحب کے صحیح خیالات اور
واقعی حالات سے واقف نہین ہین وقتًا فوقتًا غالبًا بغرض مدافعت اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خود اختیاری
اسوقت تک بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہوجاتے ہین اسواسطے بھی مجھکو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری
و مکاتیب اُن متعصبون کے سامنے پیش کرکے یہ دکھلاؤن کہ سید صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے اُن ظالم
سکھون سے تھا جنہون نے اُسوقت پنجاب کے مسلمانون پر قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کہ سرکار انگریزی سے پس اس امر
مین بھی اُنکو سید صاحب کی پیروی کرنی ضرور اور لازم ہے چہارم حضرت آدم سے لیکر سید صاحب تک جسقدر
ہادی من اللہ مدرسۂ وہبی سے تعلیم پاکر اس دنیا مین آتے رہے اُنکی شرافت قومی (غالبًا اسرائیلی یا قریشی) اور
حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت اور سادگی تحریر و تقریر و طریقۂ تعلیم و نشر ہدایت
اور فیض باطنی اور قوت جاذبہ اور نفرت از حب دنیا و طلب جاہ اور غلبہ ایثار اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت
اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ویسے ہی ہوتے رہے ہین جیسکہ سید صاحب کی ذات
بابرکات مین اُن خوبیون کا جمع ہونا اس سوانح مین بیان ہوا ہے (لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا) پس اب یا آئندہ جو
کوئی سچا ہادی تعلیم یافتہ اُس وہبی مدرسہ کا دنیا مین آویگا تو اُسکی ذات مقدس مین یہی علامات جمع ہونگی جس
سے اُنکی شناخت مین کچھ دھوکہ نہین ہوسکتا - چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین
ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک بیسیون آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ
یا بغرض طلب دنیا دعویدار کاذب نبوت و مہدیت و مسیحیت کے ہوکر آخر بفحوائے کریمہ (جاء الحق و زہق الباطل)
ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہین اور یہ بھی جائے تعجب نہین ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویدارون پر بھی
ہزارون بلکہ لاکھون فاضل اور جاہل بقاعدہ بھیڑ چال ایمان لاکر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہین
پس اس سوانح کی تحریر سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ اس سوانح کو مطالعہ کرنیکے بعد ایک فہمیدہ اور سعید ازلی آدمی

سکہ مذکورۂ بالا کو اپنا رہبر مقرر کر کے ایسے صادق اور کاذب دعویدار میں بخوبی تمیز کر سکیگا۔ جب کتاب
چھپ رہی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور
اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے
اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب میںنے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیوں میں جو
بابت نزول مسیح کے ہیں غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی
آجتک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمان کی قوتیں
ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتیں چھاتی پیٹینگی اور
بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر مسیح کو آتے دیکھینگے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے
ساتھ مسیح اپنے فرشتوں کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگوں کو دنیا میں ایک حد سے دوسری
حد تک جمع کر دینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومیں اور بادشاہ اُسکے آگے کئے
جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگوں سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے
واسطے تیار کی گئی ہے میراث میں لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اُسوقت سب بدکار ہلاک کر کے
دوزخ میں ڈالدیے جاوینگے'' مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح
حاکم عادل نزول فرماکر تمام دنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سور کو نیست و نابود
کردیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اسلام باقی رہجاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے
جزیہ جہان سے موقوف ہو جاویگا اور لوگوں کے دلوں سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت
مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلاتے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نکریگا اور یہانتک لوگوں
کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک آپکی نظر پہنچیگی
وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نرہیگا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری
دنیا کی بادشاہت کر کے صاحب اولاد ہو کر فوت ہونگے۔ پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال
کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ میںنے کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے در اصل وہ بزرگ باشندۂ پنجاب ہی ہیں تو چشم ما
روشن دل ما شاد بجائے نزول ایک عربی یا رومی یا شامی یا یورپین مسیح کے اگر ہمارا ایک افغان اور وطنی
آدمی اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر
بیٹھکر اُن پیشین گوئیوں مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگوں کو بھول نہ جاویگا۔ ایسے دعوے عظیمہ کے
ثبوت میں مسیح یا اُسکے حواریوں کا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کر کے زبانی یا کاغذی جدال

قتال کرنا اور یہ کہنا کہ مین مسیح موعود ہون مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی کہے کہمین ہندوستان کا بادشاہ ہون اور فلان فلان دلائل میرے دعوے کے ثبوت مین میرے پاس موجود ہین اور فلان فلان مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلان فلان کتاب سے میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے۔ اسے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد واحد ہے اسکو اپنے دعوے کے ثبوت مین دلائل پیش کرنیکی حاجت نہوگی مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جو علماء بے بصیرت ایسے دعوی جلیلہ کی تردید مین اُس سے بحث کرتے ہین وہ خود ہی نیم دیوانے ہین تھوڑا انتظار کیون نہین کرتے اگر در اصل وہ مسیح موعود ہے تو عنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا مین پھیل جاویگا اور وہ کُل پیشین گوئیون مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مارکر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے بعد خود ہلاک ہو جاویگا اور ہزارہا مسلمانون کے ایمان کا خون کرجاویگا۔ میرے نزدیک ایک عقلمند اور سعید ازلی کو اسیقدر بس ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم نظم

مجھ سے جو کچھ ہو سکا خدمت مین حاضر کردیا ‏ قدردانی منصف والاہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا + ‏ خاتمہ بالخیر پر اہل کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین + خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تھانیسری نزیل کمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا

## خاتمۃ الکاتب

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ کتاب فیض انتساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری نزیل حال کمپ انبالہ مؤلف تاریخ وتواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالا پانی وبرکات اسلام نے نہایت جانفشانی وعرقریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح وتنقیح وتحشی مولوی محمد امجد علی صاحب دام ظلہ بماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری مطبع نامی گرامی فاروقی دہلی مین طبع ہوکر سرمۂ چشم ناظرین ونورافزائے دیدۂ اہل صدق ویقین ہوئی۔ مسکین محمد نیاز علی دہلوی کاتب کتاب ہذا

فقط